الحمد للہ کہ کتاب انتخاب دواوین

گلدستہ نازنینان

مطبع فادہ عام میں مطبوع

ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اوس خدای بی نیاز کو جسنی تمام مخلوقات مین سے انسان کو برگزیدہ اور پسندیدہ
کر کی شعار مروت اور ذہن رسا عنایت فرمایا اور عقل ہر ایک شخص کو بقدر
حوصلہ اور طاقت اوسکی کی قابل فیضان بنایا اور پہر اپنی عباد خاص اونمین سے
جنکو چاہا چن لیا اور جامہ بزرگی کا اونکو مرحمت فرمایا — اور باوجود نطق و گویائی
او عقل و ذہن کی ہر ایک بشر کو خصوصا اون کو جنکو مقدور ہر طرح کا مرحمت کیا تہا یعنی
انبیا علیہم السلام اور اولیای کرام کو ادراک سے ہی عاجز کر دیا پہر اور بشر کا تو کیا
حوصلہ کہ اس مقدمہ مین دم مارسکی سبحان اللہ کیا بڑی شان ہی اوس پاک پروردگار
کی کہ اگر اس کارخانہ بوقلمون اور قدرت اوس خداوند یگانہ کو بغور سوچی تو سوا
صم بکم ہی اور انا لا اعلم کہنی سے کچہ چارہ نہین سوجہتا ناچار اس مقام پر خاموش
ہو رہنا اور اس کلمہ پر اکتفا کرنا بہتر ہی کہ ما عرفناک حق معرفتک سے اپنی تعریف الہی
تو کر ہم نہین جانتی کہ کیا ہی تو اور ہزار ہزار حمد اوس ... اوس صبح پاک بسر و زیبا

انبیا محمد مصطفی اور اوسکی آل مجتبی اور اصحاب انقیا و اصفیا جسکی اعجاز بیانی نے تمام
شعرا عرب کی ہوش و حواس کہو دیے اور بجز اس کلمہ کے انہ کلام البشر کے اور
کچھہ نہ بولی بلکہ رو دیے

تاریخ سرور دو جہان سردار کون و مکان

بیان مین ہی روشن ہوگیا انوار بیحد کا — سراپا نور تہا اسو اسطی سایہ نہ تہا قد کا
ہی شمع لم یزل کا پرتو جلوہ محمد کا — طلوع روشنی جیسی نشان ہو سحر کی آمد کا
ظہور حق کی حجت ہی جہان مین نور احمد کا

اسیکی فیض سی کل دفتر عالم ہوا پیدا — اوسیکی نور کا پرتو عقول عشرہ مین دیکہا
نہین جز مبدء فیاض کوئی ہمسبق اوسکا — دبستان ازل مین وہ معلم عقل کل کا تہا
نہ تہا نام و نشان جس روز اس لوح زبرجد کا

چمن بند قضا نقاش اوسکی بزم رنگین مین — قدر اک بندہ کی تہا اوسکی بزم گلشن مین
ہر اک عنصر تہی حاضر باش اوسکی بزم رنگین مین — چمن [illegible] حاضر باش اوسکی بزم رنگین مین
بہار آفرینش ایک بوٹا اوسکی مسند کا

ہی جان تہرتہرائی خوف سی شیطان کہبرایا — ہوا ساری جہان کی کافرون مین تہلکہ برپا
نہ دیا لاہوتی کعبہ مین ہبل لات اور عزا — عجم مین زلزلہ نوشیروان کی قصر مین آیا
عرب مین شور اوٹہا جس دم اوسکی آمد آمد کا

محمد مصطفی باعث ہوئی ایجاد عالم کے — تمامی انبیا کو اوسکی خلقت سی ملی رتبی
ٹہی اوسکے سبب سی نوح و اسمٰعیل کی درجے — شرف حاصل ہوا آدم اور ابراہیم کو اوسیسے
نہ تہا محتاج عالم فخر تہا اپنی اب و جد کا

تہا اوسکی انیکا مدعا لیکن جو قران تہا — فرشتہ تہا مگر ظاہر مین تہا شکل انسان تہا

غلاموں کی طرح اٹھوں پہر دونوں فرمان تھا	شب و روز [illegible] تھا خدمت [illegible]

عجب نسبت یاد تھا روح [illegible] کو ہیچ [illegible] کا

نہ تھا تو بلبل و گل پر ہوا صیاد گلچین کو	رکھا آباد [illegible] اپنی گلشن [illegible]
بنا تھا جسم اطہر دو جہاں کی زیب و تزئین کو	وہ اس عالم میں رونق بخش تھا خورشید [illegible] کی

کیا جنت میں سایہ نخل طوبیٰ اوس سہی قد کا

در مقصود لیکر حق سی شاہ بحر دیں آیا	عجب دریا دلی سی جا کی بی خوف و خطر آیا
جو اوسکی ہمت عالی کا دریا موج پر آیا	شب معراج چڑھکر عرش پر دم میں اوتر آیا

بیان اوس قلزم معنی کی کیا ہو جزر او مد کا

نہ جانو فرق ایک نقطہ کا احمد کو احد سمجھو	سراپا مظہر حق ظاہر و باطن میں ہی وہ لو
وہ خود مفتاح ہی مفتاح کی کیا اوسکو حاجت ہو	کشود عقدۂ باطن میں کافی نام حق اوسکو

کھلا کرتا ہی بی کنجی ہمیشہ قفل ابجد کا

جہاں پرواز کرنی سی پر جبریل جلتا ہو	بھلا ایسی محل میں دخل شیطان کا کیا ہو
وہیں مارا پڑی کو سو طرح کا بہیس لاتا ہو	گرافعی تیکی جا نکلے اودھر ابلیس اندھا ہو

ملاہی قصر اخضر روح کو اوسکی زمرد کا

خدا کا ذکر دلمیں بخشش امت کی لب [illegible]	معانی تو اودھر سے لیکے الفاظ میں اودھر [illegible]
اودھر مشغول تھا حق سی ادھر تھا وعظ میں شاغل	اودھر اللہ سی واصل ادھر مخلوق کا شامل

خواص اوس برزخ کبرا میں تھا حرف مشدد کا

مثلث کو مربع کس طرح لکھتا کوئی یارو	احد میں میم گرچہ چار ارکان ہو گئی دیکھو
نہ ممکن تھا کسی ترکیب سی مفرد مرکب ہو	مگر وحدت سی کثرت میں نہوتا ذات مطلق کو

نہ تھا صفر گر نقش احد پر میم احمد کا

کی اشعار کا کریے اور آخر کتاب میں ایک رسالہ بزبان اردو علم عروض کا اس
طرح کا لکھہ کر کہ جس سے ہر طرح کی اشعار اور بحور اور زحافات اور قافیہ اور ردیف
اور روی کے شناخت ہو مع اشعار زبان اردو کی لگا وی تو گویا ایک بیاض عجیب و غریب
کہ چشم فلک نے بہی نہ دیکھی ہو مرتب ہو کر مہیا رہو یہ ارادہ دل میں ٹہرا کر میں نے اون سے
کہا کہ حضرت سلامت آپ خاطر جمع رکہیں بندہ ایک بیاض ایسی مرتب کر کے نذر
کریگا انشاء اللہ تعالیٰ یقین اوس جناب پاک سے امیدوار ہے یہ ہی کہ حضرت کو
تلاش دیوانات اساتذہ مشہورہ کی نہ ہوگی بلکہ اوس بیاض کو اگر تذکرہ فرماویے
تو بجا ہی اور اگر گلدستہ خوشبو نام رکہیں تو سزا ہی اور اگر باغ ارم کہیے
تو بہی سچ ہی اسی خیال میں مدت مدید اور عرصہ بعید گذر گیا وے محب صادق ایک روز
غریب خانہ اس عاجز کی تشریف لائے اور فرمایا کہ تو نے اوسکی کچھہ تدبیر نہ کی میں نے
کہا کہ جناب بسبب گردشات زمانہ ناہنجار کی شبانہ روز تکروہات زمانہ میں
پہنسا رہتا ہوں اور اس انصرام امر کو دو سببوں میں سے کوئی سا سبب
ہو تو یہ امر وقوع میں آوے یا تو فراغت پایے کہ کسی طرح کا فکر نہووے یا
بموجب فرمایش زبردست کی کہ اوس کا کہنا ماننا پڑے کسی طرح نہ ٹال
سکے چنانچہ اس امر میں اشارہ ہی کرنا اوس کا بمنزلہ حکم واجب الاطاعت
اور سعادت اپنی کے متصور ہووے چونکہ وہ دوست نہایت ہی میرے
مربی تھے تو وے بہی سبب ثانی کو سمجھہ گئے لیکن چونکہ منظور انتخاب
نہیں کرتے تہا اسلئے وے حتی المقدور والامکان درپے تلاش
سبب ثانی کے ہوئے اور بات کو ٹالے گئے پہر کبہی کچھہ تذکرہ نکیا

چہرہ متذکرہ کیا اتفاقاً ایک روز وہ دوست تشریف لائے اور فرمایا کہ آج طبیعت چاہتی
ہے کہ ہم تم باہم کسی باغ کی سیر کو چلیں بندہ ہمراہ اونکے ہوا جبکہ مکان مقصود
پر پہونچے اور رنگ برنگ کے پھول پتے سبزہ دیکھنے میں آئے دیکھا تو عشق پیچان پیدا
ہوا ہے — تب تو اس عاجز نے اوس دوست سے عرض کیا کہ ای
یار جانی ای دوست روحانی جیسا کہ تونے میری طبیعت کو خوش
کیا ہے خدا تجکو خوش کرے مگر میں چاہتا ہوں کہ اس باغ میں ہر روز ہم تم باہم
آکر سیر کیا کریں اونہونے کہا کہ بہت اچھا اسیطرح عرصہ چار پانچ روز کا گذرا
کہ طبیعت اختیار میں نرہی — اور تاب صبر و شکیبائی کے ناتوانی پیدا
کی آخر کار اوس باغبان گلشن نزہت و آرام جان سے بندہ کی ملاقات ہوئی
اور مدارات و التفات روز بروز زیادہ ہونے شروع ہوئے اور فرمایشات
اور احکام اس بندہ پر نافذ ہونے لگے جبکہ اوس دوست کی خوب جانا کہ
سبب ثانی جو یہ بیان کرتا تھا کما حقہ ثابت ہو گیا تب اوس رشک چمن نے
کہا کہ اسکو تکلیف تالیف بابت حقہ کے دیتے اب بھی کیونکہ اسمیں اپنا
بھی مطلب ہی تب اس عاجز نے بموجب حکم المامور من المحب مشغول ہوکے
بسرعت تمام جس طرح کا انتخاب کرده چاہتا تھا پسند و جالا کے چند روز
میں طیار کر کے نذر کیا اور اوسکو وسیلہ نیل مراد کا جان کر اسطرح کا مخطوطہ
کہ ہوا لکھایا پھر اونہونے ارشاد فرمایا کہ اسکی چھپ جانے میں بہت فایدہ ہوگا
مناسب ہے کہ یہ بیاض چھپ جائے چنانچہ بموجب حکم اوس آرام جان کے یہ
منتخب چھپوایا گیا اسلئی غرض ملاحظہ کنندگان اوراق سے یہ ہے
کہ اول سے آخر تک جو صاحب ملاحظہ فرماوین اوسکے جا بجا [illegible]

کو بھی شعرا اسکے پسند خاطر نہ آئی تو شعر منظور نظر امین کیونکر محبوب ہوتا طبیعت
ہند کی طبایع تمام بشر پر مجازاً اور ظاہر ممکن ہے مگر محنت اسکا عاجز نے بغور فرمایا اور
ان مسائل علم عروض کی رسالہ مین برمحل اور قابل درج بیاض داخل کیے
گئے ہین اور رسالہ مذکورہ حدائق البلاغت اور عروض سیفی اور رابعیہ
ابن حاجب اور چند اور رسالہ علم عروض کیسی منتخب کرکے بیان تمام مسائل
اور بحور اور بیان عروض کا اس طرح پر کہ پھر کسی بڑے کتاب کی حاجت نہو
کیا گیا ہے — الحمد لله علی ذلک حمداً کثیراً کثیرا کہ جس طرح کہ انتخاب
کو طبیعت خواہش کرتی تہی اسیطرح پر ماہ ذی حجہ سنہ ۱۲۶۲ ہجری سے مطابق دسمبر سنہ ۱۸۴۶ع
مین تمام ہوا اور ماہ صفر سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق ماہ فروری سنہ ۱۸۴۷ع مین چہپنا
شروع کیا — اور نام اسکا **گلدستہ نازنینان** رکہا گیا مگر ایک یہ عرض
ملاحظہ کنندگان رسالہ عروض سے ہے کہ اس رسالہ مین اطناب بسبب وارد
ہونے امثلہ ہر قسم کی شعر کے وقوع مین آیا ہے
یعنی مثلاً جس جا سے معنی قصیدہ یا بیت یا مخمس یا مسدس یا مثمن وغیرہ
بیان کئے ہین مثالاً اس جا سے تمامہ وہ لکہہ دیا گیا ہے اگر ایک ایک شعر ہر قسم کی شعر کا بطور
لکہہ دیا جاتا تو البتہ ضخامت اس کتاب کی کچہہ کم ہوتی اور اطناب وقوع
مین نہ آتا جیسا کہ اب ہی مگر اس کا یہ سبب ہی کہ بندہ نے التزام اس امر کا
نہین کیا ہی کہ انتخاب فقط غزلیات کا کرے بلکہ جس قسم کی شعر اچہی یا
نقلی دیسے درج انتخاب کے گئی ہین اسلیے بعضے بعضے قصاید مرزا رفیع السودا
کیا اور ترجیع بند اور ترکیب بند اور مثمن حضرت استاذ ملک الشعرا امین خان
کہ قابل درج انتخاب تہی تمامہ مندرج کتاب ہوئے فقط اسی ہی خیال سے

اور لبید ابن ربیعہ العامری ہے جسکا ذکر اوپر آیا بہت مشہور شعراء عرب سے ہے اسلا
م سے مشرف ہو کر اکتالیسویں برس سنہ ہجری سے رحلت پائی کہتے ہیں کہ
ایکسو ستاون برس کی عمر اسکی ہوئی یہہ شعر اسی شاعر کے قصیدہ کا ہے

وتضیئ فی وجہ الظلام منیرۃ ۔ کجمانۃ البحری سل نظامہا

اور عمر ابن معاویہ بن شداد العبسی شعر هل غادر الشعراء من متردم
ام هل عرفت الدار بعد توهم ۔ اور حارث حلزۃ الیشکری شعرائے
جاہلیہ سے ہے۔ شعر آذنتنا ببینہا اسماء ۔ رب ثاو یمل
منہ الثواء ۔ متنبی اعاظم شعراء اہل اسلام سے گذرا لیکن بعضی یہہ بیان
کرتے ہیں کہ اس شاعر نے دعوے نبوۃ کا کیا تھا چنانچہ اسکو قید ہوئے
اور بعد توبہ کرنیکے مخلصی پائی اسلئے اسکو متنبی کہتے ہیں ۔ اور بعضی یون
تاویل کرتے ہیں کہ متنبی بمعنے اول من تنبأ بالشعر هی یعنے دعوی نبوۃ شعر کہنے
میں کیا تھا نہ اور امر میں بہر تقدیر غرضکہ یہہ شاعر زبان عرب کا جلیل الشان
گذرا اور بہت فہیم و ذہین تھا اسکا یہہ ایک شعر لکھا جاتا ہے نعد المشرفیۃ والعوالی
وتقتلنا المنون بلا قتال ۔ اور شعر فارسی قبل ظہور سنت بیضاء
بہ تحقیق علماء ثابت نہیں ہوا لیکن افواہ عوام سے یہہ مشہور ہوا ہے کہ اول شعر
زبان فارسی میں بہرام گور نے کہا ۔ اور زمانہ اسلام میں بسبب قلت شیوع
اور منع مرسومات عجم کے دیار فارس میں شاید رسم شعر مندرس ہو گئی ہو
کیونکہ ایام دولت بنی امیہ اور خلفاء عباسیہ کے میں شعر عربی خاصۃً قصائد
درجہ اعلے مروج اور شایع تھی شعر فارسی کو کوئی نہ کہتا تھا مگر زمانہ یعقوب بن
لیث صفار کی مدت تک دو وتین علما اور فضلا کہنے لگے اور رباعی اوکسی [illegible]

آنا ریختہ کا یہہ رسم مدت دراز تک جاری رہی مگر بیچ ایام اتابکان کے حضرت
شیخ سعدی مصلح الدین شیرازی قدس سرہ نے ریختہ غزل کہی اسکا اختراع
کیا اسی واسطے انکو موجد متقدمان کہتے تہے — لیکن بالفعل جو کہ کلام ہیچ
مشاہیر شعراے ہند کی ہے تو ضرور ہوا کہ مختصر مجمل ان کا بھی حال لکھا جاوے اور
ہی واضح ہو کہ شعراے زبان اردو کی بحسب ازمنہ منظوم چار طبقات میں ہو
سکتی ہیں — طبقہ اول عبارت اون شعرا سے ہی جو کہ متقدمین میں
سب سے اول شمار کئے جاتے ہین مثلا ولی اور سعدی دکہنی — اور شیخ نجم الدین
معروف شاہ مبارک متخلص آبرو یہ لوگ الفاظ منکرہ اور محاورات قدیمہ اور
روابط غریبہ کو اکثر استعمال کرتے تہے مثلا نین بجاے انکہون کے اور
کریجا بجاے اتہہ کے اور لفظ ستے بجاے سون وغیرہ کے بولچال کو جواز سے سمجہتے
تہے — طبقہ دوم میں شاگرد انہیں لوگون کے تہے لیکن قدم بقدم
استادون کے چلا نکئے مگر کچہہ کچہہ فرق انکو حاصل تہا مثل حاتم — تہیدی
وغیرہ — طبقہ سوم میں وے لوگ جن لوگون نے اردو کو اصلاح دیے
پاکیزہ پاکیزہ الفاظ اور بہت اچہی اچہی مضامین اور بہت خوب محاورات
استعمال کرنے شروع کئے گویا کہ انہون نے اردو کو خراط کیا — مثلا مرزا جانجانان
مظہر — اور میر محمد تقی — اور سودا — اور خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ
یہی شاعر استادون میں سے جو بہت مشہور و معروف دیار ہند میں زبان
اردو کی گذرے — طبقہ چہارم میں وے لوگ پیدا ہوے جن لوگون
نے اوایل کو بہلا دیا گویا کہ بانی اردو اور مصلح اردو ان کو کہنا چاہیے
اور اس طرح اس فن شاعری کو کمال کیتین پہنچایا گویا کہ فن شاعری

شاعری کو ان لوگوں سے ایک نوع سے جلا و صفا حاصل ہوئے ـــ
مثلاً حضرت محمد سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ
ـــ اور خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم ذوق ـــ اور سرامد فضلا و علما اور
حاکم افتا و دین متین استاذی مولوی محمد صدر الدین خان صاحب بہادر
کہ فی زماننا جو سنہ ۱۲[illegible] ہجری ہیں عہدہ صدر الصدوری شاہجہان اباد
پر مامور ہیں ـــ اور حکیم محمد مومن خان صاحب ـــ اور نواب اسد اللہ خان
المعروف بمرزا نوشہ المتخلص غالب و اسد ـــ اور ناسخ ـــ اور
جرات ـــ اور انشا اللہ خان ـــ اور نصیر ـــ اور مولوی امام بخش
المتخلص بصہبائی ـــ معروف ـــ ممنون ـــ تسکین ـــ نگہت ـــ
قاسم ـــ فراق ـــ مصحفی وغیرہ یہہ چند اشخاص جو مشہور و
معروف دیار ہند تھے شاعروں میں ہیں لکھے گئے والا اگر آدمی
چاہے کہ سب کا حال اور سب شعراے اس زمانہ کا تا ہمہ درج کرے
تو ایک کتاب بجاے خود طیار ہو جاینگے اسلئے ترجمہ مختصر
سے تذکرہ کیا گیا اور اکثف شعرا و مشاہیر کے یہہ تھوڑا سا
حال جو یہاں تک بیان ہوا حسب اقتضا مقام لکھا گیا کیونکہ
اس عاجز کا ارادہ یوں ہے کہ ایک تواریخ شعراے ہند کے
لکھی ہو والمستعان وباللہ التوفیق

خواجہ میر درد

درد تخلص خواجہ میر صاحب نام کا ہے یہ صاحب فرزند رشید
خواجہ محمد ناصر عندلیب تخلص کے تھے مذہب انکا حنفی صوفی

شعاشہ روزہ مشغول بحق رہتے اور دنیاء دون کو کبھی کچھہ خیال مین
نہ لاتے تہے بلکہ بعضے بعضے شخص اونکے کرامت کے بہی قایل
ہین اور کہتے ہین کہ یہ صاحب ولی اللہ گذرے ہے اور سب فنون
حکمیہ اور علم موسیقی اور فن شاعری مین بہت اچہی دست
قدرت رکہتی تہے درویش خصلت گوشہ نشین متصف بزہد و ورع
تہی اور بڑے پایہ کے شاعر کلام فصیح صاف و شستہ کہ حاجت
بیان کی نہین رکہتی کیونکہ حال مذاق سخن اونکے کلام سے اہل سخن
پر ظاہر ہے کہ کس دہوم دہام کا کلام سنجیدہ اور الفاظ پاکیزہ
اور مضامین باریک ہوتے ہین ہر مہینے کے ۲۴ تاریخ کو محفل
راگ کے اونکے ہان منعقد ہوا کرتی ہے چنانچہ اونکے خاندان مین
اتبک یہہ رسم جاری ہے کہ میان ناصر احمد ہر مہینہ کے ۲۴ کو بین
بجاتے ہین اور کچھہ گاتے بہی ہین اور محرم کے تیسری کو مرثیہ خوانی
بہی اتبک ہوتی ہی چنانچہ سب مرثیہ خوان اس شہر کے وہان جمع
ہوتے ہین اور اپنی زبان سے مرثیہ ہر ایک شخص پڑہتا ہے
فی زماننا حضرت صاحب اونکے سجادہ نشین ہین غرضیکہ خواجہ
علیہ الرحمۃ نے گیارہ سے نواوین ہجری مین اس دنیاء دون
سے رحلت فرمائے یہہ چند اشعار اونکے دیوان سے بطور
یادگار انتخاب ہوئے فقط

انتخاب دیوان خواجہ میر درد علیہ الرحمہ

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کی رقم کا — حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اوس مسند عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے — کیا تاب گذر ہووے تعقل کے قدم کا

بستے ہیں ترے سایہ میں سب شیخ و برہمن — آباد ہے تجھی سے تو گھر دیر و حرم کا

ہے خوف اگر جی میں تو ہے تیرے غضب سے — اور دل میں بھروسا ہے تو ہے تیرے کرم کا

مانند حباب آنکھ تو اے درد کھلی ہے — کھینچا نہ پر اس بحر میں عرصہ کوئی دم کا

ولہ

مدرسا یا دیر تھا یا کعبہ یا بتخانہ تھا — ہم سبھی مہمان تھے واں تو ہی صاحب خانہ تھا

وائے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا — خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

حیف کہتے ہیں ہوا گلزار تاراج خزاں — آشنا اپنا بھی واں اک سبزۂ بیگانہ تھا

ہو گیا مہماں سرائے کثرت موہوم آہ — وہ دل خالی کہ تیرا خاص خلوت خانہ تھا

بھول جا خوش رہ عبث وے سابقے مت یاد کر — درد یہ مذکور کیا ہے آشنا تھا یا نہ تھا

ولہ

اکثر ہیں ہوش آشنا یہ ناز کرنا — بہتر ہے کیمیا سے اپنا گداز کرنا

کب دل ملے کسی کا ہم غمزدوں سے یارا — ہے اپنے دل سے لازم جوں غنچہ ساز کرنا

اے آنسوؤ نہ آوے کچھ دل کی بات منہ پر — لڑکے ہو تم کہیں مت افشائے راز کرنا

دوئی کا تو نہ آپ ہی پڑتا ہے تفرقہ میں — بے امتیاز نادان اک امتیاز کرنا

ہم جانتے نہیں ہیں اے درد کیا ہے کعبہ — جیدھر ملے دو ابرو ادھر نماز کرنا

ولہ

شبانہ روز مشغول بحق رہتے اور دنیا و دون کو کبھی کچھہ خیال میں نہ لاتے تھے بلکہ بعضے بعضے شخص اونکے کرامت کے بھی قایل ہین اور کہتے ہین کہ یہ صاحب ولی اسد گذرے ہے اور سب فنون حکمیہ اور علم موسیقی اور فن شاعری مین بہت اچھے دست قدرت رکھتے تھے درویش خصلت گوشہ نشین متصف بزہد و ورع تھے اور بڑے پایہ کے شاعر کلام فصیح صاف و شستہ کہ حاجت بیان کے نہین رکھتی کیونکہ حال مذاق سخن اونکے کلام سے اہل سخن پر ظاہر ہے کہ کس دہوم دہام کا کلام سنجیدہ اور الفاظ پاکیزہ اور مضامین باریک ہوتے ہین ہر مہینہ کے ۲۴ تاریخ کو محفل راگ کے اونکے ہان منعقد ہوا کرتے تھے چنانچہ اونکے خاندان مین اتنگ یہہ رسم جاری ہے کہ میان ناصر احمد ہر مہینہ کے ۲۴ کو بین بجاتے ہین اور کچھہ گاتے بہی ہین اور محرم کے تیسری کو مرثیہ خوانی بہی اتنک ہوتی ہی چنانچہ سب مرثیہ خوان اس شہر کے وہان جمع ہوتے ہین اور اپنی زبان سے مرثیہ ہر ایک شخص پڑہتا ہے فی زماننا حضرت صاحب اونکے سجادہ نشین ہین غرضکہ خواجہ علیہ الرحمۃ نے گیارہ سے نوادین ہجری مین اس دنیا دون سے رحلت فرمائے یہہ چند اشعار اونکے دیوان سے بطور یادگار انتخاب ہوئے فقط

انتخاب دیوان خواجہ میر درد علیہ الرحمہ

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کی رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اوس مسند عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہی
کیا تاب گذر ہووے تعقل کی قدم کا

بستی ہین تری سایہ مین سب شیخ و برہمن
آباد ہی تجھی سی تو گھر دیر و حرم کا

ہی خوف اگر جیمین تو ہی تیری غضب سے
اور دلمین بہروسا ہی تو ہی تیرے کرم کا

مانند حباب آنکھہ تو ای درد کہلی تہی
کھینچا نہ پر اس بحر مین عرصہ کوئی دم کا

ولہ

مدرسا یا دیر تہا یا کعبہ یا بتخانہ تھا
ہم سبھی مہمان تہی وہان تو ہی صاحب خانہ تہا

وای نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تہا جو کچھہ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تہا

حیف کہتی ہین ہوا گلزار تاراج خزان
آشنا اپنا بھی وہان اک سبزہ بیگانہ تھا

ہو گیا مہمان سرای کثرت موہوم آہ
وہ دل خالی کہ تیرا خاص خلوت خانہ تہا

بہول جا خوش رہ عبث وہ سابقی مت یاد کر
درد یہ مذکور کیا ہی آشنا تہا یا نہ تھا

ولہ

تیزی پہ ہوش اتنا نہ ناز کرنا
بہتر ہی کیمیا سی اپنا گداز کرنا

کب دل ملی کسی کا ہم غمزدون سی کہل کر
ہی اپنی دل سی لازم جون غنچہ ساز کرنا

ہی انسو تو اوی کچہہ دل کی بات مونہہ پر
لڑکی ہو تم کہین مت افشای راز کرنا

ہوا بنی ٹوٹ آپہی پڑتا ہی تفرقہ مین
بی امتیاز نادان ملک امتیاز کرنا

ہم جانتی نہین ہین ای درد کیا ہی کعبہ
جیدہر ملی دو ابرو ادہر نماز کرنا

ولہ

جگ مین اکر ادہر اودہر دیکھا
تو ہی آیا نظر جدہر دیکھا

جان سی ہو گئی بدن خالی
جس گہڑی تونی آنکھہ بہر دیکھا

نالہ فریاد آہ اور زاری
آپ سی ہوسکا سو کر دیکھا

اون لبون نے کی مسیحائی
ہم نے سو سو طرح سی مر دیکھا

زور ہی عاشق مزاج کوئی
درد کو قصہ مختصر دیکھا

ولہ

اگر یون ہی یہ دل ستاتا رہی گا
تو اک دن مرا جی ہی جاتا رہی گا

مین جاتا ہون دل کو تری پاس چھوڑے
مری یاد تجھہ کو دلاتا رہے گا

گلی سی تری دل کو مین لی چلا ہون
مین پہونچون گا جب تک یہ آتا رہی گا

جفا سی غرض امتحان وفا ہے
تو کہہ کب تلک آزماتا رہے گا

قفس مین کوئی تم سے آی ہمصفیرو
خبر گل کی ہمکو سناتا رہے گا

خفا ہو کی ای درد مر تو چلا تو
کہان تک غم اپنا چھپاتا رہی گا

ولہ

جی مین ہی سیر عدم کیجیے گا
یک بیک خلق سی رم کیجی گا

مورد قہر تو یہان ہم ہی ہین
اور کس پر یہ کرم کیجیے گا

سخت بیباک ہی یہ خامہ شوق
اپنی ہاتہون کو قلم کیجی گا

گریہ اشک سی مانند شراب
آب و آتش کو بہم کیجیے گا

ٹک بہی گردش فلک فرصت دی
عیش کو کشتہ غم کیجی گا

سینہ و دل کی تئین داغون سی
رشک گلزار ارم کیجیے گا

قصد ہی قطع یہ طور مستان — عرصۂ دیر و حرم کھینچنے کا
پھر جب اوگی جبین جون برق — راہ طی یک دو قدم نہ کھینچنے کا
شدتِ مہر تبان سی دل آہ — ورد سطر سی کم کھینچنے گا

ولہ

ہمنی کس رات نالہ سر نکیا — پر اوسی آہ کچھہ اثر نکیا
سب کی ہان تم ہو سی کرم فرما — اس طرف کو کبھو گذر نکیا
کیون بھوین تانتی ہو بندہ نواز — سینہ کس وقت مین سپر نکیا
کتنی بندون کو جان سی مارا — کچھہ خدا کا بھی تونی ڈر نکیا
دیکھنی کو رہی ترستی ہم — نکیا تونی رحم پر نکیا
آپ سی ہم گذر گئی کب کی — کیا ہی ظاہر مین گو سفر نکیا
کون سا دل ہی وہ کہ جس مین آہ — خانہ آباد تونی گھر نکیا
بچہ سی ظالم کے سامنی آیا — جان کا مینی کچھہ خطر نکیا
سب کی جوہر نظر مین آسی درد — بی ہنر تونی کچھہ ہنر نکیا

ولہ

قتل عاشق کسی معشوق سی کچھہ دور نتھا — پر تری عہد سی اگی تو یہ دستور نتھا
رات مجلس مین تری حسن کی شعلہ کی حضور — شمع کی مونہہ پہ جو دیکھا تو کہین نور نتھا
ذکر میرا تو یہ کرتا تھا صریحاً لیکن — مینی پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نتھا
باوجودیکہ پر و بال نہ تھی آدم کی — وہان پہنچا کہ فرشتہ کا بھی مقدور نتھا
پرورش غم کی تری یہان تئین تو کی دیکھا — کوئی بھی داغ تھا سینہ پہ کہ ناسور نتھا

محتسب آج تری ہاتون سی میخانہ نہین — دل تہا کوئی کہ شیشہ کی طرح چور تہا
ورنہ کیا ملتی سی ایسے یار پرا کیون مانا — اسکو کچہہ اور سوا دید کے منظور نہ تہا

ولہ

جگ مین کوئی نہ ٹک ہنسا ہوگا — کہ نہ ہنستی ہی رو دیا ہوگا
اوس نی قصدا بہی میری نالون کو — نہ سنا ہوگا گر سنا ہوگا
دیکہئی غم سی اب کی جی میرا — نہ بچی گا بچی گا کیا ہوگا
دل زمانہ کی ہاتہہ سی سالم — کوئی ہوگا کہ رہ گیا ہوگا
حال مجہہ غمزدہ کا جس جس نی — جب سنا ہوگا رو دیا ہوگا
دلکی ہر زخم تازہ ہوتے ہین — کہین غنچہ کوئی کہلا ہوگا
یک بیک نام لی اوٹہا میرا — جی مین کیا اوسکی آگیا ہوگا
تیری نالون پہ کوئی دنیا مین — بن کئے آہ کم رہا ہوگا
لیکن اوسکو اثر خدا جانی — نہ ہوا ہوگا یا ہوا ہوگا
قتل سی میری وہ جو باز رہا — کسی بدخواہ نی کہا ہوگا
دل بہی اے درد قطرہ خون تہا — آنسوون مین کہین گرا ہوگا

ولہ

اندازہ ہی سمجہی تری دل کے آہ کا — زخمی جو کوئی ہووے کسیکی نگاہ کا
زاہد کو ہمنی سمجہا تہا جون نگین پہ عکس — روشن ہوا یہ نام ہوا روسیاہ کا
ہر چند عشق مین تو ہزارون ہین لذتین — لیکن عجب مزا ہی فقط جی سی چاہ کا
لیکر ازل سی تا بہ ابد ایک آن ہی — کر درمیان حساب تہو سال و ماہ کا

دل اوس مژہ رکھیو نہ تو چشم رسا سے ‏— ای بی خبر برا ہی یہ فرقہ سیاہ کا

شاہ و گدا ہی اپنے تئین کام کچھ نہین ‏— نہ تاج کی ہوس نہ ارادہ کلاہ کا

سو بار دیکھیان ہین تری بیوفائیان ‏— پس پر بہی تب غرور ہی دلمین نباہ کا

ابدرد چہوڑتا ہی نہین مجکو جذب عشق ‏— کچھ کہربا سی چل نسکی برگ کاہ کا

ولہ

دل کسکی مست چشم کا سرشار ہوگیا ‏— کسکی نظر ہوئی کہ یہ بیمار ہوگیا

کچھ ہی خبر تجہی بہی کہ اوٹہہ اوٹہہ کی رات کو ‏— عاشق تری گلیمین کئی بار ہوگیا

کتنی کی کبہو دلون مین تیری صدا گئی ‏— نالہ مرا تو چہوٹتی سی پار ہوگیا

ابدرد ہمسی یار ہی اب تک سلوک مین ‏— خط زخم دل کو مرہم زنگار ہوگیا

ولہ

تم نی تو ایکدن بہی نہ ایدہر گذر کیا ‏— ہمنی ہی اس جہان سی آخر سفر کیا

جنکی سبب سی دیر کو تو نی کیا خراب ‏— اے شیخ اون بتون نی مریدمین گہر کیا

تیری سبب سی آہ مجہپر غضب ہوا ‏— ای نالہ واہ خوب ہی تو نی اثر کیا

کم فرصتی نی ہستی بی اعتبار کی ‏— شرمندہ تیری آگی ہمین ای شرر کیا

پیکان تو دل کی ساتہہ ہوا جب مصافحہ ‏— سینہ سی تب خدنگ نی بہی ری گذر کیا

روتا ہون گر جو تسی سی یاد کر کی درد ‏— آتش نی مجکو شمع کی مانند تر کیا

ولہ

مانند فلک دل متوطن ہی سفر کا ‏— معلوم نہین اس کا ارادہ ہی کدہر کا

جو چاہی اوس طرح بیان ہمسی نہوگا ‏— گر اپنی دہن سی تو وصف اپنی کمر کا

آزاد کسو کی بہی اوٹہاتی نہیں منت — دیکہا نہ کسو سرو کو تہ بار ثمر کا

بی خون جگر داغ تو مرجہائی چلی تہی — ہوتا جو نہ یہ چشمہ مری دیدۂ تر کا

کہسار مین ہر سنگ یہ کہتا ہی پکارے — ای درد مقر ہون تری نالون کی اثر کا

ولہ

کہلا دروازہ میری دل پہ از بس اور عالم کا — نہ اندیشہ ہی شادی کا مجہی نہ فکر ہی غم کا

بلند و پست سب ہموار ہین جہان اپنی نظرون مین — برابر سا زمین ہوتا ہی جون سر زیر اور بم کا

گلستان جہان کا دیکہو چشم عبرت سی — کہ ہر ایک سرو قد ہی اس چمن مین نخل ماتم کا

چمن مین باغبان سی صبح کو کہتی ہی یہ گلشن — گلو کی مونہہ پہ یون چہرتی ہی دیدہ دیکہہ شبنم کا

نہین مذکور شاہان دہر گر آج مجلس مین — کبہو کچہہ ذکر آتا ہی تو ابراہیم ادہم کا

ولہ

سینہ و دل حسرتون سی چہا گیا — بس ہجوم یاس جی گہبرا گیا

تجہسی کچہہ ہم نی نہ دیکہا جز جفا — پر وہ کیا کچہہ ہی کہ جی کو بہا گیا

کہل نہین پر سکتی ہین انکہین مری — جیمین یہ کس کا تصور آ گیا

مین تو کچہہ ظاہر نکی تہی جی کی بات — پر مری نظرون کی ڈہب سی پا گیا

تب لگی کتنو نکا لوہو ترسے یاد — غم ترا کتنی کلیجی کہا گیا

مٹ گئی اوسکی توجہ سی تہی جہجک — درد کچہہ کچہہ تب کی تو جونکا گیا

ولہ

دنیا مین کوئی کون نہ یکبار ہو گیا — پہر مونہہ پر اس طرف نکیا اوسنی جو گیا

پہرتی ہی میری خاک صبا در بدر لگی — ای چشم اشکبار یہ کیا تجہکو ہو گیا

آگاہ اوس جہان سے نہین عمر بخود ان | جاگا وہی اوسی جو مونہ ڈہانکہہ سو گیا
طوفان نوح نی تو ڈوبائی زمین فقط | مین تنگ خلق تو ساری خدائی ڈبو گیا
برہم ہنو کہین گل و بلبل کی آشتی | ڈرتا ہون آج باغ مین وہ تندخو گیا
واعظ کسی ڈراتا ہی یوم الحساب سی | گریان مرا تو نامہ اعمال دہو گیا
پہولی کی اس زبان مین کلذار معرفت | بہان بہی زمین شعر مین یہ تخم بو گیا
آیا نہ اعتدال پہ ہرگز مزاج دہر | دی گرچہ گرم و سرد زمانہ سمو گیا
اندرو جسکی آنکہہ کہلی اس جہان مین | شبنم کیطرح جان کو اپنی وہ رو گیا

ولہ

یون بہی ٹہڑی کہ ابہی جائے گا | پہر شتابی تو بہلا آئے گا
جی کی جی مین ہی رکہہ جائے گا | بات جو ہو کوئی فرمائے گا
پیچ تمہارا ابہی اگر پائے گا | تو ہی مونہہ اپنا بہی دکہلائے گا
مین جو پوچہا کہ کبہو آئے گا | جی مین آجائے گی تو آئے گا
کیونکہ گذرے گی بہلا دیکہو تو | گر اسیطرحسی ترسائے گا
مین خدا جانی یہ کیا دیکہتا ہون | آپ کچہہ جی مین نہ بہرمائے گا
میری ہونی سی عبث رکتی ہو | پہر اکیلی مین بہی گہبرائے گا
پوچہ کر حال تو پہر سنتی نہین | بس مجہی اور نہ بکوائے گا
کبہی ہمکو بہی بہلا لوگون مین | پہرتی چلتی تو نظر آئے گا
زلف مین دلکو تو اولجہاتی ہو | پہر اسی آپ ہی سلجہائے گا
خدمت اور رون ہی کو فرماتی ہو | کبہو بندہ کو بہی فرمائے گا

قتل تو کرتی ہو مجھکو لیکن — بہت سا آپ ہی پچھتایئے گا
حرم و دیر تو ہم چہان چکی — کہین اوس کا بہی نشان پایئے گا
درد ہم اوسکو تو سمجہانیکی پر — اپنی تئین آپ بہی سمجہایئے گا

ولہ

گل گلزار خوش نہین آتا — باغ کی بار خوش نہین آتا
ای جنون جیب مین تری ہاتون — ایک بہی تار خوش نہین آتا
کیا جفا کی سوا تجہی کچہہ اور — ای ستمگار خوش نہین آتا
ہمکو یہہ درد رات دن تیرا — نالہ زار خوش نہین آتا

ولہ

تو ہی نہ اگر ملا کرے گا — عاشق پہر جی کی کیا کرے گا
اپنی انکہون اوسی مین دیکہون — ایسا بہی کبہو خدا کرے گا
کرین ہی ڈہنگ بہی ایسی ظالم — دیکہین کوئی وفا کرے گا

ولہ

کیونکر مین نہ خاک ڈالون سوز دل تپان پر — مانند شمع میرا اک حکم ہی زبان پر
مین کسطرح تبون کی لاسا متی جہکا دون — دل تو داغ اپنا کہینچی ہی آسمان پر
کب اختیار اپنا جون گل ہی اس چمن مین — گلچین سے کیا چلی ہی کیا اور باغبان پر
چاہی ہی بات حق کی نہ آوی مونہہ کی اوپر — اپنی دہن کو لاکر رکہدی مری دہان پہ
مین جانتا نہین ہون بیٹہی بٹہا ہی یارب — یون آپڑی کہان سی آفت یہ میری جان پر
تا رگ یہ یہان دل دو نو طرف سی دوڑے — دو نت تقابل ادبی جسم ریسان پہ

ای درد یار جیسا ہو دے سو ہی غنیمت — آسان نہیں ہے رکہنی ہر وقت تجہسان بر

ولہ

اسقدر تہا یا کرم یا ظلمرانی اسقدر — مہربانی اوس قدر نا مہربانی اسقدر

جان کو آنی دی لب تک نزع مین کب لگ ہون — دشمنی مجہ سے ای ناتوانی اسقدر

کیا کہون دل کا کسو سی قصہ اور اسکی — کوئی بی بی ربط ہوتی ہی کہانی اسقدر

درد تو کرتا ہی معنی کی تئین صورت پذیر — بس نہیں رکہتی ہی کب ہرزہ خوانی اسقدر

ولہ

کیا ہوا مر گئی آرام ہی دشوار ہنوز — جی مین پہرتی ہی تری حسرت دیدار ہنوز

ہی لب زخم نمکسود ہی گو مثل شجر — شکوہ آلودہ نہین ہی پہ لب اظہار ہنوز

کر چکی اپنی مسیحائی بہی ہوا کیا حاصل — ہی گی ویسی تری چشم کی بیمار ہنوز

ہو گئی ہو نہ ابہی سوزن مژگان ہمی — ٹانکی زخمون مین تو ہین کستی در کار ہنوز

ہی خیال اوسکی ہی زلفون کا دم آخر بہی — بندہ رہا ہی مری دل مین تو وہ زنار ہنوز

اور تو چہوٹ گئی مر کی بہی ای کنج قفس — ایک ہم ہی رہی ہر طرح گرفتار ہنوز

یار جاتا تو رہا نظرون سی کب کا لیکن — دلمین پہرتی ہی مریا درد وہ رفتار ہنوز

ولہ

ہم بہی کسو ہوس کی فلک جستجو کرین — دل ہی نہین رہا ہی جو کچہ آرزو کرین

تر دامنی پہ شیخ ہماری نجا ابہی — دامن نچوڑ دین تو فرشتہ وضو کرین

سرتا قدم زبان ہین جون شمع گو کہ ہم — پر یہ کہان مجال جو کچہ گفتگو کرین

ہر چند آئینہ ہون پہ اتنا ہون ناقبول — مونہہ پہیر لی وہ جسکی مجہی روبرو کرین

نی گلی کو بہی نہایت نہ بہکو ہی اضطراب
کس بات پر چمن میں ہوس رنگ و بو زمین

ہی اپنی یہ صلاح کہ تب یاران شعر
ای درد آکی بیعت دست سبو کرین

ولہ

یہ سکو سکہلائی یہ جفا تو نے
کیا کیا ای مری وفا تو نے

جی کسی کو کیا عبث بی کس
قتل کر مجھکو کیا لیا تو نے

حال سن سن میرا لگا کہنی
میں سنا کچھ نہ کیا کہا تو نے

ہم جو کہتی تہی ہو جو مت عاشق
پائی دل اپنی کچھ سزا تو نے

جی تو جی بیچ تڑپ رہا ہے دل
مونہہ لیا موڑ کیا ہوا تو نے

درد کوئی ملا ہی شوخ مزاج
اوسکو چہیڑا برا کیا تو نے

ولہ

یہ زلف بتان کا گرفتار میں ہون
یہ بیمار چشمون کا بیمار یان ہون

کہیں پر پہکتی پہرتی ہی نکسی تو
تیری جنس کا یان خریدار میں ہون

ادہر بات کہنی اودہر دیکہہ لینا
سمجہتا ہون سب اگرچہ عیار میں ہون

اگر مجہسی ملتی کہو عیب کیا ہی
نہ بد وضع تو ہی نہ بدکار میں ہون

سبہی اپنی جی سی ای درد خوش ہین
مگر ہون تو یہ ایک بیزار میں ہون

ولہ

لوگ کیا تہا یاد جو بہول کر کہیں
پایا ہون تب سی اپنی میں یارون جو کہیں

اتا ہی ایسی جینی سی اپنا تو جی تو تنگ
جیتا رہیگا کب تلک ای خضر مر کہیں

فرصت تنگ جہان میں ہستی پرا گی
جیتی ہی خوب رو لئی اب بیٹہہ کر کہیں

بیرون تو نظر پڑتی ہین تن انکار اور بہی
... آپ سا کوئی دیکھا نہ کہین

ظالم جفا جو چاہی سو کر مجہ پہ تو ولے
بخشا دی پہر تو آپ ہی ایسا مگر کہین

پہرتی ہو تم جو بنائی ہوئی اپنی سیج ادہر
الٹ بنا ہی دیکہو نہ کسو کی نظر کہین

پوچہا مین درد سی کہتا تو سہی مجہی
ای خانمان خراب ہی تیرا بہی گہر کہین

کہتی لگا مکان تعین قصیر کو
لازم ہی کیا کہ ایک ہی جاگہہ ہو گہر کہین

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست
تونی سنا نہین ہی یہ مصرع مگر کہین

ولہ

ای صحر کوئی شب ہی جسکو سحر نہین
یہ صبح آج ہوتی تو آتی نظر نہین

دل لیگیا پر ایک نگہ سی طرف نگاہ
ایسا تو دلبرون مین کوئی معتبر نہین

کہہ کونسا ہی دامن صحرا جہان مین
ای دیدہ دامنسو جو تیری وہ تر نہین

ولہ

دلکو سمجہا و سمجہتا ہی نہین
کاہی سودا ہی تو سودا بہی نہین

اوسکی باتین مجہ سے کیا پوچہو ہو تم
ہر تتق گذری کہ دیکہا بہی نہین

دردکو تو پوچہنا معلوم ہی
کوئی بیان فریاد سنتا بہی نہین

ولہ

مین تو سب باتین نصیحت کی کہین
پر اثر ہوتا ہی دلکی تین کہین

جسکی بن دیکہی نہ نیند آتی ہی مین
خواب مین بہی دیکہتی اوسکو نہین

صورتین کیا کیا ملی ہین خاک مین
ہی دفینہ حسن کا زیر زمین

ولہ

ولہ

تہ رطلب ہے گدائی سے مجہہ تو آتش نہ آئی
الہی ہو ... کچہہ کہ مرضی آلہی ہو

... کی جو اکہ تجہا ہے ایسا کام کرتا ہی
کہ ہو نام اس کا رد نشین اور اپنی رسوائی ہو

ہیں شکوہ مجہی کچہہ ہو خدائی کا تری لیکن
گلا تب ہی اگر تو کسی سے بہی نباہی ہو

ولہ

اے درد بہان کسو سے نہ دلکو بہنسائیو
لگ چلیو سب سے یوں ہی پہ جی مت گنوائیو

میں دل کی ساتہہ کب تئیں کشتی لڑا کروں
اب آشنا رہا نہ سے جاتا ہی آئیو

ولہ

اپنے بندہ پہ جو کچہہ چاہو سو بیداد کرو
پہ نہ آجائے کہیں جی میں کہ آزاد کرو

مت کہیں عیش کہیں تمہارا ہی منغص ہووے
دوستان درد کو مجلس میں تم یاد کرو

ولہ

ہر طرح زمانے کی ہاتھوں ہیں ستم دیدہ
گر دل ہو تو آزردہ خاطر ہو تو رنجیدہ

ہم گلشن دوراں میں بس اپنی ہی خنکی طالع
سر سبز تو ہوں لیکن جوں سبزۂ خوابیدہ

اے شور قیامت رہ اودہر ہی میں کہتا ہوں
چونکے ہے ابہی یہاں سے کوئی شوریدہ

اور دن سے ہی تو ہستی ہو منظور ہوں تماشے بلا نظیریں
ایدہر کو نگہ کوئی ہنسکی ہی تو دزدیدہ

پر چاہے ہیں عالم کو ہے درد بہی تو ہو لیکن
یارب نہ کسی کی ہوں دشمن پہ دل و دیدہ

کرتا ہے جگہ دل میں جوں ابروئے پیوستہ
اے درد یہ تیرا ہی ہر مصرعہ چسپیدہ

ولہ

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہے یہ کہ جہاں تو سما سکے

وحدت میں تیری حرف دوئی کا نہ آسکے
آئینہ کیا مجال تجہے منہ دکہا سکے

میں وہ نقش قدم ہوں کہ بغیر از فنا مجھے
نقش قدم کسطرح نہ کوئی اوٹھا سکی

قاصد نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لی
اوسکا پیام دل کی سوا کون لا سکی

غافل خدا کی یاد پہ مت بھول زینہار
اپنی تئیں بھلا دی اگر تو بھلا سکی

یا رب یہ کیسا ظلم ہی ادراک و فہم یہاں
دوڑی ہزار آپ سی باہر نہ جا سکی

گر بحث کر کی بات بٹھائی تو کیا حصول
دل سی اوٹھا خلاف اگر تو اوٹھا سکی

اطفای نار عشق نہ ہو آب سی کبھی
یہ آگ وہ نہیں جسی پانی بجھا سکی

مست شراب عشق وہ بیخود ہیں جسکی حشر
ای درد چاہی لای بخود پھر نہ لا سکی

ولہ

کوئی بھی دوا اپنی تئیں راس نہیں ہی
جز وصل سو ملنی کی ہمیں آس نہیں ہی

وہ اشک نکلتا ہی مری چشم سی جس کا
ہر قطرہ کم از پارۂ الماس نہیں ہے

زنہار ادہر کہولیو مت چشم حقارت
یہ فقر کی دولت ہی کچھہ افلاس نہیں ہے

گذرا ہی تبا آج صبا کون ادہر سے
گلشن میں تری پھولوں کی یہ باس نہیں ہے

بی فائدہ انفاس کو ضائع نکر ای درد
ہر دم دم عیسی ہی تجھی پاس نہیں ہے

ولہ

آتش عشق جی جلاتی ہی
یہ بلا جان ہی پہ آتی ہی

نو بہار و سیر باغ ہی ہر وقت
داغ میں اور میری چھاتی ہی

شام ہی ہو چکی کہیں بیتو
آشنا ہی کہ رات جاتی ہی

کچھہ مناسب نہیں ہی کیا کہیی
جی میں جو جو کچھہ اپنی آتی ہی

ٹک خبر لی کہ ہر گہڑی مجکو
آپ جدائی بہت ستاتی ہی

درد اسکو بھی دید کر لیجے
نوجوانی یہ مفت جاتی ہی

ولہ

جی کی جی مین ہی رہی بات نہونی پائی
ایک بھی اوسسی ملاقات نہونی پائی

دید وا دید تو ہی دور سی اوسکی میری
پر جو مین چاہتا تھا سو بات نہونی پائی

کون وہ ہی سر و سامان ہی کہ یارب جز اشک
جسکی خاطر کہین برسات نہونی پائی

جسمین منظور تھی جواب کی خدمتگار رہے
سو تو ای قبلہ حاجات نہونی پائے

اوٹھ چلی شیخ جی تم مجلس رندان سی شتاب
ہم سی کچھ خوب مدارات نہونی پائے

جی فنا ہو گیا ایک تیر نگہ گرم کی ساتھ
درد کچھ اور عنایات نہونے پائے

ولہ

رو تدی ہی نقش پا کی طرح خلق یہان مجھے
ای عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہان مجھے

ای گل تو رخت باندھ اوٹھاون مین آشیان
گلچین تجھی نہ دیکھہ سکی باغبان سی مجھے

رہتی ہی کوئی بن کئی میری تئین تمام
جون شمع چھوڑ نیکی نہین یہ زبان سی مجھے

تہہرلی کا ہاتھ ہی غفلت کی ہاتھ دل
سنگ گران ہوئی ہی یہ خواب گران مجھے

کچھ اور کنج غم کی سوا سوجھتا نہیں
آتا ہی یاد جسکہ وہ کنج دہان سی مجھے

جاتا ہون خوش دماغ جو سنکر اوسی کہو
بدلی ہی ومین نظرین جو دیکھا جہان سی مجھے

جاتا ہون سکو دم بدم رخاک مین ملا
ہی خضر راہ درد یہ ریگ روان سی مجھے

ولہ

تہمت چند اپنی ذمہ کر چلی
جسلئی آئی تھی سو ہم کر چلی

زندگی ہی یا کوئی طوفان ہی
ہم تو اس جینی کی ہاتون مر چلی

کیا ہمین کام ان گلون سی ای صبا ‏— اکیدم آئی ادہر ادہر چلی

دوستو دیکھا تماشا یہان کا بس ‏— تم رہو اب ہم تو اپنی گہر چلی

شمع کی مانند ہم اس بزم مین ‏— چشم تر آئی تہی دامن تر چلی

ہم جہان مین آئی تہی تنہا ولی ‏— ساتہہ اپنی اب اوسی لیکر چلی

ساقیا یہان لگ رہا ہی چل چلاؤ ‏— جب تلک بس چل سکی ساغر چلی

درد کچھہ معلوم ہی یہ لوگ سب ‏— کسطرف سی آئی تہی کیدہر چلی

ولہ

آہستہ گذریو تو صبا کوی یار سی ‏— جنبش نہ کیجو مرے ہرگز غبار سی

اوس سنگدل کی وعدہ خلافی کو دیکھئی ‏— پتہرا گئین ہین آنکھین مری انتظار سی

سینہ کو چاک صبح کیا مین نگر کرون ‏— جون آفتاب نکلی مرا دل کنار سی

ای درد غیر کا نہین شکوہ مری تئین ‏— جو کچھہ گلا ہی مجکو سو ہی اپنی یار سی

ولہ

دیکہہ لون گا مین اوسی دیکھئی مری مرتی ‏— یا نکل جاوی گا جی نالہ ہی کرتی کرتی

جو گیا کوچہ مین اوسکی نہ پہرا ایدہر ‏— ای صبا جاتی ہوئی جائیو ڈرتی ڈرتی

درد جون نقش قدم تہا سرراہ پر اوسکی ‏— مٹ گیا اور دن ہی کی پانو کی دہرتی دہرتی

ولہ

دل تڑپتا ہی درد پہلو ہی ‏— مرگ آپہنچیو کہ قابو ہی

غم سی پہچانتا نہین ہون مین ‏— کہ مرا سر ہی یا یہ زانو ہی

شیخ صہبا نگر مجہی ای [illegible] ‏— جی پرستون کی حق مین دارو ہی

جلوہ گر ہی تجھی مین اے ذرہ — جسکی خاطر تجھی نکالا ہی

ولہ

مجکو جسبی جو کچھہ محبت ہی — یہ محبت نہین ہی آفت ہی

لوگ کہتی ہین عاشقی جسکو — ہم جو دیکھا بری مصیبت ہی

بند احکام عقل مین رہنا — یہ بہی اک نوع کی حماقت ہی

ایک ایمان ہی بساط اپنی — نہ عبادت نہ کچھہ ریاضت ہی

آپہنسون مین اونہو کی دام مین یون — درد یہ بہی خدا کی قدرت ہی

ولہ

اک تن سنبہلتی نہین اب بہری سنبہالی — بیطرح کچھہ ان آنسوون نی پانو نکالی

جو کچھہ کہ دکہا وی کا خدا دیکہین گی ناچار — صدقی تری اکبار تو مونہہ پہر لی دکہالی

ایسی سی کوئی اپنی تئین کیونکہ بچاوے — دل زلفون سی کج جاوی تو انکہون سی چہپالی

وہ سرخ لباس اوسکی گلیمین نظر آیا — جسکی ہین مری دل کو بڑی آپ تئین لالی

کچھہ تجھہ پہ گذرتا ہی کبہو میرا احوال — یون جا مین سو تو اور بہی کچھہ باتین بنالے

کیا جانئی کس دل کی تئین اوہ ڈسن گئی — زلفون نی تو سطرح یہ اب چہوڑی ہین کالے

ابرو نی تری جسکی طرف تیغ سنبہالی — مژکان نی وہین کردئی تب اپہنی بہالی

وعدہ کی تو مدت ہی لکھی درد کچھہ اس مین — اس غم کو بہلا کبہی کوئی کب تئین پالے

ولہ

ہوا جو کچھہ کہ ہونا تہا کہین کیا جسکو رو بیٹھی — بس ہم اب اکسا دو تو جہانسی ہاتھہ دہو بیٹھی

بساط اپنی مین ہم ہی تہی آپ سو اتو نہین ملتی — تہا کچھہ اور اپنی پاس جسکو کہتی کہو بیٹھی

خاک کی جنبش بھی تجھ پر پڑی ہرگز نہ ای ظالم — لگا تھا خون دامن سی سو وہ بھی آپ دھو بیٹھی
نہ اوٹھو دردا ای بستر سی یہان طمع کر کی — جو کچھ یون غیب سے آوی سو تم البتہ لو بیٹھی

ولہ

کبھو تو بیوفائی یاد آ جسکو ڈراتی ہی — کبھو امید وعدون کی بہوسی کیا دلاتی ہی
جھلاوا اسا جو ہو جاتا ہی جلوا وصل کا گاہی — جدائی پھر تو ایک مدت عوض کیا کیا دکھاتی ہی
کبھو رونا کبھو ہنسنا کبھو حیران ہو رہنا — محبت کیا بھلی چنگی کو دیوانہ بناتی ہی
اگر رستم ہو تو بھی کب یہ صدمہ تھم سکی اوسی — طپش دل کی سنبھالون یون سو میری چھاتی ہی
پہری ہی اسطرح جو آج تو ای درد بیجو دسا — بتا ہمکو بھی ٹک بارے وہ کیا آفت کہ لاتی ہی

ولہ

دل تجھی کیون ہی بیکلی ایسی — کون مل گئی ہی اچپلی ایسی
سب برا کہتی ہین تو سے کہنی دو — بات لائی ہو تم بھلی ایسی
مسکرایا خوشی سی وہ جس طرح — باغ مین کب کھلی کلی ایسی
درد گھبرا کی تو جو یون چونکا — کیا اوٹھی جی مین کھلبلی ایسی

ولہ

کیف و کم کو دیکھ اوسی بیکیف و کم کہنی لگی — جب حدوث اپنا کھلا راز قدم کہنی لگی
غیر کچھ کہہ کان مین میرے دمبدم کہنی لگی — بات تم اب اپنی دل کی ہمسی کم کہنی لگی
واہ وا قسمت کی بھوری کو دیکھا چاہیے — وہ ہوا بیپردہ بت ہم اوسکو ہم کہنی لگی
غافلو تم بات اپنی بھی سمجھتی ہی نہین — ہی کسی کا وہ دہن جسکو عدم کہنی لگی
بت پرستی کفر یہان دل کی گرفتاری ہی درد — جا بجا جسکو لگی اوسکو صنم کہنی لگے

ولہ

نہ وہ نالون کی شورش ہی نہ آنسون کی وہ ہمت ہونے   ہوا کیا درد کو پیارے کہ تکلی کیون آج ہی سونے
جلا کر دیکھنا سر کو حقیقت کر نہین پڑہتا   محبت کی شرارون مین یہ چھپانی جسطرح ہونے
طپش کو دلکی مین چھپاتا تہا یہ آنسو چہاونکی   ولی یہ آگ تو پانی سی بھڑکی اور بہی دونے
پڑی ہی خاکمین یہ لاش اوس تشنہ شہید انکی   لہو کی آنسوون روتا ہی جسکو قتل کر خونی

ولہ

مین منتظر دم صبا ہون   جون غنچہ گرفتہ دل بنا ہون
اک عمر گذر گئی سمجھتے   معلوم کیا نہیں کیا ہون
تنکا بہی تو ہل سکا نہ جسسی   شرمندہ جذب کہربا ہون
بیگانہ جو مجھسی بہرے ہین   تقصیر یہی کہ آشنا ہون

ولہ

باطن سی جنہون کی تئین خبر ہی   ظاہر یہ انہین تو کب نظر ہے
تہر مین بہی عشق کا اثر ہی   اس آگ سی سوختہ جگر ہے

ہر سنگ مین دیکہہ تو شرر ہی

خاموش ہو ترک گفتگو کر   باطن کی صفا کی جستجو کر
حیرت مین وصال آرزو کر   آئینہ دل کو رو برو کر

دیدار نصیب ہر نظر ہے

ہستی کی کیا ہی گرم بازار   لیکن یہان ہی نگاہ در کار
سختی سی نرکہہ قدم کو زنہار   آہستہ گذر میان کہسار

ہر سنگ دکان شیشہ گر ہے

دیدار تھا ہے شاہد گل — اور زلف کشا عروس سنبل
جب دل نے کیا ہے تامل — تب پردہ رنگ و بو گیا کھل

دیکھا تو بہار جلوہ گر ہے

نزدیک و بعید ہے برابر — مت ہو دم یاس سے مکدر
آئینہ وہم ہے سراسر — مانند نگہ نکل تو باہر

تیری تیں نگہ تنک سفر ہے

ہر عجز میں کبریا ہے محجوب — ہر نقص میں ہے کمال محجوب
کوئی نہیں جہاں میں معیوب — آتی ہیں میری نظر میں سب خوب

گر عیب ہے پردہ ہنر ہے

اے دور رموز کبریا سے — کد سمجھے ہے زاہد ریا سے
ہے عجز نہیں جو ہاں رسائی — ہے مجھکو جہان یہ برگشتا سے

پرواز شکست بال و پر ہے

ولہ

ہم وحشیوں کے دل میں کچھ اور ہی امنگ ہے — وحشت بھری ہے دل میں اور اور ہی ترنگ ہے
ان گم شدوں کے آگے تو عنقا بھی ننگ ہے — اہل فنا کو نام ہستی کی ننگ ہے

لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے

نے فکر صبح کی نہ غم شام تھا ہمیں — نے شوق بادہ تھا نہ سر جام تھا ہمیں
جب تک عدم میں تھے عجب آرام تھا ہمیں — اس ہستی خراب سے کیا کام تھا ہمیں

ای شہ ظہور یہ تیزی ترنگ ہی

نی یہان ہوائی اب ہی حرص نان کی — نی دہشت سفر نہ ہوس ہی جہان کی
زاہد یہ باتین سب ہین تری امتحان کی — فارغ ہو بیٹھ فکر سی دو جہان کی

خطرا جو ہی سو آئینہ دل پہ زنگ ہی

میر

میر تخلص افصح فصحا اور ابلغ بلغا اور اشعر شعرا ہند اور سخنور عالیمقام محمد تقی نام کا ہی یہ شاعر خواہرزادہ سراج الدین علیخان آرزو کا ہی چھ دیوان ریختہ باصناف سخن منظوم کئی ہوئے اسکی ہین اور واسوخت اس شاعر کا بہت مشہور اور معروف ہی ہر چند اقسام شاعری سے سب اصناف پر قادر تہا لیکن جس قدر غزلیات اس شاعر بے بدل کی شہرت یافتہ ہوئے ہین اوسی قدر قصاید سے نے شایستگی رتبہ حاصل کی دار الخلافہ شاہجہان آباد مین اولاً ابتدائی حال مین آیا لیکن بسبب برگشتگی طالع کی ناکام و مایوس گیا اجزا ایام زیست لکھنو مین جا کر بسر کئی اور باحتیاج سرکار نواب وزیر الممالک بہادر سے پایا کیا المختصر لکھنو ہی مین راہی ملک عدم داعی اجل کو لبیک اور سعدیک کہتا ہوا دوڑا اور مدح اس شاعر کی جتنی لکھئے کم ہی کیونکہ یہ شاعر ایسی پایہ کا گذرا ہی سب دیوانات اس شاعر کی نظر سے گذرے اونمین سے [illegible]ب غزلیات اور واسوخت کا تمامہ واسطی حصول فرحت ناظرین گلدستہ ہذا [illegible] لکھا جاتا ہی

انتخاب دواوین میر تقی

ہستی چند نی زمانی مین ہوا ایک کیا کچھ — تو بہی بس عاقلون نی آگی کیا کیا کچھ

کیا کہون تجہسی کہ کیا دیکہا ہی تجہ مین نی — عشوہ و غمزہ و ناز و ادا کیا کیا کچھ

دل گیا ہوش گیا صبر گیا جی ہی گیا — شوخیٔ چشم کی تیری نہ بچا کیا کیا کچھ

آہ مت پوچہہ ستمگار کہ تجہسی ہی مین — چشم لطف و کرم و مہر و وفا کیا کیا کچھ

نام مین خستہ و آوارہ و بدنام مرے — ایک عالم نی غرض مجکو کہا کیا کیا کچھ

قبلہ و کعبہ خداوند ملاذ و مشفق — مضطرب ہوکی لکہا تہی اوسی کیا کیا کچھ

پر کہون کیا قسم شوق کی اپنی تاثیر — ہر سر حرف پہ وہ کہنی لگا کیا کیا کچھ

طرفہ صحبت ہی کہ سنتا نہین ہو ایک مری — واسطی تیری سنا تہی سنا کیا کیا کچھ

حسرت وصل و غم ہجر و خیال رخ دوست — مرگیا مین پہ میری جی مین رہا کیا کیا کچھ

چشم نمناک و دل پر و جگر صد پارہ — دولت عشق سی ہم پاس بہی تہا کیا کیا کچھ

درد دل زخم جگر کلفت غم داغ فراق — آہ عالم سی مری ساتہہ چلا کیا کیا کچھ

ایک محروم چلی میر ہمین عالم سی — ورنہ عالم کو زمانی نی دیا کیا کیا کچھ

ولہ

رنج کہینچی تہی داغ کہائی تہی — دل نی صدمی بڑی اوٹہائی تہی

پاس ناموس عشق تہا ورنہ — کیسی آنسو پلک تک آئی تہی

وہی سمجہا نہ ورنہ ہمنی تو — زخم چہاتی کی سب اوٹہائی تہی

اب جہان آفتاب مین ہم مین — کبہو یہان سرو و گل کی سائی تہی

کچہہ نہ سمجہی کہ تجہسی یارون سی — کس توقع پہ دل لگائی تہی

فرصت زندگی سی مت پوچہو — سانس بہی ہم نہ لینی پائی تہی

میر صاحب رلا گئی سبکو — کل وی تشریف یہان بھی لائی تھی

وله

پھر کہین گی تری رہ مین پا ہم — گی گذری ہین آخر ایسی کیا ہم

کھینچیگی کب وہ تیغ ناز یارب — رہی ہین دیر سی سر کو جھکا ہم

نجانا یہ کہ کہتی ہین کسی پیار — رہین بی لطفیان ہی یہان تو پا ہم

نہی کیا خال و زلف و خط سے دیکھین — ہوئی ہین کشتنی یہ کافر فراہم

مرض ہی عشق کا بیڈول سے کچھ — بہت کرتی ہین اپنی سے دوا ہم

کہین پیوند ہون یارب زمین سے — پھرین گی اون سی یون کبتک جدا ہم

ہوس تہی عشق کرنیکی پہ لیکن — بہت نادم ہوئے دلکو لگا ہم

کب آگی کوئی مرتا تھا کسو پر — جہان مین رکھ گی اسم وفا ہم

ہوا جسکی لئے اوسکو نہ دیکھا — نہ سمجھی میر کا کچھ مدعا ہم

وله

سنا ہی حال تری کشتگان بچارون کا — ہوا نہ گور نہ گھرا اون ستم کی مارون کا

ملائی خاک مین کس طرح کی عالم یہان — نکل کی شہر سے اک سیر کر مزارون کا

عرق فشانی سی اوس زلف کی ہر [illegible] — بھلا نہین ہی بہت ٹوٹنا بھی تارون کا

علاج کرتی ہین سودای عشق کا میرے — خلل پذیر ہوا ہی دماغ یارون کا

تری ہی زلف کو محشر مین ہم دکہا دین گی — جو کوئی مانگی گا نامہ سیاہ کارون کا

شہید کی مرنی سی دل کی کہ مغفرت ہووی — جہان مین کچھ تو رہا نام بیقرارون کا

[illegible] کی حرص گل پہ کبھو گرای بجلی — جلانا کیا ہی مری آشیان کی خارون کا

نہین تو زہد و ورع پر بہت ہی اپنی غرور
خدا ہی شیخ جی ہا صنم بہی گنہگارون کا

اوٹہی ہی گرد کی جا نالہ گور سی اوسکی
غبار میری ہی عاشق نہی نی سوارون کا

ولہ

کام پلمین مرا تمام کیا
غرض اوشوخ نی بہی کام کیا

سرو شمشاد خاک مین گئے مل
تو نی گلشن مین کیون خرام کیا

سعی طوف حرم نہ کے ہرگز
آستان پر تری مقام کیا

تیری کوچہ کی رہنی والون نی
یہین سی کعبہ کو سلام کیا

حال بد ہی نی میری ننگ اکر
آپ کو سب مین نیکنام کیا

دختر رز ہسی کیا تہا میری تئین
شیخ کی ضد پہ مین حرام کیا

دلی کی کجکلاہ لڑکون نی
کام عشاق کا تمام کیا

ایک عاشق نظر نہین آتا
ٹوپی والون نی قتل عام کیا

عشق خوبان کو میر مین اپنا
قبلہ و کعبہ و امام کیا

ولہ

ای ابر تر تو اور کسی سمت کو برس
اس ملک مین ہماری تو ہی چشم تر ہی بس

حیران تو دیکہہ پہول بکہیری ہی گل صبا
ایکا برگ گل گرا نہ جہان تہا مرا قفس

مژگان بلی یہ گی مری رونی چشم کی
سیلاب موج ماری تو ٹہری ہی کوئی خس

مجنون کا دل ہون محمل لیلی سی ہون جدا
تنہا پہرون ہون دشت مین جون نالہ جرس

ای گریہ اوسکی دلمین اثر خوب ہی کیا
روتا ہون جبسی مین اوسکی تو دی ہی ہنس

اوسکی زبان کی عہدہ سی کیونکر نکل سکون
کہتا ہون ایک مین تو سنتا ہی مجکو دس

حیران ہون مین نزع مین اب کیا کرون گلے	اے ہم دل بہت مجھی فرصت ہی یک نفس

ولہ

اشک آنکھون مین کب نہین آتا	لوہو آتا ہی جب نہین آتا
ہوش جاتا رہا نہین لیکن	جب وہ آتا ہی تب نہین آتا
صبر تہا ایک مونس ہجران	سو وہ مدت سی اب نہین آتا
دلسی رخصت ہوئی کوئی خواہش	گریہ کچھ بی سبب نہین آتا
عشق کا حوصلہ ہی شرط ورنہ	بات کا کسکو ڈہب نہین آتا
جیمین کیا کیا ہی اپنی ای ہمدم	پر سخن تا بلب نہین آتا
دور بیٹھا غبار میر اوس سی	عشق بن یہ ادب نہین آتا

ولہ

کونسی جان لب پر آئی ہے	ہمنی کیا چوٹ دل پہ کہائی ہی
لکہتی رقعہ لکہی گئی دفتر	شوق نی بات کیا بڑہائی ہے
آرزو اوس بلند بالا کے	کیا بلا میری سر پہ لائی ہی
دیدنی ہی شکستگی دل کی	کیا عمارت غمون نی ڈہائی ہی
ہی تصنع کہ لعل مین جو ہی لب	یعنی اکبات سی بنائی ہی
دل سی نزدیک اور اتنا دور	کس سی اوسکو کچہہ آشنائی ہی
بیستون کیا ہی کوہکن ایسا	عشق کی زور آزمائی ہی
جس مرض مین کہ جان جاتی ہی	دلبرون ہی کی وہ جدائی ہی
یہان ہوئی خاک سی برابر ہم	وان وہی ناز و خود نمائی ہی

ایسا موئی ہی زندہ جاوید / رفتہ یار تہا جب آئے ہی
ہر کہ مجنون سی عقل گم ہی میر / کیا دوانی نی موت پائی ہی

ولہ

گیا مین جان سی وہ بہی جو ٹک آتا تو کیا ہوتا / قدم دو ساتھ میری نعش کے جاتا تو کیا ہوتا
پہرا تہا دور اوسی مدتوں مین کوہ صحرا مین / بلا کر پاس اپنی مجھکو بٹھلاتا تو کیا ہوتا
دم بسمل ہمارے زیب کچھہ کہا سب سی / جو وہ بیرحم بہی کچھہ مونہہ سی فرماتا تو کیا ہوتا
گئی لی میر کو کل قتل کرنی اوسکی در پرسی / جو وہ بہی گہر سی باہر اپنی ٹک آتا تو کیا ہوتا

ولہ

ہاں ایک آن ہمین زمانہ مین یہ دل نہ وا ہوا / کیا جانی کہ میر زمانہ کو کیا ہوا
دکہلائی کیا ہو دست حنائی کا مجکو رنگ / ہاتون سی مین تمہاری بہت ہون جلا ہوا
ازخویش رفتہ مین ہی نہین اوسکی راہ مین / آتا نہین ہی میر کی اودہر گیا ہوا
یون پہر اوٹہا نجاینگا ای ابر دشت سی / گر گوہی رونی تجھہ گیا دل بہرا ہوا
بیکر جواب خط کا نہ قاصد پہرا کبہو / کیا جانی سرنوشت مین کیا تہا لکہا ہوا
کیا جانی ملا اب کسی کہتی ہین یہ لوگ / پیوست ہوئی کہ جسم سی تو وہ جدا ہوا
اس بحر مین ایک اور غزل ہی تو میر کہہ / دریا تہا تو تو تیری روانی کو کیا ہوا

ولہ

اوس کام وجان دلسی مجکو لوٹے جدا ہوا / دیکہا پہر اوسکو خاک مین تبہی ملا ہوا
کہنچا بغلمین مین جو اوسی مست پاکی رات / کہنی لگا کہ ایکو بہی اب نشا ہوا
بی صبر ہی یہ ہوش ہی بی عقل تہا و دین / آتا ہی اوسکی پاس سی عاشق لٹا ہوا
جون صید نیم کشتہ تڑپتا ہی ایک سا / کیا جانی کہ دلکو مری کیا بلا ہوا

جوں برق مجکو ہستی کسو کی نہ دیکھا آہ | پایا تو ابر سا کہیں روتا کہڑا ہوا
پایا مجہی رقیب نے آ اوسکی زیر تیغ | دلخواہ یاری مدعی کا مدعا ہوا

ولہ

دل رفتہ جنون کا بہیا سا ہوگیا | دیکہی کہاں وہ زلف کہ سودا سا ہوگیا
تک جوش سا اوٹہا تہا مرے دل سے رات کو | دیکہا تو ایک پل ہی مین دریا سا ہوگیا
جلوہ ترا تہا جب تلک باغ و بہار تہا | اب دل کو دیکہتے ہیں تو صحرا سا ہوگیا
تک تو ہم وے ہستی نکلی آتی تہی ہمین | مرنا بہی میر جی کا تماشا سا ہوگیا

ولہ

تیغ لیکر کیون تو عاشق پر گیا | زیر لب جب کچہ کہا وہ مر گیا
تڑپہی زیر تیغ ہم بیڈول آہ | دامن پاک اوس کا خون مین بہر گیا
کیا پڑا ہی اوسکی کوچہ مین طلسم | پہر نہ آیا جو کوئی اودہر گیا
کہنی مین ضایع کیا اپنی تئین | میر تو دانا تہا یہ کیا کر گیا

ولہ

یہ میر ستم کشتہ کسو وقت جوان تہا | انداز سخن کا سبب شور و فغان تہا
جس راہ سی وہ دلزدہ دلی مین نکلتا | ساتہہ اوسکی قیامت کا سا ہنگامہ روان تہا
افسردہ نہ تہا ایسا ہی جون ابر دہ خاک | اندوہ تہا بلا تہا کوئی آشوب جہان تہا
مجنون کو عبث دعوی وحشت ہی مجہی سی | جس دن کہ جنون مجکو ہوا تہا وہ کہان تہا
غافل تہی ہم احوال دل خستہ سی اپنی | وہ گنج اسی کنج خرابہ مین نہان تہا
کس روز نہ آیا وہ پی خارا شکنی پیک | ہر چند کہ وہ مجلس وی تاب و توان تہا

گو ہمیں جہان مین کسو نی تجکو نجانا
موجود نہ تہا تو تو کہان نام و نشان تہا

ولہ

عشق کی بیچ مین یارب تو ملایا ہوتا
یا تن ادمی مین دل نہ بنایا ہوتا

عزت اسلام کی کچہہ رکہہ لی خدائی ورنہ
زلف نی تیری تو زنار بندہایا ہوتا

گہر کی آگی سی تری نعش گئے عاشق کے
اپنی دروازہ تلک تو بہی تو آیا ہوتا

اتنی صد چند ستم کرنی لگی تم ابکاش
عشق اپنا نہ تمہین مینی جتایا ہوتا

دل پہ رکہتا ہون کبہو سر کبہی ناروں ہون
ہاتہہ پا تو نہ مین ترپے لگایا ہوتا

میر اظہار محبت مین گیا جی نہ ترا
ہای تاوان بہت تو نی چہپایا ہوتا

ولہ

کجی اوسکی جو مین جتانی لگا
مجہی سید ہی باتین ستانی لگا

زمری عشق مین کوئی یون کب تلک
جگر آہ سینہ تک تو آنی لگا

نہین رہتی عاقل بہلا قہ بغیر
کہین میر دل کو دوانی لگا

ولہ

سینہ تکا ہی کری جس جس کا
خبر لی ہی یہ آئینہ کس کا

شام سی کچہہ بجہا سا رہتا ہون
دل ہوا ہی چراغ مفلس کا

داغ آنکہین سی کہل رہی ہین سب
ہاتہہ دستہ ہوا ہی نرگس کا

تاب کسکو جو حال میر سنی
حال ہی اور کچہہ ہی مجلس کا

ولہ

انسو میری آنکہون مین ہر دم جو نہ آجاتا
تو کام مرا چہپا پردہ مین چلا جاتا

حیف کہ داغ دل افسردہ ہوا ورنہ
یہ شعلہ بھڑکتا تو گھر یار جلا جاتا

ان انکھوں سے جھپٹی یہ جاے جو میں جلکر
یا دام کو کل یار و مجلس ہی میں کیا جاتا

جوں ابر نہ تھم سکتا انکھوں کا مری جھمکا
جوں برق اگر وہ ہی جھمکی سے دکھا جاتا

تکلیف بکی ہمنی اوس وحشی کو مرنے کی
تھا میر تو ایسا ہی دل جی سے اوٹھا جاتا

ولہ

کوئی فقیر یہ اے کاشکی دعا کرتا
کہ مجھکو اوسکی گلی کا خدا گدا کرتا

گلی سے یار کی ہم لیگئے ہیں سر پرشور
وگرنہ شام سے ہنگامہ ہی رہا کرتا

تری مزاج میں تاب و تعب تھی میر کہاں
کسو سے عشق نکرتا تو تو بھلا کرتا

واسوخت

یا وہ ایام کی خوبی پہ نظر تجکو نہ تھی
سرمہ و آئینہ کی اور خبر تجکو نہ تھی

فکر آراستگی شام و سحر تجکو نہ تھی
زلف آشفتہ کی سد دود پہر تجکو نہ تھی

شانہ تھا نا یہ بلا کوچہ گیسو تیرا
آئینہ کا ہیکو تھا حیرتی رو تیرا

اگہی حسن سے اپنی تجھے زنہار نہ تھی
اتنی مستی سے تری چشم خبردار نہ تھی

پاؤں بیٹھ دل نہ پڑتا تھا یہ رفتار نہ تھی
ہر دم اس طور کمر میں تری تلوار نہ تھی

خون کا ہیکو تری کوچہ میں یوں ہوتی تھی
دل زدوں کی تری دیوار تلی سوتی تھی

خواہش دل کی ملا کرتی تھی ہر ساعت داد
طبع میں تیری تصرف تھا ہمیں حد سے زیاد

مطلقاً تجھسے نہ مربوط تھی ارباب فساد
کا ہیکو رہتی ہی کوچہ میں تری شور و فساد

شور پیرا اتنی پری پاس ہم آجاتا تھا
حسب خواہش اسے تھی پر شام آ و ٹھہر جاتا تھا

بند جامہ کا جو وا ہوتا تھا وا رہتا تھا
تھوڑی رنجش میں گلی ہی سی لگا رہتا تھا

بی تکلف مری گہر رات کو آ رہتا تھا
گاہ جلد از رہتی تو دیر آنکھ سے ہوتا رہتا تھا

اس قدر قدر نہ تھی اپنی تری آنکھوں میں تا
لعب بازی میں بھی رہتا تھا تری آنکھوں میں

آستینوں میں نہ تھی خاک نہ رہ دامن میں
ہر طرح کب تھی ڈوبتی کسی طرح چتون میں

آنکھی کا ہیکشن لگتی تھی پیرا ہن میں
پھرتی کس پہ تری یوں کبڑی تھیں گرہن میں

بند تھی ہوتی ہر دم نہ گری رہتی تھی
پیچ پگڑی کی کی میں نہ پڑی رہتی تھی

کس دن اتنا تھا پر اگندہ گی مو کا خیال
لعل جان بخش نہ رہتا تھا کبھو بی لال

دو دو دن پھرتی تھی پہ بکھری ہی رہا کرتی تھی
خوبی خندہ نہ لوگوں کی بھیوں کی تھی پال

پان سی شوق نہ تھا کسی کا مذکور
غصہ ہو جاتی تھی سن ایسا کسی کا مذکور

تنک پوشی سی نہ محظوظ تھی میں پاس تھی
مسکی چولی سی کبھو دریہ جو تم آتی تھی

تنک جامی جو سی جاتی تو گھبراتی تھی
لیتی دامن سی اولٹ گھر میں چلی جاتی تھی

پا تو اب کہنی پا نہیں سو ڈھی جسی بیٹھی میں
با ہر اندر ہو کہیں سد نہیں بیٹھی میں

مطوق زینت سی تھا ربط نہ تھا ہی سر سے
دل تو تھا اتنا لگا خوبی و مزا سے سی

اٹھو سو بار کمر بند ہتی ہی اکلا پے سی
دیکھتی رہتی ہو ترکیب خود آرائی سے

روبرو آئینہ سی تمکو فراغت ہی نہین
سرمہ تیرہ درون سی تمہین فرصت ہی نہین

شانہ اب ہاتھہ مین ہی زلف بنا کرتی ہی
پاس سرمہ کی سلائی ہی رہا کرتی ہی
مسی دانتون مین سی پار لگا کرتی ہی
آنکھہ رعنائی پہ اپنی ہی رہا کرتے ہے

جان آنکھون مین کسو کی ہو نظر تمکو نہین
غش کرا کوئی پڑا مستمند پڑا خبر تمکو نہین

کب گلی کوچون مین پہرتی تہی لگی تم آوارہ
ساتھہ خونخوار نہ پہرتی تہی نہ تہی تم خونخوار
پڑ لا کا ہمساو رہتا تہا تنگ گلی کا یون
دم مین ناحق کسی کو جانتی تہی کہتی تہی مار

ہائے فتنہ و برپا جاش ہوئے ہو اٹھو
شوخ و شنگیا قی دا و باش ہوئی ہو اٹھو

پیشتر ہمسی کوئی تیرا طلبگار نہ تہا
جنس اچھی تہی تیری لیک خریدار نہ تہا
ایک ہی نرگس بیمار کا بیمار نہ تہا
ہم سوا کوئی ترا رونق بازار نہ تہا

کہتی سودائی جو تہی دل تہ لگا سکتی تہی
آنکھین وہی سونہ کی بیون جی تہ جلا سکتی تہی

یا تو یہ تم تہی کہ اب ہمسی نہین کچھہ بار ہے
یاد خاطر رہی اب ہمکو بھی ہی بیزاری
حیف صد حیف برباد گئی عزت و حرمت ساری
یعنی اس شہر سی اوٹھہ جانیکی ہی طیاری

رتبہ غیر نہین آنکھون سی دیکھا جاتا
طاقت اب یہ دل بیتاب نہین تہم لاتا

کوئی نادیدہ محبت سا وہ نکالیں گے ہم
بوس و آغوش کا آمادہ نکالیں گے ہم

سادہ نامرتکب بادہ نکالیں گے ہم
بند خود رائی آزادہ نکالیں گے ہم

اوسکو آغوش تمنا میں ہم اپنی لیں گے
اوسی واد دل ناکام سب اپنی لیں گے

ایسی کہینچیں گی علی الرغم تری مرزائے
مجلسوں میں اوسی لاوینگی بصد زیبائے

اوسکو سکہلاوینگی طرز روش رعنائی
صحبت ای دشمن جان اوسی اگر بنائے

دیتی دیکہیو کس طور کہڑاتی ہیں ہم
جہوٹ کیا رکہتی ہیں کچھ تب سی ستاتی ہیں ہم

چہرہ کو اوسکی کر آراستہ دلخواہ کریں
راہیں خوبی کی بتا کر اوسی گمراہ کریں

ایسی اوسکو دکہا حسن سی آگاہ کریں
تو بہی ضد سی تری ایسا ہی شتاہ کریں

کہ تجہی سد نہ رہی خوبی و رعنائی سی
دیجیات لی تری اس جامہ زیبائی سی

دست افشاں ہو تو غیرت تری بیتاب تہ سی جائے
مار تہوکر چلی دامن کو تو تو سر نہ اوٹہائے

چشم مکحول کو دکہلائی تو تو آنکہ چہپائی
جس طرف اوس کا گذر ہووی تو اودہر کو نجائے

چہیڑی گالی دی اشارت کری چتیک ماری
عشوہ و غمزہ و انداز بہلادی ساری

زندگانی ہو تجہی ہات سی اوسکی دشوار
پہنچیں اوسی تجہی ہر آن میں سو سو آزار

کوئی دم تو بہی پہری جان سی اپنی بیزار
طنز و تعریض و کنایہ کی رہی ایک بوچہاڑ

جا کی ٹک سامنی اوسکی تو یہ تب ٹہراوی

ہاتھہ کاندھی پہ کبھو رکھہ کی کھڑے ہوتی ہو
کبھو منہ کر کی ہو ٹک جو لڑے ہوتی ہو

پاس تو نکی ہی تمہیں خاطر اونہیں کی منظور
اونسی ملنی میں نہیں کرتے کسی تقصیر قصور
اونسی اکدم میں کئی بار ملاقات ضرور
اونسی لگ بیٹھتی ہو جا کی ہو مجھسی دور

جنکا شیوہ ہی جرم زندگی اونہیں سی صحبت
بندگی بیشون سی پرخاش خدا کی قدرت

گر ذرا آزردہ ہوا ٹک بھی تو منانی جاؤ
کمت کر بیٹھہ رہیں گھر تو بلانی جاؤ
الغرض کرکی ادہر سو بہانی جاؤ
اونکو دریا پہ جو سن پاؤ نہانی جاؤ

ہم اگر خاک میں مونہہ پہ نہ بولو چالو
ہم اگر اوہو لگیں رونی تو مسکرا لو

اونسی آزردگی کی ہیر پھا کنگایش ہی
ہردم اونسی مری خون ریزی کی فرمایش ہی
اونسی دلجوئی ہی یا چہرہ کی آرایش ہی
فارغ ان دونوں سی ہوتی ہو تو آسایش ہی

دو دو دن مست مئ ناب پڑی سوتی ہو
رہتی ہو بی مزہ بیدار اگر ہوتی ہو

خوبی رعنائی سی تجکو تو بہت فرصت ہی
اپنی ترکیب بنانی سی کہاں مہلت ہی
چہرہ آرائی شب و روز ہی یہ صورت ہی
شانہ و زلف کنگھی رہتی میں یہ صحبت ہی

سرمہ سی آنکھہ اوٹھا دی تو مرا مونہہ دیکھی
آرسی چھوڑی تجھی ٹک تو ادہر تو دیکھی

محو کس روز تجھی باقی تہی رعنائی کا
ذوق رہتا تہا تجھی کاہیکو خود رائی کا

تمہیں قریب گلے لگا ہیں وہ تمہاری پیارے
شوق کی ہاتھ شب و روز سر اوپر مارے
دامن و جیب پھٹی یاد میں اوسکی ساری
چھاتیاں کوٹتی ہی کوئی آخر ہارے

روئی اتنا کہ جگر میں نہ رہی لوہو کی بوند
اب سماں وہ ہی کہ دیکھو سے لیاں آنکھیں موند

تنگ اب حد سی زیادہ ہوئے ہیں یاوری
لیتک اس طور کوئی ای ستم ایجاد رہی
بس بہت ہو چکے اطوار سی ناشاد رہی
دلکو بیداد رہی راہ کو فریاد رہی

ہی قریب اب کہ تری کوچہ سی اوٹھ کر جاویں
بی حمیت ہی ہمیں کبھو اگر پھر آویں

ایکطرف مر رہیں گی جا کی بھلا کیا کری
سر گریباں میں یوں ڈالے رہا کیا کرے
پر زبان پر کسو سی حال کہا کیا کری
میر کی طور تر اشکو لکھا کیا کرے

جی نہ نکلا اگر اس میں تو لڑا کرے گا
مرثیہ اپنا کہیں بیٹھی کہا کری گا

ولہ

جوان کرم کن جو دل نا صبور تھا
پیدا ہر ایک نالہ سی شور نشور تھا

پہنچا جو آپ کو تو میں پہنچا خدا کی تئیں
معلوم اب ہوا کہ بہت میں بھی دور تھا

آتش بلند دل کی ہوئی ورنہ ای نسیم
یک شعلہ برق خرمن صد کوہ طور تھا

مجلس میں رات ایک تری پرتوے بغیر
کیا شمع کیا پتنگ جو تھا بی حضور تھا

ہم خاک میں ملی تو سہی لیکن ای سپہر
اوس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

[illegible] ایک کا سبزہ جو آگیا
پژمردہ استخوان شکستہ سی چور تھا

کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر
میں بھی کبھو کسو کا سر پر غرور تھا

تھا وہ تو رشک حور بہشتی ہمیں میں میر
سمجھے نہ ہم تو فہم کا اپنے قصور تھا

ولہ

کیا میں بھی پریشانی خاطر سے قرین تھا
آنکھیں تو کہیں تھیں دل غمدیدہ کہیں تھا

پانو بھی وہ کوئی دم کی ہے لیکن
تو تو نہ پہنچی جب نفس باز پسیں تھا

اب کوفت سے ہجران کی جہاں تن پہ رکھا ہاتھ
جو درد و الم تھا سو کہے تو کہ تہیں تھا

ولہ

نکلے ہے چشمہ جو کوئی جوش زناں پانی کا
یاد دہ ہے وہ کسو چشم کی گریانی کا

کفر کچھ چاہئے اسلام کی رونق کے لئے
حسن زنار ہے تسبیح سلیمانی کا

درہمی حال کی ہے سارے مرے دیوان میں
تو بھی کر سیر یہ مجموعہ پریشانی کا

جان گھبراتی ہے اندوہ سے تن میں کیا کیا
تنگ احوال ہے اس یوسف زندانی کا

کھیل لڑکوں کا سمجھتے تھے محبت کے تئیں
ہے بڑا حیف ہمیں اپنی بھی نادانی کا

وہ بھی جانے کہ لہو رو کے لکھا ہے مکتوب
ہمنے سر نامہ کیا کاغذ افشانی کا

بت پرستی کو تو اسلام نہیں کہتے ہیں
معتقد کون ہے میر ایسی مسلمانی کا

ولہ

اس عہد میں الٰہی محبت کو کیا ہوا
چھوڑا وفا کو ان نے مروت کو کیا ہوا

امیدوار وعدہ دیدار مر چلے
آتے ہی آتے میر قیامت کو کیا ہوا

جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف
اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

بخشش نے مجھکو ابر کرم کی کیا خجل
اے چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا

تہی صعب عاشقی کی بدایت ہی میر پر — کیا جانی کہ حال نہایت کو کیا ہوا

ولہ

اولٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھنہ دوانی کام کیا — دیکھا اس بیماری دل نی آخر کام تمام کیا

عہد جوانی رو رو کاٹا پیری مین لین آنکھیں موند — یعنی رات بہت تہی جاگی صبح ہوئی آرام کیا

حرف نہین جانبخشی مین اوسکی خوبی اپنی قسمت کے — ہم سی جو پہلی کہہ بہیجا سو مرنیکا پیغام کیا

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہی مختاری کی — چاہتی ہین سو آپ کرین ہین ہمکو عبث بدنام کیا

کسکا کعبہ کیا قبلہ کون حرم ہی کیا احرام — کوچہ کی تیری باشندوں نی سبکو یہین سی سلام کیا

یہانکی ہمکو سفید و سیہ مین دخل جو ہی سو اتنا ہے — راتکو رو رو صبح کیا یا دنکو جون تون شام کیا

صبح چمن مین اوسکو کہین تکلیف ہوا لی آئی تہی — رخ نی گل کو مول لیا قامت نی سرو غلام کیا

ولہ

چمن مین گل نی جو کل دعوی جمال کیا — جمال یار نی موہنہ اوسکا خوب لال کیا

بہار رفتہ پہر آئی تری تماشہ کو — چمن کو یمن قدم نی تری نہال کیا

فلک نی عشق کی اس پردہ مین ہمکو پیدا کر — بسان سبزہ نورستہ پایمال کیا

تہی دم کی کشاکش گلیمن کچھ ہاتے — سو اوسکی تیغ نی جہگڑا ہی انفصال کیا

لگا نہ دل کو کہین کیا سنا نہین تو نی — جو کچھ کہ میر کا اس عاشقی نی حال کیا

ولہ

دیکھیگا جو تجہ رو کو سو حیران رہیگا — وابستہ تری مو کا پریشان رہیگا

منعم نی بنا ظلم کی کر گھر کو بنایا — پر آپ کوئی رات ہی مہمان رہیگا

دل دینی کی ایسی حرکت اون نی نہین کے — جبتک جئیگا میر پشیمان رہیگا

ولہ

بیہوش مئی عشق ہون گیا میر پہر ایسا
ایا جو بخود صبح تو پہر شام نہ آیا

کس دل سی ترا تیر نگہ پار نہ گذرا
کس جان کو یہ مرگ کا پیغام نہ آیا

دیکہا نہ اوسی دور سی بہی منتظرون نی
وہ رشک مہ عید لب بام نہ آیا

سو بار بیابان مین گیا محمل لیلے
مجنون کی طرف ناقہ کوئی گام نہ آیا

ابکی جو تری کوچہ سی جاؤنگا تو سنیو
پہر جیتی جی اس راہ وہ بدنام نہ آیا

نی خون ہو آنکہون سی بہا ٹک نہوا داغ
اپنا تو یہ دل میر کسو کام نہ آیا

ولہ

جس سر کو غرور آج ہی یہان تاجوری کا
کل اوس پہ یہین شور ہی پہر نوحہ گری کا

شرمندہ تری رخ سی ہی رخسار پری کا
چلتا نہین کچہہ آگی تری کبک دری کا

زندان مین شورش نگئی اپنی جنون کی
اب سنگ مداوا ہی اس آشفتہ سری کا

ہر زخم جگر داور محشر سی ہمارا
انصاف طلب ہی تری بیدادگری کا

اپنی تو جہان آنکہہ لڑی پہر وہین دیکہو
آئینہ کو لپکا ہی پریشان نظری کا

ٹک میر جگر سوختہ کی جلد خبر لی
کیا یار بہروسا ہی چراغ سحری کا

ولہ

وہ ایک روش سی کہولی ہوئی بال ہوگیا
سنبل چمن کا مفت مین پامال ہوگیا

اولجہا دیر گیا جو ہمین اوسکی عشق مین
دل سا عزیز جان کا جنجال ہوگیا

کیا امتداد مدت ہجران بیان کرون
ساعت قیامت ایک مری سال ہوگیا

دعوی کیا تہا رخ سی تری گل نی باغ مین
سیلی لگی صبا کی سو منہ لال ہوگیا

قامت خمیدہ رنگ شکستہ بدن نزار
تیرا تو میرؔ غم مین عجب حال ہوگیا

وله

نیاب جسکو دیکھا دلکو کباب دیکھا
جیتی رہی تہی کیونکر ہم جو یہ عذاب دیکھا

بود اس ستم کا جن نی اس باغ مین لگایا
اپنی کیی کا اون نی ثمرہ شتاب دیکھا

آباد جسکو ہم نی دیکھا تہا ایک مدت
اوس دل کی مملکت کو اب ہم خراب دیکھا

لیتی ہی نام اوس کا سوتی سی چونک اوٹھی ہو
ہی خیر میر صاحب کچھہ تمنی خواب دیکھا

وله

دل بہم پونہچا بدن تب سی سارا تن جلا
آپڑی یہ ایسی چنگاری کہ پیراہن جلا

برسان اب آخر آخر چہا گئی مجھہ پر یہ آگ
ورنہ پہلی تہا مرا جون ماہ تہا دامن جلا

وله

پیدا ہی کہ پنہان تہی یہ آتش نفسی میری
مین ضبط نکرتا تو سب شہر یہ جل جاتا

مین گریہ خونی کو روکی ہی رہا ورنہ
ایکدم مین زمانہ کیا یہان رنگ بدل جاتا

بن پوچہی کرم سی تو وہ جو بخش نہ دیتا تو
پرسش مین ہماری ہی دن حشر کا ڈہل جاتا

مارا گیا جب گذرا بوسہ سی تری لب کی
کیا میر بہی لڑکا تہا باتون مین بہل جاتا

وله

ان صید افگنون کا کیا ہو شکار کوئی
ہوتا نہین ہی آخر کام انکی امتحان کا

پوچہو تو میر سی کیا کوئی نظر پڑا ہی
چہرہ اوتر رہا ہی کچھہ آج اوس جوان کا

وله

ہماری آگی ترا جب کسی نی نام لیا
دل ستم زدہ کو ہمنی تہام تہام لیا

اتر چکا تہا تو عشق سے زلیخا کی
عزیز مصر کا بہی صاحب اک غلام لیا

خراب رہتی تہی مسجد کی آگی میخانے
نگاہ مست نے ساقی کی انتقام لیا

اگرچہ گوشہ گزین ہون شاعرون مین میر
پہ میری شور نے روی زمین تمام لیا

ولہ

سر کی قابل ہی دل صد پارہ اوس نخچیر کا
جسکی ہر ٹکڑی مین ہو پیوستہ پیکان تیر کا

سب کہلا باغ جہان الا یہ حیران و خفا
جسکو دل سمجہی تہی ہم سو غنچہ تہا تصویر کا

بوی خون سی جی رکا جاتا ہی اے باد بہار
ہو گیا ہی چاک دل شاید کسو دلگیر کا

کیونکہ نقاش ازل نے نقش ابرو کا لیا
کام ہی اک تیری مو پہ کہینچنا شمشیر کا

جو تیری کوچہ مین آیا پہر نہین کاڑا اوسی
تشنۂ خون ہین تو ہر اک خاک دامنگیر کا

خوب سی میری ہوئی یکدم خوشی تمکو تو نیک
مفت مین جاتا رہا جی ایک بی تقصیر کا

کسطرح سی مانتی یاران کہ یہ عاشق نہین
رنگ اوڑجاتا ہی ٹک چہرہ تو دیکہو میر کا

ولہ

شب درد و غم سی عرصہ مری جی پہ تنگ تہا
آیا شب فراق تہی یا روز جنگ تہا

کثرت مین درد و غم کی نکالون کوئی طپش
کوچہ جگر کی زخم کا شاید کہ تنگ تہا

دیکہا ہی صیدگہ مین مری صید کا جگر
پا اسکے چہن رہا تہا یہ ذوق خدنگ تہا

دل سی تری نگاہ نہ مرا دل ہزار حیف
یہ شیشہ ایک عمر سی مشتاق سنگ تہا

سن کر عجب جو میر تری غم مین مرگیا
جینے کا اوس مریض کی کوئی بہی ڈہنگ تہا

ولہ

موقوف حشر پر ہی سو آتی بہی وہ نہین
کب درمیان سی وعدہ دیدار جائیگا

آنکہین اوسکی حال تو ہو جاتی ہی تغیر
کیا حال ہوگا پاس سے جب یار جایئے گا

کوچہ کی اوسکی رہنی سی باز آ وگرنہ میر
اکدن تجہی وہ جان سی ہی مار جایئے گا

ولہ

کاش تیری غم رسیدون کو بلاوین حشر مین
ظلم ہی اک خلق پر آشوب اونکی آہ کا

جو سنا ہی شیر اس میخانہ مین تہا بخیہ
شوق ہی باقی رہا ہمکو دل آگاہ کا

ولہ

کسکو نہین ہی شوق مرا پر نہ اس قدر
مین تو اسی خیال مین بیمار ہوگیا

وہ وہ متاع ہی کہ پڑی بیچیے جسکی آنکہہ
وہ جی کو بیچ کر بہی خریدار ہوگیا

ولہ

ہم خستہ دل ہین تجہسی بہی نازک مزاج تر
تیوری چڑہائی تونی کہ یہان دم نکل گیا

ساقی نشہ مین تجہسی لڑا شیشہ شراب
چل اب کہ دخت تاک کا جوبن تو ڈہل گیا

گرمی عشق مانع نشو نما ہوے
مین وہ نہال تہا کہ اوگا اور جل گیا

ولہ

لگی ہین پلک سی پلک اضطرار مین
آنکہین اگر یہی ہین تو بس نیند سوچکا

ولہ

غم رہا جب تک کہ دم مین دم رہا
دل کی جانیکا نہایت غم رہا

حسن تہا تیرا بہت عالم فریب
خط کی آنی پر بہی اک عالم رہا

زلفین کہولین تو تو ٹک آیا نظر
عمر بہر یہان کام دل برہم رہا

اوسکی لب سی تلخ ہم سنتی رہی
اپنی حق مین آب حیوان سم رہا

سرزنش کرتی ہی کی حسرت تجھ بن یہاں تھی	اک دن شب کو جدا کم رہا
صبح پریشاں ہم ہوتی آئی میر	تو بھی جدا یہاں بہت تنہا کم رہا

ولہ

دل لیے بیٹھی مسود ہی تھی وسیلے	ایک بیش اوسکی ردیف رو گیا
سبحہ گردانی ہیں میر ہم ہو دیے	دست کوتاہ تا سبو نگیا

ولہ

تھی تجھسی توقع یہی تھا ستمگر نکلا	سو ہم نہ سمجھی تری دل کو سو پتھر نکلا
داغ ہوں رشک محبت سی کہ اتنا بیتاب	کسکی تسکین کے لی گھر سی تو باہر نکلا
جیتی جی آہ تری کوچہ سی کوئی نہ پھرا	جو ستمدیدہ رہا جاکے سو مر کر نکلا
اشک تر قطرہ خون لخت جگر پارہ دل	ایک سی ایک عدد آنکھ سی بہتر نکلا
ہمنی جانا تھا لکھیگا تو کوئی حرف ای میر	پر ترا نامہ تو ایک شوق کا دفتر نکلا

ولہ

ہیں ستارے کیا یہ سوراخ پڑ گئی ہیں تمام	فلک حریف ہوا تھا ہمارے آہوں کا
تیری جو نگہیں نوار کیں تلی یہی اودہر	فریب خوردہ ہی تو میر کن نگاہوں کا

ولہ

دل خستہ لہو جو ہو گیا تو بھلا ہوا کہ کہاں تلک	کبھو سوز سینہ سی داغ تھا کبھو درد و غمسی فگار تھا
جو نگاہ کی بھی پلک اٹھا تو ہمارے جی سی لہو بہا	کہ وہیں وہ ناوک بیخطا کسو کی کلیجی کی پار تھا
یہ تمہاری ان دنوں دوستاں مژہ غم میں جسکی ہیں خونچکاں	وہی آفت دل عاشقاں کسو وقت ہمسی بھی یار تھا
کبھو جائیگی جو ادھر صبا تو یہ کہیو اسسی کہ بیوفا	مگر ایک میر شکستہ پا تری باغ تازہ میں خار تھا

ولہ

پھوڑا سا ساری رات جو پکتا رہیگا دل — تو صبح تک تو ہاتہ لگایا نجایگا

ہم رہروان راہ فنا ہین برنگ عمر — جاوینگی ایسی کھوج بھی پایا نجایگا

ہم محو وان محفل تصویر آپ سے گئے — آئینہ ہمسی آپ مین آیا نجایگا

ولہ

ایسی گذری جو تری ہجر مین سو اوسکی سبب — صبر مرحوم عجب مونس تنہایے تہا

ولہ

بی ذلت کوئی مجھسا رسوا نہوا ہوگا — دشمن کی بھی دشمن پر ایسا نہوا ہوگا

ٹک گور غریبان کی کر سیر کہ دنیا مین — ان ظلم رسیدون پر کیا کیا نہوا ہوگا

انکھون سی تری ہمکو ہی چشم کہ اب ہووی — جو فتنہ کہ دنیا مین برپا نہوا ہوگا

صد نشتر مژگان کی لگنی سی نہ نکلا خون — آگی تجھی میر ایسا سودا نہوا ہوگا

ولہ

چشم خون بستہ سی کل رات لہو پھر ٹپکا — ہمنی جانا تہا کہ بس اب تو یہ ناسور گیا

نالہ میر نہین رات سی ہم سنتی ہین — کیا تری کوچہ سی ای شوخ وہ رنجور گیا

ولہ

سمجھی تھی میر ہم کہ یہ ناسور کم ہوا — پھر ان دنون مین دیدۂ خونبار نم ہوا

آئی برنگ ابر عزا ناک تم ادہر — حیران ہون کہ آج کدہر کو کرم ہوا

کیا کیا عزیز دوست ملی میر خاک مین — نادان یہان کسیکا کسیکو بھی غم ہوا

ولہ

گلمین اوسکی سی جو بو آوے تو آیا نگیا
ہمکو بن دوش ہوا یا عیسی لایا نگیا

آہ جو نکلی مری سینی سی تو افلاک کی پاس
اوسکی آشوب کی عہدہ سی بر آیا نگیا

گل نی ہرچند کہا باغ مین رہ پر اوسبن
جی جو اوچٹا تو کسیطرح لگایا نگیا

ولہ

گلیون مین ابتلک بہی مذکور ہی ہمارا
افسانۂ محبت مشہور ہی ہمارا

مقصود کو تو دیکہین کب تک پہنچتی ہین ہم
بالفعل اب ارادا تا گور ہی ہمارا

کیا ارزو نہی جسمی سب زخم نم ہوئی ہین
ہر زخم سوجگہ سی ناسور ہی ہمارا

ولہ

غلط تہا آپ سی غافل گذرنا
نسمجہی ہم کہ اس قامت مین تو تہا

نہین کیا بال تری کہل گئی تہی
کہ جہونکا باو کا کچہہ مشکبو تہا

نہ دیکہا میر آوارہ کو لیکن
غبار اک ناتوان سا کو بکو تہا

ولہ

پنجۂ گل کسطرح دیوانگی مین ہاتہ کو
گر نکالا مین گریبان سی تو دامن مین رہا

ڈرنہی اوس تشنۂ شمشیر زن کی جوہر آمیہ پہان
سر سی لیکر پانو تک مین غرق آہنمین رہا

ہم کبہی نہی کہ مت دیر و حرم کی راہ چل
اب یہ دعوی حشر تک شیخ و برہمن مین رہا

آہ کس انداز سی گذرا بیابان سی کہ میر
جی ہر اک نخچیر کا اوس صید افگن مین رہا

ولہ

غمزہ نی اوسکی چوریمین دلکی ہنر کیا
اس خانمان خراب نی آنکہونمین گہر کیا

رنگ اوڑ چلا چمن مین گلون کا تو اے نسیم
ہمکو تو روزگار نی بی بال و پر کیا

نانے نہیں جو مزاج کو اول سو عشق مین
بی شرم محض ہی وہ گنہ گار جنہی میر

آخر انہین دو آنسوؤن نے مجھکو غرق کیا
ابر کرم کی سامنی دامان تر کیا

ولہ

دور تجھسی میر نے ایسا تعب کھینچا کہ آخ
ہاتھ سی تیری اگر مین ناتوان ہار گیا
وصل و ہجران یہ جو دو منزل ہین راہ عشق کی

کل جو مین دیکھا اوسی مطلق نہ پہچانا گیا
سب کہین کی یہ کہ کیا ایک نیم جان مر گیا
دل غریب انکے خدا جانی کدھر مارا گیا

ولہ

رہ طلب مین گری ہوتی سر کی بل ہم بھی
تہا کی میر وہ کافر نگاہ ہی جن نے

ر

شکستہ پائے سے اپنی ہمین سنبھال لیا
خدا کی واسطی نہی خلق کا وبال لیا

ولہ

نہ دی بحر کی غزل مین نہ دی جگر عزالونکی
نہو کیون ریختہ کی سوزش کیفیت معنی

میری دیوانہ پن ہی تک رہا معمور ویرانہ
گیا سو میر دیوانہ رہا سو دا اسو مستانہ

ولہ

یارہا گور دل جھکا لایا
قدر رکھتی نہ تھی متاع وفا
سب پہ جس بار نے گرانی کی
دل مجھی اوس گلی میں بیچا کر
ابتدا ہی مین مر گئے سب یار
انتو جانی مین بتکدہ سی میر

اپنی شرمندگی بجا لایا
ساری عالم مین مین دکھلایا
اوسکو یہ ناتوان اٹھا لایا
اور جی کہین ملا لایا
عشق کی کون انتہا لایا
پھر ملین گی اگر خدا لایا

ولہ

چارۂ عشق بجز مرگ نہیں کچھ اے میر
اس مرض میں ہی عبث فکر تمہیں درمان کا

ولہ

سبزان تازہ رو کی جہاں جلوہ گاہ تہی
اب دیکھئی تو وہاں نہیں سایہ درخت کا

ولہ

ایسی ہی میر کی تہی حسرت سی تکتی صورت
چہرہ پہ لوگوں کی کسدن آنسو رواں تہا یا

ولہ

جیتی جی پاس ہو کی نہ نکلا کسو سی میر
وہ دور گرد بادیہ عشق دور تہا

ولہ

ہی حال جائی گریہ جان پر آرزو کا
روئی نہ ہم کبہو ٹک دامن پکڑ کسو کا
اپنی ٹرپنی کی تو تدبیر پہلی کر لوں
تب فکر میں کروں گا زخموں کے بہی رفو کا
دل بہی الٹے تیں سارے خوب نکلے
دینا نہ تہا دل اسکو میں میر آہ چو کا

ولہ

ولی کچھ قدر کرتے ہو تم
یہ ہمارا بہی تار پرور تہا
یاری کا سجدہ ادا کیا نہ تیغ
کب سبہی یہ لوح میری پر تہا
خوش رہا جب تلک رہا جیتا
میر معلوم ہی قلندر تہا

ولہ

تیرا رخ مخطط قرآن ہے ہمارا
بوسہ بہی لیں تو کیا ہے ایمان ہی ہمارا
گر یہ ہی بیقراری تو رہ چکا تسلین
کوئی روز دل ہمارا مہمان ہی ہمارا

ولہ

کس مصیبت زدہ دل مایل آزار تھا | کو کسی درد وستم کا یہ طرفدار نہ تھا
ادم خاکی سی عالم کو جلا ہے ورنہ | آئینہ تھا یہ ولے قابل دیدار نہ تھا
نرم تر موم سی بھی ہمکو کوئی دیتی قضا | سنگ آئینہ سا یکا تو یہ دل بھی درکار تھا
رات حیران ہون کچھ چپ سی مجھی لگ گئی میر | درد پنہان تھی بہت پر لب اظہار نہ تھا

ولہ

حسرت اوسکی جگہ تھی خوابین | میر کا کہول کر کفن دیکھا

ولہ

جدا جو پہلو سی وہ دلبر یگانہ ہوا | طپش کی دلنی بہت کچھ دور دستانہ ہوا
جہان کو فتنہ سے خالی کبھو نہیں پایا | ہماری وقت مین تو آفت زمانہ ہوا
خدا دراز کری عمر چرخ نیلی کی | کہ بیکسونکی مزارون پہ شامیانہ ہوا
کہلا نشہ مین جو پگڑی کا پیچ اوسکی میر | سمند ناز کو ایک اور تازیانہ ہوا

ولہ

کسکا دن تھی وہ کہ یہان بھی دل آرمیدہ تھا | رو آستان کا ہمارا بہ رنگ بریدہ تھا
قاصد جو وہان سی آیا تو شرمندہ مین ہوا | بیچارہ دردمند گریبان دریدہ تھا
جس صیدگاہ عشق مین یارونکا جی گیا | مرگ اوس شکار گہ کا شکار رمیدہ تھا
مت پوچھ کس طرح سی کٹی رات ہجر کی | ہر نالہ میری جان کو تیغ کشیدہ تھا
حاصل نپوچھ گلشن مشہد کا بوالہوس | یہان پہل ہر ایک درخت کا حلق بریدہ تھا

پرانی بیقرار گریہ خونین سی رات میر		آیا نظر تو بسمل در خون طپیدہ تھا
	ولہ	
قابو خزان کا سی ضعف کا گلشن مین گیا		دوش ہوا پہ رنگ گل یاسمن گیا
	ولہ	
کثرت داغ سی دل رشک گلستان ہوا		میرا دل خواہ جو تھا وہ کبھو یہان نہوا
آہ مین کب سی کہ سرمایہ دوزخ نہوئے		کونسا اشک مرا منبع طوفان نہوا
کونسی رات زمانہ مین گئی جس مین میر		سینۂ چاک سی مین دست و گریبان نہوا
	ولہ	
روتی ہی شمع اتنا ہر شب کہ کچھ نپوچھو		مین سوز دل کو اپنی مجلس مین کیون کہا تھا
سو بخت تیرہ سی ہون پامالے صبا مین		اسد نکی واسطی مین کیا خاک مین ملا تھا
	ولہ	
سر دور فلک بھی دیکھون اپنی روبرو ٹوٹا		کہ سنگ محتسب سی پای خم دست سبو ٹوٹا
	ولہ	
سنگ بھی یہان تہ سبو ای اوسکی عوض ہزار بار		تا بہ کجا یہ اضطراب دل نہوا ستم ہوا
کسکی ہوا کہان کا گل ہم تو قفس مین ہین اسیر		سیر چمن سے روز و شب تجکو مبارک ای صبا
	ولہ	
آنکھو جب جچی مراہی ادہر یار دیکھنا		عاشق کا اپنی آخری دیدار دیکھنا
کیسا چمن کہ ہم تو اسیرون کو منع سے		چاک قفس سی باغ کی دیوار دیکھنا
کو زمزمہ بھی ہی کوئی دن تو ہم صفیر		اس فصل ہی مین ہمکو گرفتار دیکھنا

سودا

سودا تخلص مرزا رفیع نام اصل اونکا دلی ولادت اوسکی شاہجہان آباد مین جوانی مین لکھنو کو گیا اور وہان انتقال کیا وزیر الممالک نواب آصف الدولہ کی مقربین مین سی تہا شعر اوس کا بہت خوب ہوتا تہا مگر باب مدح او رقدح مین اوسکی سامنی انوری کی عقل کا چراغ بہی گل تہا اوسکا نام ہی دلالت کرتا ہی اوس کی تصدیق پر کہ کالے کی روبرو چراغ نہین جلتا طبیعت اوسکی کلام سے بہت خوش ہوتی ہی الغرض کہ اوستاد مسلم الثبوت تہا یہ چند ابیات اوسکے دیوان سے انتخاب ہوئین

انتخاب دیوان سودا کا

مقدور نہین اوسکی تجلی کی بیان کا — جون شمع سراپا ہو اگر صرف زبان کا

پردی کو تعین کے در دل سی اوٹہا دے — کہلتا ہی ابہی پلمین طلسمات جہان کا

ٹک دیکہ صنم خانۂ عشق آنکی ای شیخ — جون شمع حرم رنگ جہلکتا ہی بتان کا

اس گلشن ہستی مین عجب دید ہی لیکن — جب چشم کہلی گل کی تو موسم ہی خزان کا

دکہلائی لیجا کے تجہی مصر کا بازار — لیکن نہین خواہان کوئی وان جنس گران کا

سودا جو کبہو گوش سی ہمت کی سنی تو — مضمون یہی ہی جرس دل کی فغان کا

ہستی سی عدم تک نفسی چند کی ہی راہ — دنیا سی گذرنا سفر ایسا ہی کہان کا

ولہ

ہر سنگ مین شرار ہی تیری ظہور کا — موسی نہین جو سیر کرون کوہ طور کا

پہنچا در دو حسن صبیح و ملیح دیکہ — جلوہ ہر ایک پر ہی محمد کی نور کا

تو رورو ہے یہ آئینہ کہ ہم آغوش عکس ہے
ہووی نہ مجھکو پاس جو تیرے حضور کا

بیکس کوئی مری تو جلی آہ سے دل مرا
گویا ہی یہ چراغ غریبانکی گور کا

ہم تو قفس مین آنکی خاموش ہو رہی
ای ہمصفیر فایدہ ناحق کے شور کا

سودا کبھی نہ ہووے اعتنائے گفتگو
آوازۂ دہل ہی خوش آیندہ دور کا

ساقی سی کہہ کہ ہی شب مہتاب جلوہ گر
دی بسکہ نوش ہو کی تو ساغر بلور کا

ولہ

گو شب کسی کی گھر مین تو ای مہ جبین رہا
پروا نہین ہمین یہی کہ دل وہ نہین رہا

کیا فایدہ کہ درپی تحقیق ہم رہین
ملنی سی جب کہ رہ گئی پھر تو کہین رہا

اسباب دین و دنیوی کب تھا خیال مین
تیرا ہی دہیان تا بدم واپسین رہا

نکلا کسی ہی طرح نہ دلسی تری حجاب
سودا سی یار تو تو سدا شرمگین رہا

ولہ

دیکھتا ہون یار جس گھر مین مین تجکو جلوہ گر
پہر کو وہان حکم ہی مختار سر دیوار کا

عاشقون کو شیخ دین و کفر سی کیا کام ہے
دل نہین وابستہ اپنا سبحہ و زنار کا

ٹک دیکھا دی اپنی ساقی چشم میگون تو اسے
محتسب ہو جاوی بندہ خانۂ خمار کا

بسکہ پونچھون ہون مین اپنی چشم خون آلود کو
جای گا ہر ایک تختہ سیر ہی گلزار کا

آہ شدا کی دہلی ایسا بانکپن سی درگزر
کل مین سودا یون کہا دامان گہہ کر یار کا

تا نہ ہو بولا وہ بانکا چہوڑ دامن کو مری
راست ہوتا ہی کہین دیکھا ہی خم تلوار کا

ولہ

پہلو سی میری صبح وہ دلدار اوٹھ گیا
روز وصال کر کی شب تار اوٹھ گیا

چمن ہی کسکی گرفتار زلف و کاکل کا
کہ اسقدر ہی پریشان حال سنبل کا

کبہو گذر نکیا خاک پر مری ظالم
مین ابتدا سی ہون کشتہ تری تغافل کا

فلک خوشی سی تو جو کچہہ عوض کری یا مری کرین
سوا ہی غم کہ ہی یہ مری توکل کا

خبر شتاب لے سودا اکی حال کی یارسی
نہین ہی وقت مری جان پہ تامل کا

ولہ

دامن صبا نچہو سکی جس شہسوار کا
پہونچی کب اوسکو ہاتہہ ہماری غبار کا

موج نسیم آج ہی آلودہ گرد سی
دل خاک ہوگیا ہی کسی بیقرار کا

خون جگر شراب ترشح ہی چشم تر
ساغر مرا اگرو نہین ابربہار کا

سونپا تہا کیا جنون نی گریبان کو مری
لیتا ہی اب حساب جو یہ تار تار کا

سودا شراب عشق نہ کہتی تہی ہم نہ پی
پایا مزا نہ تو نی اب اسکی خمار کا

ولہ

ٹوٹی تری نگہہ سی اگر دل حباب کا
پانی بہی پہر پیئن تو مزا ہی شراب کا

دوزخ مجہی قبول ہی ای منکر و نکیر
لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

تہا کسکی دل کو کشمکش عشق کا دماغ
یارب برا ہو دیدہ خانہ خراب کا

زاہد سبہی ہی نعمت حق جو ہی اکل و شرب
لیکن عجب مزا ہی شراب و کباب کا

غافل غضب سی ہو کی کرم پر نگہہ نظر
پر ہی شرار برق سی دامن سحاب کا

قطرہ گرا تہا جو کہ مری اشک گرم سی
دریا مین ہی ہنوز پہپہولا حباب کا

ای برق کسطرح سی مین حیران ہون تجہہ کبہی
نقشہ ہی ٹہیک دلکی مری اضطراب کا

سودا نگاہ دیدہ تحقیق کی حضور
جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہی آفتاب کا

نجانی حال کس ساقی کو یاد آتا ہی شیشی کا
کہ لی ہی ہچکیان چہوڑ انکل جاتا ہی شیشی کا

مغان اوس سہتی کی پرکیہ جانیکا مین بندہ ہون
ردی کوڑی کی بی قیمت مین بکتا ہی شیشی کا

بیان بدمستی شب بزم مین ساقی جو ہو جاوی
ہمین ہیت کہیو کچہہ مونہہ تو ہی کہلواتا ہی شیشی کا

مشابہ کسکی انکہون سی پڑی ہی کل شاعر کے
کہ خون دل اٹہکی بیانیت بہاتا ہی شیشی کا

ہمین وہ صحبت مینا نہ بہری سی ساقی سے
کبہی کوئی آن بیٹہی ہی جو دل پاتا ہی شیشی کا

نجانی یاد کر روتا ہی کسکی دل کی صدمی کو
کہین ٹکرا جو سودا کو نظر آتا ہی شیشی کا

ولہ

ہر مژہ پر ہی ترے لخت دل اس رنجور کا
خون ہی سو دار پر ثابت مرے منصور کا

پونچہتی ہی پونچہتی گذری ہی مجکو روز و شب
چشم ہی یارب مرے یا مونہہ کسو ناسور کا

آفتاب صبح محشر داغ پر داغی مرے
حکم رکہتا ہی طبیبو مرہم کافور کا

کیا کرون گا لیکی واعظ ہاتہ سی حورون کی جام
ہو نہین سیاغر کش کسیکی نرگس مخمور کا

اسقدر بنت العنب سی دل ہی سودا کا بُرا
زخم نے دلکے نہ دیکہا مونہہ کبہو انگور کا

ولہ

گلا لکہو نہین اگر تری بیوفاے کا
لہو مین غرق سفینہ ہو آشنائی کا

زبان ہی شکر مین قاصر شکستہ پائی کے
کہ کہینچی دل سی مٹا یا خلش رہائی کا

مرا یکجو دکی دیر و حرم سی گذرے قرار
رکہون ہون دعوی تری در پہ جبہہ سائی کا

دماغ پہر گیا آخر ترا اسی نمرود
چلا نہ بیشی سی کچہہ بس تری خدائی کا

کبہو نہ سمجہ سکی دلسی تا زبان بحرف
اگر بیان کرون طالع کی نارسائی کا

دکہاوین کا تجہی زاہد اوس آفت دین کو
خلل دماغ مین ہی ترے پارسائی کا

لذت نہ صبح سی کرنا ہی راحت ای سودا
پہری ہی آپ یہ کاسہ لیے گدا سے کا

ولہ

کہنچا نہ بہت چمن مین ارام قفس کا
صیاد تری گردن ہی خون نا ازین جرس کا

ہون عندلیب لیکن رسوا ہون اس چمن مین
حبس مین کہ سبزہ ہوتا ہی تنگ غار خس کا

یہہ بید نا تواں کے احوال کو نہ پوچھو
محروم ذبح سی ہون مردود ہون نفس کا

پروانہ شمع رو پر کیون بوالہوس ہی سودا
شعلی کی گرد پہرنا کب کام ہی مگس کا

ولہ

ہون یہ دیوانہ مرید اوس جیب کس پیر کا
سلسلہ بہتر ہی سودا کی لیے زنجیر کا

جو کہ ظالم ہو وہ ہرگز پہولتا پہلتا نہیں
سبز ہوتی کہیت دیکہا ہی کبہو شمشیر کا

ایکدن تجہسی سنگ اوٹہتی نہ دیکہا کاروان
ای جرس حاصل کچہہ اس فریاد بی تاثیر کا

نور کر بتخانہ کو مسجد بنا کی تو نی شیخ
برہمن کے دلکی بہی کچہہ فکر ہی تعمیر کا

سیم و زر کے آگے سودا کچہہ نہین انسان کی قدر
خاک ہی رہتا بہلا تہا بلکہ اس اکسیر کا

ولہ

جی مرا مجہسی یہ کہتا ہی کہ ٹل جاؤنگا
ہاتہہ سے دلکی ترے اب مین نکل جاؤنگا

لطف ای اشک کہ جون شمع گہلا جاتا ہون
رحم ای آہ شرربار کہ جل جاؤنگا

چین دینی کا نہین زیر زمین بہی نالہ
سوتون کی نیند مین کرنیکو خلل جاؤنگا

قطرۂ اشک ہون پیاری مری نظارہ سی
کیون خفا ہوتی ہو پل مارتی ڈہل جاؤنگا

اس مصیبت سی تو مجکو نہ نکال اب گہر سی
تو کہی آج ہی جا مین کہون نکل جاؤنگا

پہر مت یاد بہاری کہ مین جگ بت نکلا
پہاڑ کر کپڑی ابہی گہر سی نکل جاؤنگا

نطق کہتا ہی ہر آج یہ ہر ناطق سے
آن کر منہ تہا ابہی طوطی سے بلجاون کا

کہتی ہیں وہ جو ہی سودا کا قصیدا ہی خوب
انکی خدمت مین سے لے اب یہ غزل جاون کا

ولہ

ای دیدہ خانمان تو ہمارا ڈبو سکا
لیکن غبار یار کی دلسی نہ دہو سکا

تجہہ عشق سینے دیا نہ کبہو مفسد کو چین
قسمہ نہ تیری دور مین بہر نیند سو سکا

جون شمع تن ہوا سب جرا نین حرف اشک
پر جسقدر مین چاہتا تہا اتنا نہ رو سکا

سودا قمار عشق مین شیرین سی کوہکن
بازی اگرچہ پا نسکا سر تو کہو سکا

کس مونہہ سی پہر تو آپ کو کہتا ہی عشق باز
ای روسیاہ تجہہ سی تو یہ بہی نہو سکا

ولہ

نہ کہینچ ای شانہ ان زلفونکو یہان سودا کا دل اٹکا
اسیر ناتوان ہی یہ نہ دی زنجیر کو جہٹکا

بیابان بیچ راہگو سن ہر کسکی پانو کا کہٹکا
اوٹہایا سر جو بالین سی تو پہر دیوار سی پٹکا

نہ کہو نمین تری جادو نہ ہرگز سحر زلفون مین
یہ دل جسکا ہی دیوانہ محبت کا ہی وہ لٹکا

پڑی ہارہ پہ برق خار آشیان سی میری کہتا ہون
اوڑیگا دہجیان ہوکر ترا دامن جو یہان اٹکا

تو ای مین تری کو چیکی ہی یہ حال سودا کا
کہ جون آشیان گم کر کے بستی مین پہری بہٹکا

ولہ

دل مت ٹپک نظر سی کہ پایا نجائیگا
جون اشک پہر زمین سی اوٹہایا نجائیگا

اوگا وہ چمن مین نہ ای ابر جیب تلک
پانی گلو کی منہہ مین چوایا نجائیگا

تو ہمچمن کی اس چمن مین ہم داد کو کبہو
جون گل یہ چاک جیب سلایا نجائیگا

سیع جفا ہی یار سے دل ہمرتہ پہیر تو
پہر مونہہ وفا کو ہمسے دکہایا نجائیگا

راہدن سی گفتگو مستونکی بار آنکا ہین
ساغر ہین لاکی چہکا یا نجاسے کا

تن ہم پہ یکبہہ رہا کہ تو اسی خونسی در گذر
سو اسکا قتل ہتی چہپایا نجاسے کا

دامان وداغ تیغ کو دہویا تو کیا ہوا
عالم کی دلسی داغ دہولا یا نجاسے کا

ولہ

سالہا ہمنی صنم نالۂ شبگیر کیا
آہ اکروز تری دلمین نہ تاثیر کیا

فضل کر مجکو کہلی تا مری خاطر سی گرہ
مین یہ عقدہ گرو دیے ناخن شمشیر کیا

حشر مین ہی نہ اوٹہون بسکہ اذیت کہینچی
زندگانی سنے دو عالم سے مجہی سیر کیا

ایک عقدہ نہ کہلا رشتۂ تقدیر سی حیف
ہمنی فرسودہ بہت ناخن تدبیر کیا

کیا ہی وحشت زدہ مضمون تہی جنہونکو سودا
تونی ہر مصرعہ موزون ہمین زنجیر کیا

ولہ

قاصد اشک آکی خبر کر گیا
قتل کوئی دل کا نگر کر گیا

دیکہتی واماندگی اب کیا دکہایے
قافلہ یارون کا سفر کر گیا

فایدہ اب کیا کری تریاق وصل
زہر غم ہجر اثر کر گیا

گریہ مجل کر نہ کہ ناصح اب ہی
پاک مرا دیدہ تر کر گیا

سیر کی یون کوچہ ہستی سے کی ہم
جی مین سے جون نالہ گذر کر گیا

کیونکہ ترا کہا ہی کوئی اب فریب
حال مرا اسکو خبر کر گیا

رات ملا تہا مجہی تنہا رقیب
یار خدا ہی کا مین ڈر کر گیا

جا ہی پڑا بجہ صف مژگان سی یار
دل تو مرا زور جگر کر گیا

فیض تری وصف بناگوش کا
حرف کو سودا سے گہر کر گیا

وله

بہتا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا
دی تھی خدا نے آنکھ سو ناسور ہو گیا

پھٹکے پھرے ہے کب سے خدایا مری دعا
دروازہ کیا قبول کا معمور ہو گیا

خوش ہیں شکستہ بالی سے ہم اپنی اس لیے
پرواز کا تو دلسے خلش دور ہو گیا

آتی ہے کچھ گلی سے پریشان صدائے آہ
شاید کسیکا شیشۂ دل چور ہو گیا

شب آگیا جو بزم میں وہ ماہ یک بیک
چہرے سے نور شمع کا کافور ہو گیا

سودا کو کہتے ہیں کہ ہے اس سے مصاحبت
کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا

اور انکی نسبت ان دنوں کچھ لگ چلا تھا چرچا
وہ چرچا پر جہر کیوں میں بدستور ہو گیا

وله

چمن میں صبح جب اس جنگجو کا نام لیا
صبا نے تیغ کا آب رواں سے کام لیا

کمال بندگی عشق ہے خداوند سے
کہ اک زن نے بہ مصر سا غلام لیا

بسان طائر رنگ حنا قدم لیکر
ہر ایک کبک نے پیارے ترا خرام لیا

سرشک چشم نہ تھا میں کہ اے فلک تو نے
نظر سے خلق کی گرتے نہ مجھکو تھام لیا

معاش اہل چمن جائے رشک ہے سودا
کہ زندگی کا انہوں نے مزا تمام لیا

وله

آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

سرگرم نالہ ان دنوں میں بھی ہوں عندلیب
مت آشیاں چمن میں مری متصل بنا

جب تیشہ کوہکن نے لیا ہات تب یہ عشق
بولا کہ اپنی چھاتی پہ دھرنے کو سل بنا

حسن تری گی سے روز ہے عشاق کا سیاہ
شاید اسی سے چہرۂ خوباں کا تل بنا

لب زندگی میں کب ملے اوس لب سے اے کلال
ساغر ہماری خاک کو مونہہ کر کے گل بنا

اپنا ہنر دکھاویں گے ہم تجکو شیشہ گر
ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا

سن سن کے عرض حال مرا یار نے کہا
سودا نہ باتیں بیٹھ کے یہاں متصل بنا

ولہ

بے وجہ آئینہ نہیں ہر بار دیکھنا
کوئی دم کو پھولتا ہے یہ گلزار دیکھنا

نرگس کی طرح خاک سے میری اُگیں ہیں چشم
ٹک آنکر یہ حسرت دیدار دیکھنا

کھینچے تو تیغ ہے گا دلگی صید پر
اے عشق پھر بھلا تو مجھے بار دیکھنا

ہے نقص جان دید ترا پر یہی ہے ذوق
جی جاؤ یار ہو مجھے یکبار دیکھنا

اے طفل اشک ہے فلک شیشمیں پہ گردش
آگے قدم نہ رکھیو تو زنہار دیکھنا

پر نقص پایہ ٹہر یہی ہے بار دہر ایک دل
ٹک واسطے خدا کے یہ رفتار دیکھنا

ولہ

رنگ اوڑتا ہے دیکھ اوسکے تئیں لالہ رخان کا
کرتی ہے بہار اوسکی تو ایک کام خزان کا

جز جوہری کیا جانے کوئی قدر جواہر
سمجھے ہے سخن رس ہی سخن میری زبان کا

گالی دی مجھے اوسنے دعا غیر نے اوسکو
محرم نہیں نادان وہ اس اشفاق بیان کا

ہے ناز و ادا اوسکے میں جو طرح کا تیاک
قاتل نہیں محتاج مرا تیغ و سنان کا

قطعہ

سودا سے کہا کیوں تو ہوا عشق سے تارک
ہوں میں سبب ترک کا مشتاق بیان کا

سنکر یہ کہا یار اوٹھا یا نہیں جاتا
ناطاقتی سے اب نہ زبان کا

ولہ

دل دے بہ شکستگان سے کر عرض حال آیا
ہے بے صدا وہ جیسے جرس میں کہ بال آیا

سینے سے ہیں دعا کو لایا جو تب لبوں تک
کہنے لگی اجابت کیسہ بہ جنجال آیا

ملنے کا ایکدم بھی یہاں ضعف دل سے نے ٹک
تاکی اوٹھ گیا وہ تب میں بحال آیا

کونین تک ملے تھے جس دل کی مجھکو قیمت
قسمت کہ یک نگہ پر جا اوسکو ڈال آیا

ولہ

سحر جو باغ میں تو لدار ایک بار آیا
نوید غنچکان موسم بہار آیا

قسم نہ کہا سے ملنے کے غیر سے ہرگز
کہا نہ تم سے میاں ہمکو اعتبار آیا

بزنگ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہوئے
جو آئی دل پہ کسی شکل سے غبار آیا

جانعت نے کیا تری شہرہ آفاق
وگرنہ میں تری کوچہ میں لاکہہ بار آیا

ہماری خاک پہ گو چشم تر کسی نے سکے
ہمیشہ گریہ کنان ابر زار زار آیا

لگی جہانسی کیا کیا ستارہ روتہ خاک
کہ گل بہار میں مجروح بے شمار آیا

خبر لو وادی سودا کی یوں ستا ہے آج
کہ ایک شوخ کسی سے گنہ گو مار آیا

ولہ

زخم کا دل کی تر و تازہ ہے انگور سدا
جاری رہتا ہے مری چشم کا ناسور سدا

جسکی ہم تیغ نگہ سے ہوئے گھایل یا رب
چشم زخم اوس سے زمانہ کا رہے دور سدا

ہے انہیں شوق کسو دیکھے لہو پینے کا
دیکھتا ہوں تری انکھوں میں مخمور سدا

گو نہ یہ شیشہ کمزور ون میں نکل نکٹ مجھے
جو نہ دل سے تو مرا جام ہے معمور سدا

یار کی دیکھی تجلی جو تو موسی کی طرح
سنگ رہ سے تری نکلی شرر طور سدا

ایک شب آکے کوئی دلسوز نہ رویا آپس پر
شمع بھی گور ہماری سے چلی دور سدا

دوستو سنتے ہو سودا کا خدا حافظ ہے | عشق کے ہات سے رہتا ہے یہ رنجور سدا

ولہ

سودا غزل چمن میں تو ایسی ہی کہیے لا | گل سن کے پہارین جیب کو دین بلبلیں چلا

حکاک کا پسر بہی مسیحا سے کم نہیں | فیروزہ بہی ہووے مردہ تو دیتا ہے وہ جلا

نہیں چھوڑتا ہے اشک میرا دامن و کنار | یہ طفل بدسرشت نہ گہوارہ سے ہلا

شاکی نہیں جدا سے بہی گر یہ شکل زشت | ممکن نہیں کمہار کا ماٹی کرے گلا

غم سے خزان کے جون جگر چہٹ اب اے نسیم | غنچے گلون کے کچہہ نہیں کہاتے انہیں کہلا

دیکھے ہے اسقدر تو مجہے دیکہہ کر رقیب | جیوں ہے کی بہانت جاسے ہے نظرون سے وہ بلا

اسلوب شعر کہنے کا میری نہیں ہے یہ | مضمون آبرو کا ہے سودا یہ سلسلا

ولہ

اعمال سے میں اپنے بہت بےخبر چلا | آیا تہا آہ کسلئے اور کیا میں کر چلا

ہے فکر وصل صبح تو اندوہ ہجر شام | اس روز و شب کے دہندے میں اب میں تو مر چلا

مجلس سے مجھکو اٹھتی جلیس کے سامنی | غیرت کبہو نہ دی یہ کہ پوچھے کدہر چلا

روکا ہزار اسے ملنے سے غیر کے | لیکن ہنر پہ اسکے نہ میرا ہنر چلا

سودا کہے تہا یار سے کچھو نہیں غرض | اودہر کہلی جو زلف تو ادہر ہزار فتنہ بکہر چلا

ولہ

میں دشمن جان ڈہونڈ کے اپنا جو نکالا | سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالے

جب مست چمن سے ہو چلا گہر کو وہ لالا | غنچے نے صراحی لی اٹہا گل نے پیالا

کہتا ہے گرمی سے یہ تیرا گوشہ ابرو | دیکہے جو کوئی خون گرفتہ تو لگا لا

مانگا جو میں دل کو تو کہا بس رہی اے بلبل
جیتی ہی تو جا ہی مری کوچی سی اوٹھا لا

ای غنچہ سبب کیا ہی کہ آتی ہی چمن میں
گل پہاڑی ہی دامن تو نہی مجھکو سنبھالا

اتنا ہی تو یوسف سی شنا ہی کہ عدم سے
پر دیکھ میں چھپا اسکی نتیں تجکو نکالا

اوس آنکھ لڑانی سی یہ دل کیونکہ برا آوے
نی تیغ ہی اس پاس نہ خنجر ہی نہ بھالا

فتنی ہی اوٹھاتی ہو گئی پشت فلک خم
ہرگز نہ گری تو نے کو ظالم نے سنبھالا

سودا ابھی کہتا ہون نہ خوبون سی مل اتنا
تو اپنا عجب جز دل بیچنی والا

ولہ

والہ کو تری چشم کی آزار ہی رہا
عیسیٰ ہی وقت تھا سو وہ بیمار ہی رہا

چھوٹا جو زلف سی تو پھنسا دام خط کی بیچ
یہ مرغ دل ہمیشہ گرفتار ہی رہا

جاتی رہی تری چمن حسن سی بہار
بلبل کی گل نظر میں وہی خار ہی رہا

جب سی ہوی ہی قایل شمشیر وہ کمر
چھاتی پہ میری مرہم زنگار بس رہا

دیکھا ہی تجکو در پہ تری جنی ایک بار
پھر جب تلک جیا پس دیوار ہی رہا

ایکروز ایک یار نی اوس شوخ سی کہا
سودا کی دیکھتی سی تجھی عار ہی رہا

بولا کہ حق بطرف ہی اس امر میں کہ یار
جب سی ہوا وہ خلق پہ اظہار ہی رہا

اتنا تو وہ برا ہی کہ چہری کا اسکی رنگ
پھر عمر اوسکی شکل سی بیزار ہی رہا

ولہ

چھٹا صنوبر رخ پہ ہی زلف سیاہ کا
روشن بغیر شام نہ چہرہ ہو ماہ کا

جلکر تو ای پتنگ گرا ہے سے شمع پر
ہون داغ عذر دیکھکے تیری گناہ کا

پھولن سا یہ اس چمن میں پیرا ہن تمام عمر
شرمندہ پا تہین برگ گیاہ کا

یارب ز رنگ چشم بتان کیون ہو یہ دل — غارت کرتا ہی ملک کو فرقہ سپاہ کا

ہی آہ شعلہ بار ترا کیا کہون اثر — رتبہ رکھتا ہی کوہ تری آگے کاہ کا

حاضر ہی تیری سامنے سودا اگر اسکو قتل — مجرم یہ سطرح سی ہی یہ یک نگاہ کا

ولہ

یہان اس شرم سی عیسیٰ نی گذارا نکیا — چشم خوبانکی جو بیمار کا چارہ نکیا

کس گلی دیکھہ کی مین اوسکو پکارا نکیا — مرگی تلک دیکھنی کا ننگ گوارا نکیا

کسی کا دین کیا حق سی نی کسیکی دنیا — سب کا سب کچھہ کیا پر تجھکو ہمارا نکیا

خلق پیدا ہی جہان کا کہ گیا جو اسنے — قصد پہر آنے کا اس گہر مین دوبارا نکیا

لیتی دیکھا نہ تجھی یون کہ گلی مین تری — ہاتھہ اپنی وہ سر و سینہ پہ مارا نکیا

آتش عشق پہ جون ہی دل تپایا — قایم النار رہو اسنی بہی پارا نکیا

کیا گلا ہمکو ہی اس کا کہ نہ چاہا اسنے — ملک دل یار کا کچھہ ہمنی اجارہ نکیا

مجہ گدا نی بہی کسو شاہ سی ڈالا نہ سوال — گو مجہی بخت سی اسکندر و دارا نکیا

دیر یا مٹی تہا متاع دو جہان ایکدا — سودائی نی مرے اسکو اشارا نکیا

ولہ

جب بزم مین بتانکی وہ رشک مہ گیا تہا — آپس مین پر یری رو منہہ دیکھہ رہ گیا تہا

لیا کیا بلا سے غیرت رکہا مین باز دل کو — ورنہ تہہ تیغ تیری مین سر گیا تہا

سودا ابہرا ج تیری انکھہ مین پہر آتیان مین — عالم کی ڈوبتی مین کل کچہہ ہی رہ گیا تہا

ٹکری کیا ہوے جگر کے اسد راہ بہی کو — خوناب دل سے ورنہ آفاق بہر گیا تہا

ولہ

پایا دو ہم اس باغ میں جو کام نہ آیا
کچھ اپنے سے جز ثمر خام نہ آیا

اے زمزمہ پرداز چمن نالہ ہمارا
وہ مرغ نہ سمجھے جو تہ دام نہ آیا

گو شکل کمان خانہ گردوں ہے منقش
پر اس میں نظر گوشۂ آرام نہ آیا

بستاں تو پر از میوہ اقسام ہے لیکن
سایہ میں کسو نخل کے آرام نہ آیا

ہے رنگ تماشا ہے جہان صورت شمشیر
جو صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا

ہر عید مہ نو نے کیا قصد کہ دیکھے
لیکن وہ کبھو تا لب بام نہ آیا

ہے طرفہ تمنا کہ رہوں لب بلب اوس کی
جس سے کہ کبھو بوسہ بہ پیغام نہ آیا

آفات ہے اے چرخ اوٹھا جانی ہے تو لی
ظالم کسی گرنے کو تجھے تھام نہ آیا

یوں موتہ نہ دھوا صبح کہ آگے مری سودا
جوں نالہ پر از خون جگر جام نہ آیا

ولہ

نالہ سینے سے کرے عزم سفر آخر شب
راہ رو چلنے پہ باندھے ہے کمر آخر شب

سانس ٹھنڈی سے کسی پاؤں کی ورنہ نسیم
کر سکے ہے تری کوچے سے گذر آخر شب

مژدہ وصل ترا یا رب مجھے یوں پہنچا
جوں مہ عید کی صایم کو خبر آخر شب

دوست ہر چند ہمارا ہے موذن لیکن
دشمن خواب ہے جوں مرغ سحر آخر شب

اس قدر شیفتہ ہے شکل کا اپنی کہ سدا
آئینہ ہاتھ میں مشرق کو نظر آخر شب

روکوں نالہ کو نہ لب پر تو کروں کیا اے دل
شام تاثیر ہے فی الحسنین اثر آخر شب

انتہا عیش جہاں کی جو تو دیکھا چاہے
بزم مستاں پہ کچھ غور سے کر آخر شب

صورت ماہ شب بست و پنجم سودا
کچھ دبلا جلوے سے آیا وہ نظر آخر شب

ولہ

کہولی گرہ جو غنچی کی تو بو تو گیا نکل
یہ دل کہلے جو مجھسی تو ہو اٹھا عجب

گل داد غنچہ لب کو جو پہنچا تو کیا ہوا
فرہاد کو مری ہی پہنچا ترا عجب

اسلام چھوڑ ہمنی کیا کفر اختیار
تو بہی نہ ہوا بت نہ رام ہوا ای جدا عجب

بیگانہ وار آگے پہ چہپا کیجے ہمین
تم بہی تو کوئی ہو مری جان آشنا عجب

کی سیر ملک ملک کے سودا نی بہی ولے
ای شیخ میکدہ کی ہی آب و ہوا عجب

ولہ

گرچہ ہون زیر فلک نالہ شگر نصیب
پر اسی کیا کرون یارو نہین تاثیر نصیب

جب تلک اسکو تیری زلف گرہ گیر سے کام
کسقدر یہ دل دیوانہ ہی زنجیر نصیب

توڑی دلکو نہ بتاتے مین کسیکو دیکہا
ظاہرا دہر مین یہ گہر نہین تعمیر نصیب

ذرہ گو عذر کری تو بہی معاف ہو نہین
بلکہ مجہسا کوئی دیکہا ہی تقصیر نصیب

کوئی تو کشتہ ابرو ہی کوئی مژگان کا
تیغ قسمت مین کسیکے ہی کوئی تیر نصیب

کیمیا خاک در شاہ نجف ہی سودا
حق تعالی کرے اسطرح کی اکسیر نصیب

ولہ

یا مین کسی واقف اسرار محبت
پوچہین نہ خدائی کو پرستار محبت

کیون مجکو نہ مارا غم دوری نے تری آہ
کس موتہ سی کرون گا مین پہر اظہار محبت

کرتی ہین اسیران قفس دام مین فریاد
لیسکتی نہین سانس گرفتار محبت

کیون کر نہ کراہے وہ دل ای ناصح بیدرد
جس دل مین کہٹکتا ہی پڑا خار محبت

ہر جرم کو ہی عفو تری عہد مین ظالم
گردن زدنی ہی سو گنہگار محبت

باتون سے کچہہ اپنی نہین تیر انگا منظور
شکوہ ہی مزا دیتی ہی گفتار محبت

نالہ ہی کا چمن میں جو کرے وے سازِ زیست
کب نکل سکتی ہی بلبل سی پھر اوازِ زیست

سرو گلشن کو قدِ یار سی کیا نسبت ہی
قامت اوسکی میں قیامت کا ہی اندازِ زیست

اوروں کا ناز بھی دیکھا ہی تو بدخوی ہی
ناز تیرا جو کری تو توبہ زہ نازِ زیست

ولہ

سودا گرفتہ دل کو نہ لاو سخن کی بیچ
جون غنچہ سو زبان ہی اوسکی دہن کی بیچ

پانی ہو بہ گئی مری اعضا تو چشم سی
باقی ہی جو حباب نفس پیرہن کی بیچ

گل رخصتِ بہار ہی شبنم صفت میں روز
رویا ہر ایک گل سی گلی لگ چمن کی بیچ

آتش کدہ میں دیکھ شعلی میں بیقرار
آرام دل جلوں کو نہیں ہی وطن کی بیچ

ولہ

سیر چمن عمر جو کی ہمنی تو کیا ہیچ
رنگین ہی جوانی کا گل اس میں سو بقا ہیچ

شیشہ کو بھی توڑو تو نکلتی ہی ایک آواز
عاشق کا یہ دل ہی کہ جو ٹوٹی تو صدا ہیچ

اسبابِ جہان دل کی کیا جب نظر آیا
پوچھا جو میں کیا دیکھی ہی دیوانہ کہا ہیچ

تا صبح تو نہیں چاہتی دردِ سی آگاہ
بی عشق بتاں جینی کی لذت بخدا ہیچ

ساقی نہ بندی کا کبھو نقش اوسکی مرکا
فرسودہ نکر خامہ کو اب فایدہ کیا ہیچ

کیا قافلۂ عمر سی کر وہی کہ جس میں
چاہی جو سنی سامعہ آوازِ درا ہیچ

تہا ہاں سی سوال اپنی رعونت شکنی ہی
کونین ملک ورنہ ہی پیشِ فقرا ہیچ

ہم شیخ کی سنتی تھی مریدوں سی زر گئی
دیکھا جو اونہیں جاکی تو تھا سو آ شیخ

سودا سی کہا میں کہ تری شہرہ کو سنکر
جو دیکھا تجھی آکی تو اتنی ہی سنا ہیچ

بولا کہ تجھی یاد ہی وہ مصرعِ بیدل
عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

ولہ

شمع میں ہر چند ہی سر سی گذر جانیکی طرح
کب لگی دلمیں ہماری لیک پروانیکی طرح

پاتی ہستم ناگہ یا وعدہ یاد آ ...
گھر ہی ای تھا نہ خراب اس دل کی ...

بلبلون کو دو ن ہوت دیوان فغانی میں تب — ورنہ گلشن میں ہی میری کوئی تجہی طرح
تجہ بن انکہون سی مری ہر دم ہوئی صحرا نشین — سیل سی مچ اشک کی گہر ہی دیرانکی طرح
کاٹ کر پٹکی ہی ناگون جب اتر کرتا ہی زہر — سیکہی لی زلفون سی تیری اوتنی بل کہانکی طرح
گر لیا اپنا تیا ان لی دلکو میری دی شکست — توڑ کر کعبہ بناتی ہین یہ بتخانیکی طرح
جای گل تو رتن گلچین باغ مین اب چوب گل — کچہ نظر اتی ہی ای سودا بہارانکی طرح

ولہ

طفل و گنجشک کا دیکہا ہی کبہو ربط بہم — دل سی میری ہی اوس شوخ کی ہی پیار کیطرح
مجہ فروتن کی ہی جون نقش نگین بات سند — گو بظاہر نہو سید ہی مری گفتار کیطرح
دیکہتا ہون مین تری بزم مین ہر ایک کا منہہ — طالب رحم کی نظرون سی گنہکار کیطرح

ولہ

تجہہ بن بہت ہی کٹتی ہی اوقات بیطرح — جو تون کی ون تو گذری ہی یہ رات بیطرح
بلبل کر اس چمن مین سمجہہ کر تک آشیان — صیاد لگ رہا ہی تری گہات بیطرح
پوچہا پیامبر سی جو مین یار کا جواب — کہی خموش کہی ہی بات بیطرح
سودا نہ مل کرانی تو اب زندگی یہ رحم — ہی اوس جوانکی طرز ملاقات بیطرح

ولہ

یہ ہات ہو سکی زلف اوسکی سی کہان گستاخ — نسیم شانہ نگر ہو تو ہو وہان گستاخ
چمن کی سیر مین اوسکو اگر سنی دم صبح — چلی نجای صبا سوی بوستان گستاخ
سمجہہ کی کوچہ میخانہ سی گذر زاہد — کہ رند ہوتی ہین اکثر یہان گستاخ
کچہ اوسکی بے ادبی کا گلا نہین مجکو — نظارہ بازون سی ہوتی ہین مہوشان گستاخ
نہ جائیو کبہو ای شیخ بزم خوبان مین — کہ تو وقار طلب اونکی ہی زبان گستاخ
نہین مراحل طبع زاد ای سودا — کسی بزرگ کی خدمت مین ورجہان گستاخ

ولہ

لی ای درپہ تری جو ستم کشان فریاد — ہوئی کسیکی نہ انکی سبیلی رایگان فریاد

یہ جو رنگینی معنی ہی مری دیوان کی ‌‌ | ہر ورق کا ہی گلستان کی برابر کاغذ

ولہ

خوبرو پہرتی ہی یون اس دل پر غم سی دور | چون پہرین اہل طرب خانہ ماتم سی دور

گذری جس غم سی ہمین زندگی دو روزہ | رکہی اوس غم سی خدا ماہ محرم سی دور

کب تری داد کو پہنچی ہی فلک ای بلبل | زخم گل جو رکہی بخیہ بریشم سی دور

پنبہ و داغ کی ہین سینہ کی مری جو ہی سوز | یارب اوس سوز کو رکہیو تو جہنم سی دور

چمن دہر مین توام سدا شادی و غم | خندہ گل نہ ہی گریہ شبنم سی دور

آہوی دشت جنون ہون تو نپٹ بیآرام | بلکہ رتبہ مری وحشت کا سمجہہ رم سی جو دور

عقل نی اکدن ہمسی یہ کہا سودا ای | پاس یا ہمسی رہا کیجئی یا ہمسی دور

لیکن اتنا ہی کہ وہ کام نکیجو پیارے | جسکا ثمرہ رکہی ہمکو دل عالم سی دور

ولہ

شور سنکر ہمنواؤن کا ابلتا ہی یہ دل | رخصت یک نالہ ای صیاد چلی ہی بہار

اب خدا حافظ ہی سودا کا مجہی آتا ہی رحم | ایک تو تنہا ہی دوانہ تسپر آتی ہی بہار

ولہ

یہ نہیں ہمکہ نہ سب رہی گہر سے باہر | سو جتن کیجی تو کب نکلی وہ در سی باہر

طاقت ایک آن تحمل کی نہین اور دست | صبر فرما ہی مقدور بشر سی باہر

راز دیر و حرم افشا نکرین ہم ہرگز | ورنہ وہان کیا ہی جو ہو اپنی نظر سی باہر

اثر ان نالون نی سمجہین نکیا سنگی جنہین | سنگ سی نکلی شرر شعلہ شرر سی باہر

ادی ہی گہر سی وہ ترا یہ سلاح کہ جون | نکلی ہی مہر گریبان سحر سی باہر

ہون وہ آوارہ کہ طفلی ہی میں جون نکہت مجہی | کر دیا مادر ایام نی گہر سی باہر

ولہ

کام آیا نہ کچھ تن زار آخر کار | سمجہی اکسیر نہین نکلا یہ غبار آخر کار

داغ مت کہا تو عشق سی ہما غم کتنی نعش | کیون دلا کی ہی نہ اس گل نی بہار آخر کار

زخم شمشیر ستمگر نے کیا آپ تمام
یاروہم ڈہونڈتے ہو مرہم زنگار ہنوز

تیرے دوری نے عجب حال ہے اب سودا کا
ہین تو دیکہا نہین ایسا کوئی بیمار ہنوز

حق تعالی اوسے چھپا ہی رکھے دنیا مین
اس قباحت سے نہین ہے تو خبردار ہنوز

قیس و فرہاد کے ماتم سے تو جگ مین ایک
دشت ہے خاک بسر رونے مین کہسار ہنوز

ولہ

کسکی ہین زیر زمین دیدہ نمناک ہنوز
جابجا سوت ہین پانی کے تہ خاک ہنوز

باغ مین جب سے گیا تہا تو خار آلودہ
گل ہین خمیازہ انگڑائی مین ہے تاک ہنوز

کیونکہ سودا مین کرون صحبت با گوش اسکا
کی نہین آب گہر سے یہ زبان پاک ہنوز

ولہ

ساقی گئے بہار رہی دل مین یہ ہوس
تو منتون سے جام دے اور مین کہون کہ بس

کچہہ اس چمن مین آکے نہ دیکہا مین جون حباب
اب روان کو سیر کیا سو بہی یک نفس

ولہ

دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش
تسبیح فراموش وہ زنار فراموش

یا نالہ ہی کر منع تو یا گریہ کو ناصح
دو چیز نہ عاشق سے ہون یکبار فراموش

بہولا پہرون ہون آنکہہ ایک عمر سے لیکن
تجکو نکیا دل سے یکبار فراموش

ولہ

سینہ مین ہوا نالہ پہلو مین دل آتش
دہڑکی ہے یہ آج کہ ہو مشتعل آتش

اشک آتش و خون آتش لخت دل آتش
آتش یہ پرستی سے پڑی متصل آتش

ایک لحظہ طرف ہو کے مری دیدہ دل سے
تا دم تو سمندر رہے ہو سدا منفعل آتش

یاقوت نہین وہ ہے تری لعل سے اے شوخ
جا ڈوب موئی آب مین ہو کر خجل آتش

داغ آج سے رکہتا اون شکرلبون کا
مدت سے ہوئی ہے چہاتی یہ سل آتش

دل عشق کی شعلہ سے جو پتہر کا تو رہا کیا
ای جان نکلجا کہ لگی متصل آتش

ایک قطرہ بھی نہ اوڑے سودا کو جگہ سے
بارود کی آبادی کو دے بس ایک تل آتش

دوری ہی تری ای دل آزار کو آتش
ہی باد چمن مرغ گرفتار کو آتش

بے گرم تکاپو ہین تری راہ طلب مین
یہان نالہ پا بستے ہی سر خار کو آتش

اندام مین بیمار کے کچھ اوسکے تب ہجر نہین ہے
دی ہی عشق نے ظالم تری بیمار کو آتش

ابر اوسکو بجھاتا ہی وہ بجھتی نہین سودا
دی نالہ خونبار نی یہ کہسار کو آتش

وله

آشیان کو مت اجاڑ کی فریاد خروش
باغبان ظالم اب ہی سو یا ہی ای بلبل خموش

یہ کیا ہی کیا حباب نمط ای حریر پوش
بیان جسکو دیکھی سو ہوا ہی کفن بدوش

وله

انسان ہنوز ذلیل زمانہ کے ہاتھ سے ہے
ذلت کو کیا کسکو نہ دیوے ہوای حرص

نادان تلاش طرہ زر سے تو باز آ
جون شمع یہ نہو کہ ترا سر کٹاے حرص

وله

چھوڑا ہی کفر و دین ہی فقط یار کی غرض
تسبیح سی نہ کام نہ زنار سے غرض

سینے مین دل جو ہی سو تری یار کی سے
جز دید کیا ہی دیدہ خونبار سے غرض

طوبی کی چھانو تجکو مبارک ہو زاہدا
ہی دل کو اپنے سایہ دیوار سے غرض

بیمار ہی کہین یہ مقدر نہ دام مین بچاے
غافل ہنوز تو مرغ گرفتار سے غرض

تم کان دہر سنو سنو اسکو حرف کو
سودا کو ہنگی اپنے سے گفتار سے غرض

وله

جانا نفع فرومایہ سے ہی واللہ غلط
درکو سمجھی جو کوئی ہی تہہ چاہ غلط

عشق کو تیری چھپایا تو پر لیکن بیکس
مخفی آتش کا ہی رہنا تہہ کاہ غلط

دونو نیچی ہمنی اثر دل مین بنایا
نالہ شب ہی غلط آہ سحرگاہ غلط

اب تو ہی آمد و شد آنکی ہر اک جگہہ
راہ ایدہر ہی جو کہیے گہ و بیگاہ غلط

بزم آراستہ کی جسکی لئے ای سودا
آج آنیکی ادہر اوسکی ہی افواہ غلط

چودہوین رات ہے اور رہے حال عالم کا جور
درد کا گہر سے نکلنا شب ماہ غلط

تو جو ہو پاس تو ہی صبح طرب شام نشاط
دیکھنا تجکو ہی ای جان و دل آرام نشاط

وان تہون کا ہی اسیر کی نہ رسی آگاہ
ہی قفس بیچ اونہین عیش نہ دام نشاط

شیشہ ہی زیر بغل اپنے دل سودا
می ہے بے ہمکو نہین بے ساقی گلفام نشاط

ولہ

ثبوت حق کی کریہی سنبہو یہ ہی لیکن
تری تو نفی کرم پہ ہی گفتگو واعظ

رہون ہون مین نہ کرین رند تیری ہاری کا
تبرکات مین داخل ہی ایک مو واعظ

ولہ

گر آپ نہ مجہ غریب کے بالین پہ آئے شمع
دل بیکسی کا مجہ پہ جلی ہی بجای شمع

پروانے کی مین ہون اثر عشق سے خجل
کیون منفعل تجہی نہین کرتے وفای شمع

آتا ہی جس پہ کہ قدم تیرے چہوڑ کر
گر ریے چون پتنگ بہم ہو سکے پاے شمع

ولہ

لطف اوس چہرہ کی آگی کوئے یہان رکہتی ہی شمع
خوبی نظرون مین جہان رکہتی ہی وان رکہتی ہی شمع

پس اوٹہا آگی سی اپنی لگا اوسکو تو خفیف
چشم پروانے مین ایک عزت و شان رکہتی ہی شمع

کہٹتی ہی عمر تاسف ہی مین اس بزم کی بیچ
لو ہی انگشت کہ جسکو دہان رکہتی ہی شمع

سوز تا سوز تفاوت ہی نہین گر سودا
داغ جو دل پہ ہی اپنے سو کہان رکہتی ہی شمع

ولہ

سرد مہری سی بتان کی مت گیا ہی سوز داغ
کردیا ان ظالمون نی ملک دل کا بیچراغ

وای اس بیشہ پہ اپنی بلبل کہ جسکی ہو یہ قدر
خوار ہین کوچہ بکوچہ تو ہی رسوا باغ باغ

بلبل خوش نغمہ ہون لیک اس گلستان بیچ یہان
نالہ مرغ چمن سی کم نہین فریاد زاغ

خوش کبہی اس بزم مین دو دل ازیکہی ایک جا
دمبدم مینا ہی روتا ہی تو ہنستا ہی ایاغ

حیف اس گلشن مین عاشق طرف ہین نا قبول
گل سدا بلبل سی ناخوش مجہسی ہت تو بدماغ

دل اگر کہویا ہی سودا چہوڑ مت دنبال اشک
شاید اس دریا کا طفلان سی تو پاوی سراغ

ولہ

ای لالہ کو فلک نے دئی تجکو چار داغ
چہاتی میری سراہ کہ ایک دل ہزار داغ

ڈرتا ہون چون سپند کہین اپ چٹک نجای
سینی ہی سوز عشق ترا تہہ کب اوٹہای
خورشید حشر ڈہونڈہی تو پاوی نہ مونہہ پہ رنگ
دل سوز عاشقان کوئی سو دا انہین ہین
دیکہون ہون یون مین اوس ستم ایجاد کی طرف
ہی شہرت نغمہ کی تری طبیع روزگار
غیر دکی بات پر نہ کہون کان مت دہرو
مطربی کی تیری واسطی مند چوب شانہ دار
جور وستم تعدی و اندوہ درد غم
سامان نالہ سب ہین مہیا برای اثر
ثابت ہووی خون مرا روز باز پرس
خون کر رہا ہی جوشش رگ حیات مین تری
ناصح نہ اون سی بک جو ہین اگاہ راز عشق
جہمکا ہی اون مین حق کی تجلی کہ جو کوئی
شمع اوس عارض کا سب کہتی ہین پہنچی طور تک
بس چلی دیکہی ہرگز نہ تجہکو ندون
کونسی عارف کو یہان دعوی انا الحق نہین
دیکہا کرون میں دور سی ای یار کب تلک
تنہا مین سہرا ئی یہ فکر وصال حین
دور دور کی بہار نہ اتنا نہ کر عمر د

ہی سوز دل دہی سی نپٹ بیقرار داغ
یا بہوٹ کر جگر کی نہو جای بار داغ
ہو جای دل مریکا گر اوس سی دوچار داغ
پروانہ جل مری تو وہ ہو شمع وار داغ

وله

چون صید وقت ذبح کی صیاد کی طرف
ادی نہ تا تن جور کی ایجاد کی طرف
لیکن کبہو تو میری ہی فریاد کی طرف
قمری گئی ہی کاٹنی شمشاد کی طرف
مایل ہوئی ہین اس دل ناشاد کیطرف
مین دیکہتا ہون تیری ہی امداد کی طرف
بولین گی اہل حشر سو جلاد کی طرف
سودا نہ دیکہ نشتر فصاد کی طرف

وله

وہ کر چکی ہین دین ودل وجان نثار عشق
چون شمع ہو رہی ہین سراپا گداز عشق

وله

ہمسی جو پوچہی کوئی ہی حرف شمع طور تک
آئینہ گہر مین تری رہتی ندون مقدور تک

وله

یہ ترانہ ختم لیکن ہو چکا منصور تک

وله

ٹریا کری یہ میرا دل زار کب تلک
ہون گرد شمن سدا یہ شب تار کب تلک
بیمار ہی یہ باغ حسن کا گلدار کب تلک

رشتہ نہو صنم کی جو الفت کا ہاتھ مین
اب کیجی مرے مرض عشق سے دوا

رخ سی دیکھو ن مین اوس کی زلف سیہ فام تلک
آپ سا مجکو تو زاہد نہ سمجھ کور سواد

لکھی تو کچ رہی آنکھون سی مرا دل لیکن
ہر تمین جسکی تری عہد مین دل جان ہے

یقین ہی یہ کہ دراز اوسکی عمر خضر نہو
رہی نہ دین کی حرمت نہ عزت دنیا

کیجیو تکیہ تو اس جسم و جان پہ سودا
ہی اس فصل ہم ای بلبل و گل تا توان بیان تک

کوئی بیمار داروں سی یہ کہو جا کی جانان تک
عبث ای نامہ برون مین لکھ لکھ شرح دل ای کبوتر

تری غم کا دل پر خون سی استقبال کرنیکو
روا کرتا ہی کیا دلکو گنوا کر حال پر سودا

کرتی ہی مری دلمین تری جلوہ گری رنگ
کس رنگ مین دیکھا نہ تری رنگ کا جلوہ

ہی خاک بسر آج خدا جانتی چمن کا
کس گلبدن پہ جلوہ ہی کہ اب کنج قفس مین

ہو تنگ دی ہی عشق کی تپ نی ہماری تن مین آگ
رنگ گل کچہ بیطرح دیکھی ہی ای ابر بہار

گر دو تن پر ہمین رکھی زنار کب تلک
رہیگا دل سے کہ دری آزار کب تلک

ولہ

شام سی صبح تلک صبح سی لی شام تلک
خط خوبان سی پڑہا ہو تمین خط جام تلک

ولہ

غضب ہی یہ کہ ہمین صیاد و دستکار ہیں ایک
ادا یہ ایک خدا تا زیر تتار سے ہے ایک
ہی ایک ایک ہی شب ہجر زلف یار ہی ایک
خراب ایک ہی ای عشق تجھی خوار ہی ایک
ہوا تو ایک ہی ان دو مین اور غبار ہی ایک

ولہ

نہ نالہ لب تلک پہونچا نہ جا کر جیب دامان تک
مرض عشق کا تیری نہ پہونچا کام درمان تک
دلونکی اوڑ گئی پرزی نہ پہونچی کچھ خبر ہان تک
وہ قطرہ نارسا طالع ہی جو پہونچا نہ مژگان تک
کہین خط آگیا اوسکی تو ظالم حرف جانان تک

ولہ

اس شیشہ مین ہر آن دیکھاتی ہی پری رنگ
سب رنگ مین ہی تو پہ ترا سب سی بری رنگ
دیکھہ آنکہ کیا جا کی نسیم سحری رنگ
دیکھلاتی ہی میری مجہہ بی بال و پری رنگ

ولہ

دیکھی ہی جون شعلہ فانوس پیراہن مین آگ
آشیان سیر اغیر گ لگتی ہی ای گلشن آگ

لالہ خود رو نہیں ہی خون فرہاد کی
رنگ یاقوت کا دلی ہی جو انکا رونکی طرح
گو بہار آئی کسی سودا بھلا لگتا ہی باغ
دل مسخر کر نہیں سکتی بہ تیغ و تیر جنگ
یہ اگر مہر و محبت سی جو ہات آوی تو آ
تیلیں ابرو نے مارا لشکر صبر و قرار
یہ نہیں ممکن کہ وہ وحشی کسی کا ہووی رام
سحر عشق نہ گوش دل بیتاب میں ڈال
کوئی میخانہ سی رکھہ دلکو کنارے سودا
گلدست اگر زمانہ جہان کی ثنا سے گل
کہتی تہی اس لئی کہ نہو آشنا سے گل
دیکہی اگر صفائی بدن کو تری صبا
ہی شرط در دیون کہ بحر خصم عندلیب
ہستی و نیستی میں جو بہتر نہو ذرا
سودا کبہی بہار میں وضع زمانہ دیکہہ
ہوئی نہ ملک عشق سی کم رسم داغ دل
مانند غنچہ تا کہ پریشان نہووے تو
اس چمن کی سیر میں آیا ہوں میں ملکی مل
یہ نہو دریا کہ جس سے گذری پل باندہ کر
عشق کا کسکی گیا ہے آج آنکھوں سے نیرم

جوش میں اسنگلاوی تو کہی دامن میں بس
حسرت لب سے تری از بس لگی معدن میں آگ
یون چمن میں گل نظر پڑتے ہیں جیون چقماق آگ
ملک تو کچہہ یہ نہیں جسکو کری تسخیر جنگ
اسکی ہاتہہ آتی ہی اپنی یہ نہیں تیر و تفنگ
ہووی ہی تحصیل کب ہو لگی ہی نا تسخیر جنگ
کرتی ہیں اسیر محبت باہم جوان و پیر شیخ
ولہ مت یہ آتشکدہ اس قطرہ سیماب میں ڈال
شیشہ ٹوٹا ہی نہ جا کر رہ احباب میں ڈال
ولہ سر کو ہماری خاک تدبوی یہ چاہیے گل
ای عندلیب دیکہی نہ آخر وفا سے گل
کہولی کبہو نہ شرم سے بند قبا سے گل
کوئی کسی مزار پہ ہرگز نہ لا سکے گل
ہنستا ہوا جہان سے ہرگز نجا سکے گل
ای وای واسے بلبل دزدیدہ ہی گل
روشن رہی ہمیشہ آپہی چراغ دل
کب اس چمن کی سیر میں یا دیسی داغ دل
ولہ کیا بنا سے صانع قدرت نے رنگین گلے گل
موج چشم عاشقان دی تو زمین میکدہ
کہینچ کر تیغ رہی ہیں نو دو کس قاتل کی گل

شہید ہین تجہہ تیغ کے جسکو ہوا ہی شغل عشق
مشکل کسیسے سودا کی ہو تم بن یا علی
قاتل کی دل سی آہ نہ نکلے ہوس تمام
صیاد سے ہون اے اثر نالہ منفعل
اشک آنکھون سے تھنبی تو رہی نالہ سے دل
آتش کو رنگ گل کے صبا تونے پہونک ہونگ
سودا ہوئی ہی شانے کو زلفون مین اوسکی راہ
نہ غرض کفر سی رکھتے ہین نہ اسلام سی کام
دل نالان کو مری کب کہے ہی آرام سی کام
ہون اسیر اوس کا جیسی بعد گرفتاری صید
جو مین آغاز ترے کام کا دیکہا سودا
اب اسطرف تری دل گرمی شعلہ جو معلوم
بہری ہی دلمین تری اسقدر محبت غیر
نہ زور نہ زر نہ طالع نہ تری دلمین رحم
سنتی ہی کون کرون کسکی آگی جا فریاد
عبث ہی مہر کی نت اٹھہ تلاش ذرہ کو
طبیب اوٹھہ میری بالین سے دی اجل کو جگہ
خطا ہی زلف کو تیری کہون جو مشک ختن
سخن تو باہر ہی سودا اثر نہین کہتے
کیا جانی آئی میری دل تاکانتا جو ہوم

صبح رہی ہی شرق سے لی غرب تک سبا شغل علی
کہول دو مشکل کشا عقدی مری مشکل کی کل

وله

وزہ بہی ہم تڑپھتی نپائے کہ بس تمام
آتش دی ان سنے دام کو توڑی قفس تمام
جب قافلہ تہکے تو ہوا بانگ جرس تمام
جلوا ہی آشیانکی مرے خار و خس تمام
اس دست نارسا کو ہی کیا دسترس تمام

وله

مدعا مجکو تو ساقی سی اور جام سے کام
کوئی ہیجین رہو اپنی اسی کام سی کام
نہ گرفتاری سی مطلب رہی نہ دام سی کام
وای وہ دل کہ تجہی اوسکی ہو انجام سے کام

وله

تپاک غیر سی جو ہو گئی ہمسی وہ معلوم
کہ جا نہین مرے کینہ کو مہر تو معلوم
جو چاہی تجہسی یہ دل کامیاب ہو معلوم
جو رو تجہی ہی جہان مین سو مجکو رد معلوم
ہی وصل دور ترا میری جستجو معلوم
سودا مری وہ لب شیرین ہی سو معلوم
سیاہ فام تو ہی دہیرا ایسی بو معلوم
دلی جو چاہیں ہے انداز گفتگو معلوم

وله

شور ہی جسکے لیے کعبہ مین بتخانہ مین ہوم

کیونکر نہ چاک چاک کرے گریبان دل کرون
ہی مرغ دل سمجھہ کی تو چشم طمع کو کہول
ہی مین کہینچ کہینچ کیا قدکو جو کمان
پایا ہر ایک بات مین اپنا مین یون تجہی
دست گرہ کشا کو نہ تزئین کرے فلک
سودا خدا کی واسطی کر قصہ مختصر

وله

یہ تو نہین کہتا ہون کہ سچ مچ کرو الطاف
چشم تری میری کیا رکہتی ہی مطلب آستین
لخت دل کسدن نہین گرتے من ہی اشکی مع
ہی تجہی ای ابر دریا بار انشا تو یقین
تجکو ہی سودا کچہ اپنی بیقراری سی ہی شرم

وله

سونی ہین تری گہر کیطرف رو نکرون مین
دل دون آہ تجہسی بیوفا بین جو زبون مع
دیکہون نہ ترا موتہہ اب گل کی مین ہوتی
نظارہ کرون نرگس شہلا کو شب و روز
سایہ ہوا پڑا سرو کا جس جا کہ چمن مین
اٹہتی ہوی لٹ دیکہون ہوین کے لب شمع
میزان خرد بین جو کرون حسن بتان وزن

وله

غیر کی پاس یہ اپنا ہی گمان ہی کہ نہین
پاس ناموس مجہی عشق کا ہی ای بلبل

دیکہون ہون تیری زلف کو مین دست شانہ مین
ورنہ سنا ہی دام جسی وہ ہی دانہ مین
تیر مرا دیر نہ بیٹہا یا نشانہ مین
معنی کو جس طرح سخن عاشقانہ مین
چہدی بیندہی نہ کبہی مین انگشت شانہ مین
اپنی تو نیند اوڑ گئی تیری فسانہ مین

وله

جہوٹی ہی تسلی ہو تو جیتا ہی رہون مین

وله

اکدم اون سے جدا ہوتی نہین اب آستین
تر نہین ہوتے لہو مین کو کسی شب آستین
تجہہ سی نکلین گی کئی جہارون کا مین جیب آستین
برق ہنستی ہی تجہی رکہہ موقعہ جیب آستین

وله

تا دوسی تری ملنی کو تکلیف نکرون مین
خوانش تری تو گو کہ ہو تمکو ملون مین
سنبل کی سوا زلف تری بو نکرون مین
پر دید تری نرگس جادو نکرون مین
وہان باد ترا قامت دلجو نکرون مین
کاکل نگہہ تری سمہ مو نکرون مین
تجہ حسن کو پاسنگ ترازو نکرو نعیم
جلوہ گر یار مرا ورنہ کہان ہی کہ نہین
ورنہ یہان کونسا آئندہ از فغان ہی کہ نہین

ابرو شمشیر تمہارے کے بہلا یہ گردن
جرم ہی اوسکی جفا کا کہ وفا کے تقصیر
طاق بر بیٹہ ہی کا کچہہ اسباب ہی نہین
سجدہ کرتے ہین نہ کیونکہ تری تیغ کی سے
بجی ایک تو دکہلاون کہ جو ہو سکا کہین
تیرا بہین صبح نہ آتی ہی مجکو نیند
ساقی ہی ایک تبسم گل فرصت بہار
پہرنی لگی تو جون کف دریا بہا بہا
جب دیکہی ہی مین چشم تو مت آئینہ کو دیکہہ
دل اے شعلہ بارکی ہر دم پہرتی ہی گرد
خونناب یون کبہو نہ مری چشم سی بہا
مونہہ سے تجہی لگادی کب جام کی طرح
صحبت مین تیری آکی جون شیشہ بہرا
اے دل تو مجہسی کہہ تو کہ مین کیا کرون
انگشت سری کی کیطرح شہر سنگ و خشت
اے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
گریان نہ شکل شیشہ و خندان طور جام
تو آپ سی زبان زد عالم ہی ورنہ مین
کوئی جو پوچہتا ہو یہ تسخیر ہی داد جو
تیغ نگاہ چشم کا تیری تنقین حریف

ولہ

ہوتی ہی بار کہ پیرا ہن جو نقش کہ بات ہی کہین
کوئی تو بولو میان تو نہ ہتین بیان تہا کہین
اوی اگر تو خواب مین سو خواب ہی بہین
ایسی نماز عشق کو محراب تہا نہین
ای بتہ کیا کرون نہین کیا اثر کہین
جسکو پکارتا ہون سو کہتا ہی مر کہین
ظالم بہری ہی جام تو جلدی سی بہر نہ دی
دامن اگر نچوڑی ای ابر تر نہین
دہڑکی ہی دل مرا کہ نہ پہنچی نظر کہین
پروانہ آتشکی ہی مری شمع پر کہین
آنکا نہ جنسک ان کی لخت جگر کہین
تماشا ہی واہ واہ سے پیسر تو گر کہین
غافل کرو نہ دولتی تن پہ ہر کہین
آوین کبہو جو حضرت سودا ادہر کہین
گہر مین تو خاک ہی نہین آتے نظر کہین

ولہ

مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
اس میکدہ کی صبح عشرت آفریدہ ہون
اک حرف آرزو سو لب نارسیدہ ہون
جون گل ہزار جا سی گریبان دریدہ ہون
عالم مین قطرہ مژہ خون چکیدہ ہون

کسی کو نہیں دعوی دل جا کی ای جسدا
کرتا ہی جا بجا گل کی تسلی چمن مین تو
غافل ہی کیون ترا مری فرصت سی گوش دل
مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد
خانہ دل کہ ہو خون ہونیکا آئین جس مین تا
وہ خط اوس روی کتابی مین ہم پہنچا ہی
ہجر او روصل سے کچھ کام نہین ہی ہمکو
حباب لب جو ہین ای باغبان ہم
نوشتہ کو میری مٹاتی ہین رو رو
خدا دشمنون کو نہ وہ کچھ دکہاوے
سنا جای ہی حرف حرف انسو وسی
ستم سی کیا نوسن ہمکو ہی خوگر
نگر تجھسی رنجیدہ خاطر ہے سودا
چہر کیا ہون جو کرتی قتل نگہبان مجھکو
سیر کرتا ہی خیال اسکی نگہہ کا جیدہر
گل و گلزار ترحم ہون کسیکی سر پر
ایک گل تک مرا تابع تہوا جیتی وقت
ایک عالم کو ترانہ نی دیا کیا کچھ سر
کسکی ملت مین گنون اپکو بتلا ای شیخ
مجھ مین تو رہا ہی بت ہی ربط سینہ تیش

دلدادہ زلف رخ دلبر بدیدہ ہون
خون جگر مین بہی دامن کشیدہ ہون
ای بخبر مین نالہ حلق بریدہ ہون
جو کچھ کہ ہون سو ہون عرض آفت رسیدہ ہون

ولہ

ہی وہ ایک بیت کہ سو معنی رنگین جس مین
سنگ زن شیشہ ستم کی ہین مضامین جس مین
بات وہ کیجی کہ ٹک دلکو ہو تسکین جس مین

ولہ

چمن کو ترے کوئی دم دیکھتے ہین
ملائک جو لوح و قلم دیکھتے ہین
جو کچھ دوست اپنی ستم دیکھتے ہین
جو نامہ سی کرتے دیکھنے ہین
کرم سی تیری ہم ستم دیکھتے ہین
اوسی تیری کوچہ مین کم دیکھتے ہین

ولہ

پھر گئی دیکھکے مونہ خنجر مژگان مجھکو
نظر آتی ہین ادہر گنج شہیدان مجھکو
جا جو تش اتی نہین خبر گور غریبان مجھکو
خار نی بہی نہ کہا کھینچ کے دامان مجھکو
ہر کبھو مین نہ کہا اوس سی کہ دوران مجھکو
تو کبھی گر کہے گبر مسلمان مجھکو
ہے جو شمشیر نے کیا اوس سے گریبان ہمکو

اور بھی ریختہ دنیا مین رہے ای سودا
کرے ٹک منفعل کوسی مرے بیدرد قاتل کو
کبھی تو اسیری مین اگر ضبط نفس کو
بجای لہو ہوکے دل قافلہ سالار
پہنچا ہی نم داغ جگر تا سر مژگان
کوہکن ہی کچھہ جگر کن کے گدا مکا وہ نمک
ہموت کا گر کچھی نہ پیاوے کسی سے پھر یہ دل
جنس دل کتنی ہی ناکارہ بازار تیان
کرے تو یہ ناصحا سودا مصلی گل ہوا
آلودہ قطرات عرق دیکھہ جبین کو
اتا ہی تو آ شوخ کہ مین رو کے ان ہون
دیتی ہی مجھا نہین چین مدی اپنی گمان سے
ہرگز جہان رو سے ہی اسکو نہو سے
چون دانہ سمجھہ مورد ابر کرم حق
اسرار خرابات سے واقف جو ہوا زاہد
یہ رسم نہین تازہ کچھہ ای شیخ جہان مین
خواہی رہ صد سالہ ہو تو خواہ نہین ہو
دم مارنا پہتا ہی اوسے عشق مین تیرے
نت دیر حرم کی تو سمجھہ نہین کچھہ فرق
اس دل کو دکھی لون دو جہان یہ کبھو نہو

جلنے دیوے جو کبھو کاوش دوران مجکو
ولہ
دکھہ دے جو خاک پر دانہ یہ گریان شمع محفل کو
دیتی آگ ابھی شعلہ آواز قفس کو
تعلیم دیتا نہ جو مرا بانگ جرس کو
شاداب مین رکھتا ہون سدا اک سے خس کو
قوم مین لب پر ملاوے کو ہے جسکی نام کو
مرغ وہ پھنستا نہین جو توڑ بھاگے دام کو
ایک پوچھی لون تو بولے دوسرا اسکا نام کو
آج پھر لی ہی مصلا رکھہ کر دو جام کو
ولہ
اختر پڑی تھا نکی ہین فلک پر سے زمین کو
مانند حباب اپنی دم باز پسین کو
سات اوسکی مین جاتا ہون کوی جا کہین کو
لگتا نہ مری نام سے گر عیب نگین کو
زاہد مسیحا نہ سکے یہ خاک نشین کو
ولہ
کعبہ سے کم سمجھی دیر پیر مغان کو
جا کہ حرم دلین جو بیتا دیے ہی بتان کو
ولہ
نزدیک بدل ہی تو مرے جان کہین ہو
جسکا دم اول نفس باز پسین ہو
پہنچا ہی کا جب یو خیال آیا تو کہین ہو
ولہ
سودا تو ہوی تب نہ کہ جب آسمین تو نہو

آئینہ تیرو عدم مین ... تیرا

ناوک نگاہ سوزن مژگان پار ... مین

جھگڑا تو حسن و عشق کا چکتا ہی پل کی بیچ

گذری سو گذری اہل زمین پر ای فلک

سودا بدل کے قافیہ تو اس غزل کو کہہ

تجھ بن تو دو جہان سے کچھ اپنی تئین نہو

آزردہ خاطر دلی جو آنکھوں سی نم جنی

عزت و آبرو و حرمت و دین و ایمان

صبر و آرام کہوں یا کہ مین اب ہوش و حواس

عشق کس ذات کا عقرب ہی کہ لگتی ہی نیش

ضعف طاقتی و سستی اعضا ہر دم

سیر کی قدرت خالق کی تیان مین سودا

شیشی ہی جام کی سو گئی جام جم کی ساتھ

کیا ربط خرمی سے کہ مانند طفل اشک

ہی مژدہ کوئی کہ جو اس بزم سی گیا

سودا غلام لطف و محبت ہی ورنہ یہان

سودا اتنی کہا ہی کچھ ہم تجھی سمجھی تھے

راز اپنی چھپا ہم سی غماز سی کہہ دیتی

معقول مین یہ باتین ہو جس مین لہو کی بو

سنکر یہ سخن تجھی بولا ... ہو

رو در میان تیرے ... ہو

بیٹھا ہو دل بہتی تو ترسی سی رفو نہو

گر محکمہ مین قاضی کے تو رو برو نہو

اندیشہ یہان تک تو کہ ... بے خو برو نہو

ای بی ادب تو درد سے لب دو بدو نہو

ولہ

ہو وین نہ ہم کہین کی اگر تو کہین نہو

پیاری تمہاری ہاتھ کے وہ آستین نہو

ولہ

رو رو کسی کسی کو مین رو کہ کیا کیا کیا کچھ

ہو گیا اسکی جدائی مین جدا کیا کیا کچھ

دل کی ساتھ آنکھوں سی پانی ہو ملا کیا کیا کچھ

ایک گھٹہ مین جو اپنی پڑا کیا کیا کچھ

مشت پر خاک مین جا جو پیدا کیا کیا کچھ

ولہ

وابستہ ہی طلسم جہان اپنی دم کی ساتھ

پائی ہی پرورش مری دل نی الم کی ساتھ

مانند شمع سر بہی لگا کر قدم کی ساتھ

رکھی اسی خرید ای دام و درم کی ساتھ

ولہ

پر تو تو نظر آیا ای یار بہت تجھ سے

اخفا تو محبت تہا ہی اظہار بہت تجھ سے

ہی زندگی اپنی سی بیزار بہت تجھ سے

دیوانے تو ہم تہی ہی ہشیار بہت تجھ سے

جب خوش ہو تو دیکھا ایک ہو سو تجھہ ۔۔۔ جس تو کیونکر کسی ہی سب سو بہتر
جب ہو تو بدی دل میں بولی تو زبان اوپر ۔۔۔ خاموشی میں وہ خوبی گفتار بہتر تجھہ
سن نظم کو سودا کی مونہہ پھیر لگا کہنی ۔۔۔ آفاق میں وہ شہرہ اشعار ہی بہتر تجھہ

ولہ

غنچہ سی مسکرا کی اوس سی زار کر چلے ۔۔۔ نرگس تو آنکھہ یار کے بیمار کر چلے
پھرتی ہو باغ سی تو پکارتی ہی عندلیب ۔۔۔ صبح بہار گل پہ شب تار کر چلے
آزاد کرتی تم ہمیں قید حیات سے ۔۔۔ اسکی عوض جو دلکو گرفتار کر چلے
اٹھہ کر ہماری پاس سی گہر تک تب کی ۔۔۔ پہونچی کا وہ کوسے جو ہمیں یار کر چلے
تو خوش رہو گہر اپنی میں جس شکل سی ہو تم ۔۔۔ دو چار نالی ہم پس دیوار کر چلے
اندوہ و درد و غم نی کیا عزم جب ادہر ۔۔۔ ہمکو عدم سے قافلہ سالار کر چلے
سودا نی اپنی خون کی دیت تم سی کب لگا ۔۔۔ چاہی تو آپ ہی بات سی انکار کر چلے
پیاری خدا کی واسطی ٹک اپنی دل کے بیچ ۔۔۔ انصاف تو کرو یہ کسی یار کر چلے

ولہ

سودا کی پہری جسکو تدبیر نظر آئے ۔۔۔ شمشیر کی جوہر کی زنجیر نظر آئے
نامہ کا جواب اپنی آتی نہ کبہو دیکھا ۔۔۔ قاصد ہی کی گلیون میں تشہیر نظر آئے
کرتی ہو مداوا اب بیمار غم اپنی کا ۔۔۔ جب کام ہوا آخر تدبیر نظر آئے
دل پہیر نہیں سکتی تجہسی وہ دعا ہر گز ۔۔۔ جیسی کہ ہمیں پہرتے تقدیر نظر آئے
اس باغ میں اک گل خندان جو کہیں دیکھا ۔۔۔ سو غنچہ کی وہاں صورت دلگیر نظر آئے
صنعت کی مصور نی کہولا جو مرقع کو ۔۔۔ اک اس میں نہ تیری سی تصویر نظر آئے
اس زلف کو جب دیکھا میں ہاتھہ میں سودا کی ۔۔۔ پہری ہوئی ہاتہی کی زنجیر نظر آئے

ولہ

جھگڑی تو دونوں سی مساوات ہو گئے ۔۔۔ گالی کبہی تو دی تہی سو اب بات ہو گئے
باقی ہی یار کہتا تہی اب آگی سو آج کل ۔۔۔ مشغولی تم اوسی ہی کہ اوقات ہو گئے

بس اب تو سمجھے ہیں در گذرے ہی یار تابکجا | تھا حال دل مرکی نکا فات ہو گئے
پیغامبر کی دیر نہ سہئے تو ہنسے وسیلے | دیر کی ہی دل کہ یہ تو کبھی رات ہو گئے
منّی سے اوس نگاہ کی محتسب حسد | دنیا تمام بزم خرابات ہو گئے
ملتا ترا ہر ایک سے میں کیا بیان کروں | عالم سے مجھکو ترک ملاقات ہو گئے
یارو وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا | نظروں میں سو طرح کی حکایات ہو گئے
سودا کسیکو وہ تو ستاوے ہے بے سبب | کیا جانئے کہ جیسے ہے کیا بات ہو گئے
ماری کو تیری زلف کی لاکھوں جتن سے کے | لیکن وہ سا ہو کالے نے جسکو سو کیا جئے
ہمت ہماری خون کی جراح کو ندد | ہے بسطرح یہ زخم کہو اسکو مت سیے
سدگانہ کاروان تیری نالے سے ای جرس | ہمنے تو ایسے قافلہ لاکھوں چلا دیے
اڑہیے اب اس چمن سے کہ موج نسیم نے | خاشاک آشیان کی مرے سب بہا دیے
سودا جہان میں آکے کوئی کچھ نہ لیگیا | جاتا ہوں ایک میں دل پر آرزو لیے

مومن

شاعر بے نظیر خاک پا جسکی باب شاعرین اکثیر لعل کان سخنوری بے بہا سخندان مین گوہر یکتا ــ عالم جمیع اصناف سخن واقف اسرار زمن ــ چشمۂ فیض اوسکے نیسب دانی وغاصی کامیاب ــ فنون حکمیہ اور احوالات سیارات مین گوہر نایاب ــ الذی جرت ینابیع فیضانہ الہامرہ الی اقرانہ واثرت سحایا غامرہ وتجرت شعبات بحر زخارہ مدا فتقاطرت علی رؤس طلاب ہذا الفن طلا و وابلا لو کان المتنبی لتحمل دعوہ النبوہ واقر لاعجاز اشعارہ واستفاد من مضامین افکارہ تھا تاہے ہر چند کہ زبان فارسیکے زمان مقدم مین گذرا لیکن اگر وہ ہے بھی ہوتا تو نسمن نماز استان اسکے شعر پر کیسا کہتا مرحبا تاوہ لطافت جو کلام فارسی

فارسی سے اس شاعری مین ہے ہرگز نیا کلام اوسکی کو اگر سحر کہین تو بجا ہے — اور اگر افسون کہین تو سزا ہی — اور اگر اعجاز کہین تو صحیح ہی — حقیقت مین یہہ شاعر اسی رتبہ کا ہی — میرزا گرچہ طرز نو اختیار کی پر اس رتبہ کو نہ پہنچ سکا — سودا کو گو دعوی ہمسری ہر شاعر کا سودا ہوا پر یہان وہ بہی دیوانہ ہوگیا — خاقانی — و فیضی — و انوری — گرچہ فیض خاقانی سے منور ہوئی پر انکی سامنی اونکا بہی چراغ نہ روشن ہوا — حکیم اس پایہ کے کہ بو علی سینا اگر تمام عمر قانون طبابت کے سیکہنی مین گنواے پر انکی سامنی نبض دیکہنی کا شعور نہ پاسے — المختصر موصوف بجمیع صفات کمال اور قادر بر تمام فنون حکمہ نام اون کا حکیم محمد مومن خان سلمہ اللہ تعالے — قلم مین یہ طاقت کہان کہ ایک شمہ شمایل شاعر موصوف کا لکہہ سکی — ناچار تمام اوصاف اس شاعر بی بدل جامع جمیع کمال و فضل کی ذہن فہم نارسای کا شکر کے قلم انداز کیے جاتے ہین اور کچہہ اشعار انکی دیوان سے قلم بر داشتہ لکہی جاتے ہین کیونکہ اس شاعر کا دیوان ہے قابل نہین کہ اوس مین سے انتخاب کیا جاے بلکہ سب اشعار در جہ مساوات کا خوبی اور مرغوبی مین رکہتی ہین

غزلیات مومن خان

قابو مین نہین ہی دل کم حوصلہ اپنا — اس جور پہ چپ کرتے ہین تجھسی گلہ اپنا

لبیک حرم ہم مین نہ ناقوس کلیسا — پھر شیخ و برہمن مین ہی کیون غلغلہ اپنا

الجھا ہی اعجیا نکل آسکتے ہین باہر — زنجیر در یار ہی یا سلسلہ اپنا

تھی دشت مین ہمراہ میری البتہ جنید — سو اب ہی یا بال کنف قافلہ اپنا

غیر کا اور اب گلو دل نہین ہی ایک تو — کیون ترے دلمین مری ناوک نے جا کی
کیا خاک تھے رات دلمین آرزوی قتل کی — ناخن شمشیر سی مین سینہ کھجلایا کیا
کیا خجل ہون اب علاج بیقراری کیا کرون — دیر دیا بات اوسنے دلپر تو بھی تشنہ کا کیا
سرفروش ایمان سی ضد اوسکو تھا زنگری دین کو — تجھسی ای مومن خدا سمجھی یہ تو نے کیا کیا

ولہ

لگی خدنگ جب اوس نالۂ سحر کا سا — فلک کا حال ہوا کیا مرے جگر کا سا
نہ جاؤنگا کبھو جنت کو مین نجاؤنگا — اگر ہو وینگا نقشہ تمہاری گھر کا سا
کری نہ خانہ خرابی تری ندامت جو — کہ اب شرم مین ہی جوش چشم تر کا سا
یہ جوش یاس تو دیکھو کہ اپنی قتل کے وقت — دعائی وصل کی وقت تھا اثر کا سا
لگی اوسن انکھوسی ہر وقت ای دل صد چاک — ترا نہ رتبہ ہوا کیون شگاف در کا سا
زرا ہو گرمی صحبت تو خاک کر دے حسد — مرا سرور ہی گل خندہ شرر کا سا
یہ ناتوان ہون کہ ہون او نظر نہین آتا — مرا بھی حال ہوا تری ہی کمر کا سا
جنون کی جوش سے بیگانہ وار ہین احباب — ہمارا حال وطن مین ہوا سفر کا سا
خبر نہین کہ اوسے کیا ہوا پر اوس در پر — نشان پا نظر آتا ہی نامہ بر کا سا
دل ایسی شوخ کو مومن نے دیدیا کہ وہ ہے — محب حسین کا اور دل رکھے شمر کا سا

ولہ

تھا وصلمین بھی فکر جدائی تمام شب — وہ آئی تو بھی نیند نہ آئے تمام شب
وہان طعنہ تیر بارینہا شکوہ زخم ریز — باہم رہی کس مزے کی لڑائی تمام شب
آنکھین ہین خون برسے وہ مانند آج کل — جس ہاتھ وہ دست حنائی تمام شب
نالون سی یہان زبان سحر تک نہین لگے — تھا کسکو شغل نغمہ سرائی تمام شب
گرم جواب شکوۂ جور عدو رہا — اوس شعلہ خو نے جان جلائی تمام شب
دیدیا تو امتحان یہ کہ اس آرزو مین آہ — کی ہی کسینی ناصیہ سائی تمام شب

رکہسون سی پلر گئے تو بے — دیکہتی ہی جہجہا ہی ... موہنہ

بات پوری نہیں موہنہ سے نکلی نہین — اپنی کالیون پہ کہو لا موہنہ

ہوگیا راز عشق بے پردہ — اوسنے پردیسی جو نکالا موہنہ

جب کہا یار سے دکہا صورت — ہنس کی بولا کہ دیکہو اپنا موہنہ

کسکو خون جگر پلاے گا — ساغری کو کیون نکالا موہنہ

پہر گئی آنکہہ مثل قبلہ نما — جسطرف اوس صنم نے پہیرا موہنہ

گہر مین بیٹہی کچہہ اوس سے وہ — بولی بس دیکہتی ہے میرا موہنہ

ہم بہی غمگین ہیں آج کہین — صبح اوٹہتی ہے دیکہہ ترا موہنہ

سنگ اسود تہین ہی چشم بتان — بوسہ مومن طلب کرے کیا موہنہ

ولہ

نہ تن ہی کی ترے بسمل کے ٹکڑی ٹکڑی ہین — ہی پاش پاش جگر دل کے ٹکڑے ٹکڑی ہین

جنون عشق بری ری دل تسکین ہی بلا — کہ روز طوق سلاسل کے ٹکڑی ٹکڑی ہین

دراز دستی یہہ کسکی اوسے کی دم قتل — تمام دامن قاتل کے ٹکڑی ٹکڑی ہین

یہہ کسکی چشم فسون گر کی فسون سازی — طلسم جادوی بابل کے ٹکڑی ٹکڑی ہین

یہ بی حجابی تری گو مجہی کو جہانکو تم — کہ روز پردہ حایل کے ٹکڑی ٹکڑی ہین

یہان ہی چاک گریبان تو وہان چیتی سے — قبای شوخ شمایل کے ٹکڑی ٹکڑی ہین

کہی نہ ملنی کی اوس سنگدل کی کر قاصد — تو سنگ و سرابہی یہان نیل کے ٹکڑی ٹکڑی ہین

غزل سرائی مومن نے کیا کہ رشک سے آج — چمن مین سینہ عنادل کی ٹکڑی ٹکڑی ہین

ولہ

کہی ہی چشم انکو میری کا گرنچہ مری بسمین — نہ ملی وون کسی معشوق اور عاشق کو آپس مین

اگر مشہور ہو افسانہ اپنا بت پرستی کا — برہمن کیا عجب ایمان لی آئین ناقوس مین

نہین دم لینی کی طاقت فلک ورنہ بتادیتا — کہ یہہ تاثیر ہوتی ہی فغان آسمان رس مین

تم کاہیدہ ہی نہیں میں خوش ہوں اس سے — کہا کیا ہے اثر تھا حسرت عشق سے تھا نہ حسین

رقیب بوالہوس نے رونما میں تیری کب جان دی ہی — وہ لوار دی کیا جواب عشق کی تہ میں

نہیں اپنا نہ دل اپنا نہ تم میری نہ جان میری — اثر کس کسکو ہو ہووے کیا ہی گرفتار یکس میں

کہوں گر غیر سے منت بل تو کہوی طعن سے ترک کر — یہ کیوں کسو اسطے ہم ایسی تیری ہو گئی بس میں

ذرا سمجھو تو جان من وصال غیر پر ہر دم — میری جان کون ہی یہ کسلئے جھوٹی کھانے قسمیں

در بتخانہ و عشق بتان اور آپ اے مومن — یہ حضرت آگئی یکبار کیا طبع مقدس میں

ولہ

تنہائی ہی دلیں اب ملیں گی کسی سے ہم — پر کیا کرین کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم

ہستی جو دیکھتی ہیں کسیکو کسی سے ہم — مونہہ دیکھہ دیکھہ روتی ہیں کس بیکسی سے ہم

مجھسے نہ بولو تم اسے کیا کہتی ہیں بھلا — انصاف کیجیے پوچھتی ہیں آپ ہی سے ہم

ہزار جانسے جو ہنوسے تو نا بلکے — شاید شکایتوں تیرے مدعی سے ہم

اوسکو میں جام نیکی بڑا ہی ہجوم شوق — آج اور روز کرتے ہیں بیٹھا قفنی سے ہم

صاحب نے کس غلام کو آزاد کر دیا — لو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم

جی روی مثل ابر نہ نکلا غبار دل — کہتے ہیں اونکو برق تبسم ہنسی سے ہم

ان ناتوانیوں پہ بھی تھی خار راہ غیر — کیونکر نکالا لیجائے بد اوسکے گلی سے ہم

کیا گل کھلیگا دیکھیے ہی فصل گل تو دور — اور سوی دشت بہاگتی ہیں کچھہ ابھی سے ہم

ہی چھیڑ اختلاط بھی غیروں کی سامنے — ہنسنے کے بدلے روئیں نہ کیوں گڑ گڑا کے ہم

وحشت ہی عشق پردہ نشین میں دم بکا — مونہہ ڈھانکتی ہیں پردہ چشم پری سے ہم

کیا دلکو لے گیا کوئی بیگانہ آشنا — کیوں اپنے جی کو لگتی ہیں کچھہ اجنبی سے ہم

لی نام آرزو کا تو دلکو نکال دیں — مومن نہوں جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم

ولہ

جو پہلے دلسے ہی دلکا کیا نکرتے ہم — تو آپ یہ لوگوں کی باتیں سنا نکرتے ہم

اگر نہ ہاتھ مین اوس دلربا کی دل دیتے
تو دل پہ ہاتھ سدا دھر لیا نکرتے ہم

اگر نہ دام مین اوس زلف خم کی آجاتے
تو یون خراب و پریشان رہا نکرتے ہم

اگر نہ لگتی چپ اوس بدگمان کی شوخی سے
تو بات بات مین مضطر ہوا نکرتے ہم

اگر جلاتی نہ اوس شعلہ رو کے عشق مین جی
تو سوز آتش غم سے جلا نکرتے ہم

نہ جاتی اوس بت ہرجائی سے گلی مین اگر
تو دوڑی دوڑی فلک سے پھرا نکرتی ہم

اوس آفت دل و جان پر اگر نہ مرجاتے
تو اپنی مرنیکی ہر دم دعا نکرتے ہم

نہ بہتی دم جو کبھی شعلہ کی خواہش کا
تو ٹھنڈی سانس ہمیشہ بھرا نکرتے ہم

نہ رکتی اوسکے نہ رنگ حنا جو پاؤ سے
تو شکل رنگ حنا یون لیا نکرتے ہم

اگر نہ ہنستا ہنسانا کسی کا بہا جاتا
تو بات بات مین یون رو دیا نکرتی ہم

اگر نہ دیکھتی وہ پیاری پیاری صورت آہ
تو ایک ایک کی صورت تکا نکرتے ہم

نہ لگتی آنکھ تو دن رات سوتی ہی رہتی
کسکی چاہ نکرتے تو کیا نکرتے ہم

جو غم بتون کا نہوتا تری طرح مومن
تو دیکھ خسرخ کو ہی ہنسا نکرتی ہم

وله

کب چھوڑتے مین اوس ستم ایجاد کی قدم
سر ہی ہمارا اور ہی جلاد کے قدم

کس ہٹری فوج غم کے مقابل سپاہ آہ
جمتی نہین مین لشکر برباد کے قدم

اٹک گیا نہ باغ مین تو بہر انتظار
ہوسکے گھڑے گھڑے شمشاد کی قدم

پا بوس یار کرتے ہوے کھینچ دوبی تو
تصویر میرے چوم لیے بہزاد کی قدم

ای ہمدمان باغ رہا ہون یہ کیا کرون
اوٹھتی نہین مین کوچہ سے صیاد کے قدم

تلوار لیکے گھر سے جو نکلا وہ جنگجو
تا ٹرنے لے مرے فرہاد کے قدم

سر پہ یہ بوجھ غم کا اوٹھانا تو بوجھتے
دھنس جاتے بیستون مین فرہاد کی قدم

خواب عدم خرام ہی یہان انتظار مین
کیا سو گئی اجل تری جلاد کے قدم

کیا ہو سے دل ہے ہات تہری مکرر کہی
پامال جہل حضرت مومن بیخبر ہون
لاش پر آنیکی شہرت سب غم دیتی ہین
دہیان آیا ہی ترے موہنہ مین زبان لینی کا
کردیا خانہ اغیار ہوسناک خراب
مرگئی رشک سی ہم تو کر وہ دشمن کو خطاب
سبزہ پشت لب یار دلاتے ہین یاد
دم نہ لی ای اثر آہ کہ معلوم ہوا
کیا دوا سے ہو تری رنجش بیدم کا علاج
کیا پڑا تہا رہتی ہی ای پردہ نشین چون گیا
مدعا یہہ ہی کہ غیرت سی مین سم کہا جاون
لذت جور کشی نے مجہے شیدا کیا
اہل بازار محبت کا ہی کیا سودا ہے
خون بہا قاتل بیدرد سے مانگے کس نے
کبہی کیا دہیان ہو حضرت مومن کو کہان
ہو گئی گہر مین خبر ہی منع وہان جانا ہمین
دمبدم روتا ہمین چارون طرف تکنا ہمین
بستم صیاد کا کی التفات اسیر تہا
بار ہی تہا دشمن جان تہی الہی چارہ گر
طالع برگشتہ بخت خفتہ منتہا بر جہور کم

سینہ کو وہ سنت عاشق یا ستاد کی قدم
دکھلاے پہر خدا مجہے آستاد کی قدم

ولہ

ای پری ہم ملک الموت کو دم دیتے ہین
جی ہم ای شوخ سے نے سیر علام دیتے ہین
داد رونیکی مرے دیدہ نم دیتے ہین
خط ترسائی پر اعجاز رقم دیتے ہین
گہول کر شہد مین دشمن مجہے سم دیتے ہین
جن پہ دم دیتے تہی ہم وہ ہمین دم دیتے ہین
چارہ گر کیون مجہے رنج پی ہم دیتے ہین
بد دعا مین ترے حلوان کو جو ہم دیتے ہین
اسلئے غیر کو وہ اپنی قسم دیتے ہین
طعنہ تنگی کیا اوسے ارباب ستم دیتے ہین
عشرت عمر ابد قسمت غم دیتے ہین
کر فرشتے مجہے یہان داغ ودرم دیتے ہین
حسرت نوسیس دیوار صنم دیتے ہین

ولہ

وہ بہی رسوا ہو خدا جسنی کیا رسوا ہمین
یا کہین عاشق ہوئے یا ہو گیا سودا ہمین
بند کرنیکو قفس مین دام سے چہوڑا ہمین
تحلی رستے ہی زندان سے سوجہی صحرا ہمین
غش سے پڑتے ہی سہر گئی وہ جا تکنا ہمین

تو نجانے عشق قبا رزی ہی اور ہم نادان ہین — ہی سمجھہ کہتا ہی ناصح توسنے کیا سمجھا ہمین

یہہ ستم کیا عذر کرتا ہے مسیح پوچھو تو ہی — بار کی نازکی سے شکوہ بیجا ہمین

کیا کہین کیون رہ گئے حیران تجکو دیکھکر — آگیا دل یاد ہی آئینہ رو آیا ہمین

دست بوسی کرو ہان قتل اپنی ہاتھ سے — سچ تو کہتی مین قبول انصاف غیر کا ہمین

اہل ماتم اپنی رو مین [illegible] کر — مرتی مرتی بس اوس پردہ نشین کا تہا ہمین

ہمسی نازک طبع سے کب اوسکی بیداد ہو — مرگی مضمون حور ناز جو سوجھا ہمین

مومن انکا تو یہہ ہاتھ ملنے ہمکو اختیار — یہہ شکایت ہی خدا سے ہی جو ن کیا ہمین

ولہ

نہ تن ہی کی تری بسمل کی ٹکری ٹکری ہین — ہی پاس پاس جگر دل کی ٹکری ٹکری ہین

جنون عشق پری رو سے دلشکن ہے بلا — کہ روز طوق سلاسل کی ٹکری ٹکری ہین

اوٹھا کی سوتی مین دی پیکار اس سر شاید — کہ زیر سر کی مری سل کی ٹکری ٹکری ہین

دراز دستی یہہ کس نے اوسکی تمہ قتل — تمام دامن قاتل کی ٹکری ٹکری ہین

یہہ کسکی چشم فسونگر نی کی فسون سازی — طلسم جادوی بابل کی ٹکری ٹکری ہین

بہار ہی چاک گریبان تو وہان بہی جسی — قبای شوخ شمایل کی ٹکری ٹکری ہین

نہ کیونکہ رشک سے خون ہو سکا اوس کا جگر — ہمیشہ ایک نئی بسمل کے ٹکری ٹکری ہین

غزل سرائے کی مومن کیا کہ رشک سے آج — چمن مین سینہ عنادل کی ٹکری ٹکری ہین

ولہ

تا نہ پڑی خلل کہین آپ کے خواب ناز مین — ہم نہین چاہتی کہی اپنی شب دراز مین

اور ہی رنگ آج ہی عارض گلعذار کا — خو تو دل اپنا تہا مگر گو تہ رخ طراز مین

کیونکہ نہ آوی اوسی رات جاگے وہ کس کا دہیان — آنکھو نیم خواب مین نرگس نیم ناز مین

عشرت و عیش وصل یار جانکنی اور گو مگر — اپنا جگر تو خون ہوا عشق کے امتیاز مین

بن تری بزم مین ہی یہہ قیامتین کہ مین — نغمہ سوز کا اثر نغمہ نی نواز مین

اوسی ابِ التفات کی غیر سی ہین شکایتین
کیا سبہی سینہ جل چکے کیا سبہی دل اوبہل چکے
پردہ نشین کی عشق مین پردہ دری ہوئی کہین
رخنہ دریے غیر پاس دیکھا کسی کہ اج ہے
یاد بتان مین لاکہہ بار فرط قلق سے ہم ہی تو
دلبستگی سی ہی کسی زلف دوتا کی ساتہہ
کب تک نباہی بت نا آشنا کی ساتہہ
یاد ہوای یار نے کیا کیا کہلائی گل
ناکا کرینگی اب ہی دعا ہجر یار کی
ہی کس کا انتظار کہ خواب عدم سی بہی
یارب وصال یار مین کیونکر ہو زندگی
اللہ ری سوز آتش غم بعد مرگ بہی
سوزندگی نثار کرون ایسی موت پر
ہر دم عرق عرق نگہہ بے حجاب ہے
مرنیکی بعد بہی وہ ہی ادا رہ گئی
دست جنون نے میرا گریبان سمجھہ لیا
آتی ہی تیری جلدی سی سب رنگ پاس کیا
ہین کینہ سے بہی خوش کہ سب اونکی لگتی ہین
مومن وہی غزل پڑہو جس سے دمبدم
اوٹہی وہ شکوہ کرتی ہین اوس ادا کی ساتہہ

سنکی مرا مبالغہ منت احتراز مین
ہوتی کیا ہی ہمنشین آہ جگر گداز مین
ہوتی ہین سب سے جا بجا جان نغمہ ساز مین
رخنہ گری کچھہ اور ہی نالہ رخنہ ساز مین
بیٹہی اوٹہتی ہین مومن آپ گر رہی شب دراز مین

ولہ

پالا پڑا ہی ہمکو خدا کس بلا کی ساتہہ
کیجی وفا کہان تلک اوس بیوفا کی ساتہہ
آتی چمن سے نکہت گل جب صبا کی ساتہہ
آخر تو دشمنی ہے دعا کو اثر کی ساتہہ
ہر بار چونک پڑتے ہین آواز پا کی ساتہہ
نکلی ہی جان جاتی ہی ہر ہر ادا کی ساتہہ
اوٹہتی ہین میری خاک سے شعلی ہوا کی ساتہہ
یون روسے زار زار تو اہل عزا
کسی نگاہ گرم سے دیکہا حیا کی ساتہہ
افسوس جان گئی نفس نارسا کی ساتہہ
اولجہا ہی اوسی شوخ کی بند قبا کی ساتہہ
کیسا ہجوم تہا دل حسرت فزا کی ساتہہ
اوس فتنہ گر کو لاگ ہی اس مبتلا کی ساتہہ
آتی ہی لب پہ جان تو ہی جفا کی ساتہہ

ولہ

سیدہا نہی سب کی طعنے مین غدر جفا کی ساتہہ

ہم اور یہ بدعت طپش دل کی سبب سی
سینہ کوبی سی زمین ساری ہلا کی اوٹھی
آج اوس بزم مین طوفان اوٹھا کی اوٹھی
دل سی کیونکر نہ دہوان تہہ ہوا کی اوٹھی
گر نہو دلمین خیال نگہ خواب آلود
شمع کی نور کا محفل مین جو مذکور ہوا
گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تہی اک حرف غلط
ہو عذاب شب یلدا سی رہائی یارب
اف ری گرمی محبت کہ تری سوختہ جان
مین دکہاتا تمہین تاثیر مگر ہاتہہ مری
شورش دل سی ہوا کیا ہی مین پامالی
جی ہی مانند نشان کف پا بیٹھہ گیا
شعر مومن کی پڑہی بیٹھہ اوسکی آگی

وله

کشتۂ حسرت دیدار ہین یارب کسکی
وہ چلا جان چلی دونو یہان سی کہسکی
پانو تربت پہ مری دیکھہ سنبہل کر رکہنا
مجکو یارا مری حال پریشانی کہ سی
کس پری رو سی ستمگر سی ملا دل افسوس
صحبت پروانہ سی قربان عدو ہون لیکن
نالہ رشک نہو باعث دردسر گل

مومن مری سینہ پہ رہی بعد فنا ہاتہہ

وله

کیا علم دہوم سی تری شہدا کی اوٹھی
یہان تلک روئی کہ اوسکو بہی رولا کی اوٹھی
شعلہ ہائی تب غم سینہ جلا کی اوٹھی
درد کیا کیا اثر حقنۂ مسیحا کی اوٹھی
دل چرا بیٹھی تہی جب آنکھہ چرا کی اوٹھی
لیک اوٹھی بہی تو اک نقش مٹا کی اوٹھی
زلف مونہہ سی کہین اوس مہ لقا کی اوٹھی
جس جگہہ بیٹھہ گئی آگ لگا کی اوٹھی
ضعف کی ہاتہہ سی کب وقت دعا کی اوٹھی
وہ جو پہلو سی پسینی مین نہا کی اوٹھی
پانو کیا کوچہ سی اوس ہوش ربا کی اوٹھی
خوب احوال دل زار سنا کی اوٹھی

وله

نخل تابوت مین جو پہول لگی نرگس کی
اسکو تہا موت کہ اوجیسی پانو پڑون نرگس کی
چور ہی شیشہ دل سنگ ستم سی کسکی
کچہہ گمان اور ہی جہڑکی سی دل ہوسکی
کشتہ دیوانہ ہوا تو گئی صحرا مین اسکی
آگ مت جاتی ہی وہ گرد پہرون ہو جسکی
غیر کی سینہ پہ لگاتا ہی وہ صندل گہسکی

لذت مرگ سی تجسد آشنا ہن وشا ہی کہ خدا
یہہ مزا ہو نہ نصیبون مین کسی تشنہ لبی کے

کیون نہ ہم شمع کی مانند جلین دور کہیے
جب عدو باعث گرمی ہو تری مجلس کے

یار مومن سی بہی ہین مدعی طبع روان
واہ افکار رسا ان ادمغہ یابس کے

ولہ

ہی دلمین غبار اوسکی گہر اپنا نہ کرینگے
ہم خاک مین ملنی کی تمنا نہ کرین گے

بے ذکر نہ کہین منت اعدا نکرین گے
کیا کیا نہ کیا عشق مین کیا کیا نہ کرینگے

ہنس ہنس کی وہ مجہسی ہی مرنیکی باتین
اس طرح سی کرتی ہین کہ گویا نہ کرینگے

کیا نامہ مین لکہون دل وابستہ کا احوال
معلوم ہی پہلی ہی کہ وہ وا نکرین گے

غیرون سی شکر لب سخن تلخ ہی تیرا
ہر چند ہلاہل کو گوارا نکرین گے

بیمار اجل چارہ کو گر حضرت عیسی
اچہا بہی کرین گے تو کچہہ اچہا نکرینگے

جہنجہلاتی ہی کیا دیکہی ایک بوسہ دہن کا
ہو جائین نمک کی لب شیرین تو غوغا نکرینگے

دیوار کی گریہ نی سی اوٹہتی لگی طوفان
اب بیٹہہ کے کونے مین بہی رویا نکرینگے

گر سینی اوسکی بہی کری تا اشک تو دل سے
کیون روز جزا خون کا دعوی نکرینگے

کس وقت کیا مردمک چشم کا شکوہ
ای پردہ نشین ہم کبہی رسوا نکرین گے

ناصح کف افسوس نہ مل تیل کبہی کیا کام
پامال کرین گی وہ کبہی پا نکرین گے

اوسپا کو مین تہہ تی نذر یا جوش قلق سے
اعدا سے بہی ہم شکوہ بیجا نکرین گے

گر ترک وفا سے بہی غصہ ہی تو اب سے
گو قتل کا وعدہ ہی تقاضا نکرینگے

مومن وہ غزل کہتی ہین اب جس سے یہہ مضمون
کہل جای کہ ترک در بتخانہ کرینگے

ولہ

توبہ ہی کہ ہم عشق بتون کا نکرین گے
وہ کرتی ہین اب جو نہ کیا تہا نہ کرینگے

ہٹ ہی جو بہرانی کی زنجیر سی دلکو
پر یہ بہی زلف کا سودا نکرینگے

اندیشہ مژگان مین اگر خون سے کیا جوش
نشتر سے علاج دل دیوانہ کرین گے

گر آرزوی وصل نی بیمار کیا تو
پرہیز کریں گی یہہ مداوا نکریں گے

تشنہ نہیں وہ تیغ ہیں لب ہائی تپان کو
مر جائیں گی پر منت عیسی نکریں گے

پہر جای نہ تا چشم صنم آنکہہ کی آگے
سیر چمن نرگس شہلا نکریں گے

رکہہ لیوین گی پہتر نہ ان سنگدلوں کو
چہاتی سے لگانے کی تمنا نکریں گے

گو دار پہ کہینچیں ہمیں دلدار نصارا
پر آرزوی زلف چلیپا نکریں گے

گر حسن گلو سوز نے پہر آگ لگائی
کیون آب دم تیغ سے ٹہنڈا نکریں گے

ہی عہد کہ پہر جا نہ پہرین کوئے بتان
پہر جائیں اب اس عہد سی ایسا نکریں گے

کہتی ہیں یہہ ہم جا کی خاک آسمان کو تک
پر اتو زمیں بوس کلیسا نکریں گے

چون قبلہ نما گرچہ پہہ رہی ہی کئی عمر
پہ مونہہ سوی دیر صنم آرا نکریں گے

ای حضرت مومن یہہ مسلم جو یہی ارشاد
بہولی سی اب ذکر بتوں کا نکریں گے

لیکن جو بتون سے ہی بہلا انکے ملی بات
پہر آپ ہی عقبا میں کہ کیا کیا نہ کریں گے

وله

پہہ کاہ ربا سی بہی ہیں کم ای کشش دل
مذکور کچہہ نہیں جلوں ہی ہمارا

عشق نے بجوں دست کو لو پونچہتی ہیں وہ
اولیک جلا دیں دامن ہی ہمارا

چشمہ حیوان بنا اوسکی لبوں کی شرم سی
پانی پانی بسکہ اعجاز مسیحا ہو گیا

بیٹ گیا ہوگا دو پٹہ مونہہ پہ سوتی ہیں کہیں
شب یہان رہنی کا تیری سمین چرچا ہو گیا

یہہ کسی سی ہو کہ ان بطفون پہ ستاخی ہشو
غیر ہم سا کب ہوا ہر چند ہم سا ہو گیا

سرمہ تسخیر سی ہم خود مسخر کیون ہوئی
آنکہہ کی تلی جو تہی جادو کا پتلا ہو گیا

تو فلک میں کیا کری یہہ نالہ آتشفشان
ایک دشمن سر سی کہویا اور پیدا ہو گیا

شوخ کہتا ہی نہ عجب جانا
دیکہو دشمن سی تمکو کیا جانا

شعلہ دل کو تاب آتش ہی
اپنا جلوہ ذرا دیکہا جانا

کیا پوچھتا ہی مجھی الفت مین پندگو — ایسی تو لذتین مین کہ تو جان کہا گیا
یوں چمن سے شاد تھی اعتبار تمیز — اوس گل کو اعتبار نسیم و صبا کیا
دہ بستگی نالہ بلبل کہ — مجھی روتا ہی خندہ گل کا

ذوق

ذوق تخلص جناب شیخ محمد ابراہیم پہلوتی الملقب خطاب خاقانی ہند کا ہی یہہ شاعر
فی زماننا جو سنہ ۱۳ ہجری مین بڑی رتبہ کا جلیل الشان شاعر ہی اور آمد مضامین برجستہ
کی اس قدر اسکو حاصل ہی کہ کسی شاعر کو اج تک نہین ہوئی حقا کہ یہہ شاعر
اردو گویون مین اس مرتبہ کا ہی کہ جتنا اسکی تعریف مین کہی یا لکھی سو کم ہی گویا
شعر مجسم ہوگیا ہی کہ اکثر اشعار اس عرفی نظیر کے دیکھنے مین آئے مگر کوئی شعر ایسا نہ
دیکھا کہ اوس کا مضمون تازہ اور وہ دلچسپ نہو جیسا کہ اور شعرا کے غزلون مین
ایسا ہوتا ہی کہ دو چار خوب ہین تو ایک دو بہ نسبت اونکی اچھی نہین ہین اور
طرفہ تر یہہ کہ جو غزل اوسکی دیکھنی مین آئے کسیکی مثل شعر کسیکی بجاس
کسکی اٹھا مشق ۳۸ اسطرحکا شاعر ہونا ایسا مشکل ہی ہم بہت شکر کرتے
ہین خدا کا کہ ہماری زمانہ مین ہے یکتائی فن ہر ایک فن کے موجود ہین
اب اس زمانہ مین خصوصاً دہلی مین کوئی اونکی مقابلہ کا نہین اور اکثر
مشاعرون مین اوسکی آتش زبانی سے آگے اور شعرا مثل خس و خاشاک
کی جلتی ہین اور اوسکی الفاظ برجستہ کی رشک سے جبکہ وہ محفل مشاعرہ
مین غزل پڑھتا ہے شرمندہ ہوکر بیتابانہ کف افسوس ملتی ہین تیس برس کے
عرصہ سے ملازم دربار حضرت ولیعہدی شہنشاہ حال دہلی کی ہین اور فن شعر مین بہی ابتدا
عمر سے مصروف ہین مگر حالت جیسا سے اج تک یہہ عادت طبیعت متمکن ہوگئی ہی کہ جو

کہ جو شعر کہتے ہیں کسیکو نہیں دیتے لہذا یہ چند اشعار جو ایک بیاض میں تہے بطریق
یادگار لکھے جاتے ہیں

انتخاب اشعار ذوق

تری کوچہ کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے
اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے

نگہ کیا اور مژہ کیا ہمتو دونو کو بلا سمجھے
اسی تیر قضا اوسکو پر تیر قضا سمجھے

شہیدان محبت خوب آئین وفا سمجھے
بہا خون کوئی قاتل مین اوسکو خون بہا سمجھے

وہی کچھ تلخ کام اس زندگانی کا مزا سمجھے
کہ جو زیر آب تیغ یار کو آب بقا سمجھے

ہر اک گردش مین ہو انداز ناز فتنہ زا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کے چشم سرمہ سا سمجھے

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
اور اوس پر بہی نہ سمجھے وہ تو اوس بت سے خدا سمجھے

برائی مین ہماری وہ اگر اپنا بہلا سمجھے
برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے

تجھے ای سنگدل آرام جان دلربا سمجھے
پڑین پتھر سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے

وہ ہمسے خاکساروں کو جب اپنا خاک پا سمجھے
ہم اپنی خاکساری اپنے حق مین کیمیا سمجھے

تری کشتہ جو یون خواب عدم سے یکبیک چونکے
نگر شور قیامت کو تری آواز پا سمجھے

نسیم صبح گلشن مین اگرچہ ہو دم عیسی
ترا بیمار غم تجھ بن سموم جانگزا سمجھے

روان ہوتا ہی اس بستان سرا سے کاروان گل
چٹکنے کو صبا غنچے کی آواز درا سمجھے

نہ دی رخصت نظر کو میری جانب کیون تغافل نے
اسی بہی آپ کیا برا اپنی بخت نارسا سمجھے

حباب اصلا تو جی مین ہے کہ میری کلی حزن کا
حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے

اگر دلکو مکا لاچیز کر پیکان تو رہتی دو
کہ عاشق اپنے پہلو مین اسی کو دل کی جا سمجھے

کری آہ رسا میری جو سیر عالم بالا
فلک کو بہی یونہین ایک آبلہ سا زیر پا سمجھے

ہنسی ہی زخم دل تدبیر جراح کی کہہ
انہین ناکی نہ سمجھی خندہ دندان نما سمجھے

محبت سی ذرا گر موم ہوا اوس سنگین دل
دل شکستہ میرا اپنی تئیں ہی مومیا سمجھی

عدو آیا ہی ہمکو نامہ بر لکھا نصیبون کا
کریگی لیکی خط کیا مدعی ہی مدعا سمجھی

کبھی آتا ہی رشک اوس بدخوئی ام پریشانی
نہ جو دیکھا کہ جانی نہ جو قصدا صفا سمجھی

نہ آیا خاک بہی رستہ سمجھ مین عمر رفتہ کا
اگر سمجھی تو داغ معصیت کو نقش پا سمجھی

جز سستی ہی قاصد سی ہوئی ہم تجربہ بالکل
تری پیغام کو گویا کہ پیغام قضا سمجھی

نحوست ہی سعادت سی گئے زلفون مین جو دیکھی
کلیم تیری تجلی سر پہ ہم ظل ہما سمجھی

کشاد کار ہمنی ہیچ عقدہ پیچ کو سونپا
خرد کی ناخنون کو ناخن انگشت پا سمجھی

بنا اوس زلف کی مصرع مین ہی مضمون پیچیدہ
اوسی سی یہ کہلی جو معنی نارسا سمجھی

ہوائی زلف کو چھیڑا اور اپنا دل لرزتا
کہیں ایسا نہو ویسی ہی ہمسی وہ کافر ادا سمجھی

سمجھ ہی مین نہین آتی ہی کوئی بات اوسکی
کوئی جانے تو کیا جانی کوئی سمجھی تو کیا سمجھی

وله

دائما خم ہے ہمین قطرہ ہی دریا ہمکو
آئی ہی حیز مین نظر کل کا تماشا ہمکو

اس بلندی پہ دیا عشق نے پہونچا ہمکو
کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہمکو

شوق مستی مین ہی گلگشت چمن کا ہمکو
چاہئی جامی عصا گردن مینا ہمکو

ہم وہ مجنون ہین کہ دل اپنا ہی صحرا ہمکو
اور جون چشمہ لیلا ہی سویدا ہمکو

اوسنی خط جو قلم سرمہ سی لکھا ہمکو
لکھا اپنا بخاموشی سی یہ گویا ہمکو

زلہ کدر بس اب الحرج نہ آتا ہمکو
ہمنی جانا کہ کیا خاک سی پیدا ہمکو

ہوئیگا کشتی طوفان زدہ تابوت اپنا
آگیا اپنی اگر مرنی پہ رونا ہمکو

شستگی دلکو ہی کیون اوس گرہ زلف کی ساتھ
کیا سبب پھر نہین کھلتا یہ معما ہمکو

ہم وہ مجنون ہین کہ گردم اہو کی طرح
بھاگی ہی دور ہی سی دیکھ کی صحرا ہمکو

بس ہی تدبیر درستی ہو کاری جہان زلف
کہ شکستون سی بنایا ہی سرا پا ہمکو

جا بجا نام تو جون نقش نگین چہوڑ گیے
اور ہمدرد کہان ہو ہنوا بحضرت دل
نہیں کر سینہ دل ہاتہ سی کہتا ہی وہ مست
اثر لطف سے طاعت سی بہی اپنی پیدا
نخل حرما کیطرح باغ محبت مین ملا
ایکدم تنگ دہ آئی تہی بغل مین اسیر
کشتہ بہی ہوتا ہی اکثر کہ مثل سیماب
تیغ سی کیا جان کہ دل اپنی نکلنی پاوے
اوسکی ہی جا سر گرداب تماشائی عمر
ہو سکی لاغری و ضعف کہان مانع شوق
ہم گئی جسکی طرف جون گل بازی آدمی
رشک تہا اپنی نوشتہ مین کہ اوس نو خطکی
ہر قدم پاون مین بسر رکہتی ہین سر دشت
کرتی جون کوہ نہین ہم تو سخن مین سبقت
اپنا ہی کعبہ مقصود فقط گوہر دل
لگ گئی آنکہ جو سودی مین تری زلفونکی
حرف تلخ اوس لب شیرین سی ہر ایک بات برا
خاک سی کیونکہ ہمارے گل رعنا نہ اوگے
ایکدم عمر طبیعی ہی یہان مثل حباب
جیتی عاشق ہین بہم ایک کا ہی ایک عزیز

خاک گم ہو گئی کیا ڈہونڈہنی عنقا ہمکو
درد اب اسکو ہمارا ہو تمہارا ہمکو
کب بنا تا تہا تنہیلے کا ہیولا ہمکو
نقش سجدہ کا ہی پیشانی پہ ٹیکا ہمکو
کثرت زخم سے ایک خلعت زیبا ہمکو
غم دوری سے کیا تنگ ہی کیا کیا ہمکو
کچہہ گذشتہ سی نہین خونکا دعوا ہمکو
ہو لب شرطی تری آنیکا بہروسا ہمکو
ہر نفس باد مخالف کا ہی جہوکا ہمکو
تیری جانب پر پرواز ہین اعضا ہمکو
پاس اوسنی نہ دیا دور ہی بہیکا ہمکو
خط لکہا غیر کو اور ہو لگی بہیجا ہمکو
ای جنون تو نے ہی کانٹون پہ گہسیٹا ہمکو
پردہ کچہہ ہمسی ہی سنتی کا تو لپی کا ہمکو
طوف گرداب صفت چاہیی اپنا ہمکو
شب سیاہی نی کئی بار دبایا ہمکو
ناصحا سنتی ہین ہم کچہہ تو ہی میٹہا ہمکو
کہ کسی گل سے کے دور نکی تہی مارا ہمکو
فکر امروز ہی نہ ہی غم فردا ہمکو
شمع سے جا سے ہی جوت کا نکلا ہمکو

کیا ستم ہی کہ پئے قطع رہ عشق فلک
دلمین ہی قطرہ خون چند سو مانند حباب
ملکین خاک مین جو صورتین ہی اونکا خیال
ہم وہ ہین وحشی لاغر کہ چہپا لیوی ہے
ہم نہ کہتی تہی کہ ذوق اونکی تو زلفونکو نچہیر

وله

اسمان اور وہ انسان بنا تا ہمکو
ذبح کیون کرتے ہی فتراک سے باندہا ہمکو
دل شکستہ نکر اوس یار نے سمجہا ہمکو
ہی اس عشق یہ بہی رشک کئی ہی جا ہمکو
کر دیا گریہ نے آخر سبک لیا ہمکو
اسپہ مرتے ہین کہ کیون غیر کو تونے مارا
ہی وہی جنبش لب ہاے جراحت بس قتل
ہم وہ ہین گرم رو راہ فنا جون خورشید
ٹپکا مژگان سے جگر ہوکی لہو آخر کار
خال سرمہ کا تہین چاہئی زیبائش کو
یہہ تو یون مضطرب اور یہ لا کیونکر
خط تو ارسی لکہو گور پہ تاریخ وفات
کون غلطیدہ تہا خاک سر کوے ترے
جسکے اوازسی ہین رخنکی سوہانے کبہی
ایک حلاوت ہی عداوت مین ہے اوس ظالم کی

اریسان ہو ہی ہمکا زندان عوض ہمکو
نرہی وہ بہی تب الفت نے بہو را ہمسکو
کیون نہ فانوس خیالی ہو لا ہمکو
زیر دامن نکہہ اہو سے ہی صحرا ہمکو
اب وہ برہم ہی تو بہی تجہسکو قلق با ہمکو
خاک مین تہا مگر اوس ذنب سی ملانا ہمکو
چہوڑ مونیدی ٹریہہ کر ابہی ٹہنڈا ہمکو
خط بہی جو خط شکستہ ہی سی لکہا ہمکو
تجہسہ بن دیکہی ہے عشق جسنے کہ دیکہا ہمکو
لیگئی اشک بہا جون کف دریا ہمکو
وہ نصیب اوسکو ہوی جو تہی تمنا ہمکو
کس لب تیغ کی بوسی کا ہی لپکا ہمکو
سایہ تک بہاگ گیا چہوڑ کے تنہا ہمکو
ایک مدت سی اسی تنگی کا در تہا ہمکو
آخر سوختہ ہی اپنا بہی زیبا ہمسکو
دل کا رہنا نظر آتا نہین اصلا ہمسکو
کہ رہی وصل کی تا مرگ تمنا ہمسکو
خواب شب بستر مخمل ہوا یا ہمسکو
وہ محبت نے دیا سلسلہ با ہمسکو
کہ دیا زہر بہی جو اوسنے تو میٹہا ہمکو

دیکھا آخر نہ کہ پہوری کی طرح پہوٹ بہے
ہلکی ہی جای عرق ہو بن موسی پیکان
ہمسفر ہو نہ سکا کوئے ہی اپنا تیشکن
ہم وہ ہین رند کہ اس عالم پیری مین بہے
سنگدل تین دن اب کور مین ہی پہاری تین
تو نسیحی سی یہ کہہ مرتے ہین ہم بہی تم پر
گرچہ تپ سی ہوا سوز درون جو آتش
حسرت ای خواری وحشت کہ گریبان کا یار
کہانی شیکی ف کہا مے ہی ہمنی رنج ین
نہ اوٹھین شور قیامت سی بہی وحشت مین ہم
ہم نے ترک مین فقط کر لی زیارت مجنون
وصل کا اوسکی تصور جو بندہا رہتا ہے
واہ قسام ازل صدقے ہم اس قسمت کے
دلین نشتر گہہ یار کا اب ہی کہسکا
رہی ہر طرح سی صیدی کی کبوتر کی طرح
صید ہی مین نہ فقط ذبح کا کچھ قصد رہا
ذوق باری کہ طفلان ہی کا سر پہ زمین

تہا پہر تجہا بیٹہی ہے کیون آپ جدا ہمکو
یہ ... نے کس سنے کیا تیر تقضا کا ہمکو
جا جو وہ سمجا پینے گیا تا لب دریا ہمکو
انس ہیجا نہ ہے جون پنبہ مینا ہمکو
ہی سیوم مین جو ترسے آتشکا دہرکا ہمکو
مارہی والی کا بس رشک ہمارا ہمکو
اگیا مار ہی خجالت کی پسینا ہمکو
ہو گیا ضعف سی تار رگ ہمارا ہمکو
ورنہ ہی زہر تو ہر طرح گوارا ہمکو
حب تلک کہو بہا خم تم لب مینا ہمکو
سر ہی پہرتا ہی لی آبلہ پا ہمکو
تو مری ہجر مین ہی آتے ہین کیا کیا ہمکو
جام عشرت او ہے اور داغ تمنا ہمکو
وہی پیش آیا جو مدت سی تہا کہٹکا ہمکو
ہاتہہ سے اوسکی بہت بیداد کی ایذا ہمکو
صلح بہی ٹہرے تو پہر کاہی کی چہوڑا ہمکو
ساتہہ لڑکونکی بڑا کہنیتا گویا ہمکو

ولہ

مرتی ہین تری بیمار سے ہم اور زیادہ
تو لطف مین کرتا ہی ستم اور زیادہ
وین کیونکہ نہ دہ داغ الم اور زیادہ
قیمت مین بڑہی جو لگی جو رستم اور زیادہ
ساتہہ اپنی ہی اب فوج الم اور زیادہ
کر تو بہی بلند آہ اسلم علم اور زیادہ

تیر اوسکی جو کی تیغ ستم اور زیادہ
مشتاق ستم ہا ہو گئے ہیں ہم اور زیادہ

شرکت سے کے سرافراز ہیں ہم اور زیادہ
جون شاخ بڑھی ہو سکے قلم اور زیادہ

کر شرح جنون سے کیجے رقم اور زیادہ
ہو چاک ابھی جیب قلم اور زیادہ

دیتا ہی وہ دم باز جو دم اور زیادہ
شیشی کیطرح ہو گئی ہین ہم اور زیادہ

کہیراتا جو یاد آیا تیرا ہو کی ہم آغوش
کہیرانی لگا سینہ مین دم اور زیادہ

کچھہ کی رقم شوق سے نے تاثیر جو پیدا
اوٹھنی لگا قاصد کا قدم اور زیادہ

لذت سے محبت کے ہی ہر زخم جگر کو
ذوق نمک درد و الم اور زیادہ

کرتی ہین سیہ ورق چرخ سے کے ابدل
نالہ سے نہین کو سے قلم اور زیادہ

کیا ہوگا دو چار قدح سے مجھے ساقی
مین لوٹ کا تری سر کی قسم اور زیادہ

گر میری طرح دوش پہ ہو بار محبت
ہو پشت فلک مین ابھی خم اور زیادہ

دشمن کی نجاست دی نکا ہو یہ کرجون تیغ
ہی خم ہی تو ایک اوس مین ہی خم اور زیادہ

ہم جنکو سن از مرگ بھی یاد و ہین تنگ
تنگ اوسکو کری کنج عدم اور زیادہ

اوس زلف کی ماری کی اگر خاک کو چاٹے
پیدا لب افعی سے ہو سم اور زیادہ

اس عاشق بیچارہ کا ہی آج یہ احوال
گریہ سے ہی آنکھونمین ورم اور زیادہ

پیتی سے سینہ پیرا پانو کمان تک
بس پانو نہ پھیلا شب غم اور زیادہ

اوس شوخ ستمگر کو مرا مرگ ہی منظور
ہی زہر نگہا تجھی سم اور زیادہ

ہستی تنگ نہ تھی کچھہ ہونا کا ہی ایسا
ابھری ہی حباب لب یم اور زیادہ

وہ دلکو جرا اگر جو لگی آنکھہ جرا لینے
یارون کا گیا اوٹھ یہ بھرم اور زیادہ

ہی سوز محبت سے یہ یہ خاکمین گرمی
کیونکر نہ اوٹھا دے سے وہ قدم اور زیادہ

دکھلائی جو وہ صید فلک جسکی شوخی
ہو آہوی رم دیدہ کو رم اور زیادہ

ہی روشن نقطہ آب میرے پر ہی جسم ہی
بہر کی ہی جو یون آتش غم اور زیادہ

ہی نکہت ریحان کا دماغ اب کسی تجہہ بن
آتا ہی مرا ناک مین دم اور زیادہ

جو بیت کی لکھے ہین بچی بات کب اونسے
روکین تو ابہر جاے شکم اور زیادہ

جہمیر سر خار سی نکلا سر خنجر
تجہہ تو سن وحشت کا قدم اور زیادہ

صید دل عاشق مین ہی مصروف وہ کافر
نجوف ہین اب صید حرم اور زیادہ

ہی باغ جہان مین بھی اگر نعمت عالے
کر گردن تسلیم کو خم اور زیادہ

بیٹی ہین ثمر شاخ ثمرور کو جہکا کر
جہکتی ہین سخی وقت کرم اور زیادہ

گر سرمہ کرے خاک خرابات کو صوفی
سو جہین اوسی پہر لوح و قلم اور زیادہ

ای تیغ ستمکار نہ پرسش مین کمی کر
ہان مجکو مرے سر کی قسم اور زیادہ

کیا تیر ہی چبنا کہ وہ جاتے سے رکی ہی
اوٹہتا ہی اوسی جا مین ستم اور زیادہ

جالیس قدم ساتہہ وہ تابوت کے ائی
کیا ہو رہین گر چند قدم اور زیادہ

سرعت ہی ابہی نبض مین جون موج رم تب
کیا ہوگا جو ہوگی تپ غم اور زیادہ

کہتا ہی مرا شوق جرحت اب کہ صد افسوس
اوس تیغ دو دم مین نہین دم اور زیادہ

کیون میں کہا کہا خدائی مین نہین اور
ہین تو رہو اب وہ صنم اور زیادہ

کہتا ہی سے گلے لگ کے مرے وہ دم خنجر
تو اوس کا بہی عشق کا دم اور زیادہ

جو کنج قناعت مین ہین تقدیر پہ شاکر
ہی ذوق برابر اونہین کم اور زیادہ

ولہ

غضب ہی آہ سینہ مین بہر کیا آتش غم کا
کہ جاری ہی مرہ داغ پہ شعلہ جہنم کا

جہاں ہمین عرصہ عشرت سی سوا چندی غم کا
کہ ہو وے عید کا اکدن تو عشرہ ہو محرم کا

تری عاشق کو ہی یون خوشگوار دم خنجر
مسلمان کو لگی جسطرح شیرین آب زمزم کا

نہ نکلے قمری کو نکلی ہی نکالی سے
کمند گردن دل ہی جو حلقہ ہجا جہنم کا

دود خط بھی جائے نالہ ہی میں پیدا ہو ل
ہا میں تھوا ہ گوشۂ پرافشانیون میں ہم

آتی ہی کان لگنی کے کیا کیا ہوس ہمین
دیکھیں ہیں جب گہر تری چودانیون میں ہم

ہاں کوہون کو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید
پھر ہیں جنون کے سلسلہ جنبانیون میں ہم

اوس خال رخ پہ جمع ہوئے قطرۂ عرق
ہندو اسیر دیکھیں ہیں دردانیون میں ہم

ہم بھی نہیں جگر پہ رہی اس قدر رہے
سرگرم سوز عشق کے مہمانیون میں ہم

مطلب سے اپنی کون ہی آگاہ جز خدا
جیون خط سرنوشت ہیں پیشانیون میں ہم

ہیں آئینہ میں صورت تصویر آئینہ
آئینہ رو کی سامنے حیرانیون میں ہیں ہم

سمجھیں ہیں سورۂ یوسف بھی ہی سوا
رکھیں دیت تری شبیہ جو کنعانیون میں ہم

کیا جانیں ہم زمانہ کو حادث ہی یا قدیم
کچھ ہو بلا سی اپنی کہ ہیں فانیون میں ہم

کیون جنکی سحر میں ہوئے شرمندہ یار سے
اب مر رہے ہیں اسکی پشیمانیون میں ہم

جا سکی ضعف سی نہیں کوچہ میں یار کے
یہ جا ہیں کاشتیں گریہ کی طغیانیون میں ہم

پوشیدہ ان نگاہوں میں سرخوش ہیں راز ہیں
شرب الیہود کرتے ہیں نصرانیون میں ہم

سینہ کی چاک سینے کی فرصت کہاں کہ ہیں
مصروف زخم دل کی نمکسرانیون میں ہم

ہم کدورت دل صیاد اگر ہو
کیا کیا اڑا رہیں خاک پر آشیانون میں ہم

دکھلائیں روز حشر کو ہیں اسطور سے
ذوق اس سیاہ نامہ کی طولانیون میں ہیں ہم

ولہ

ہیں تری رشک خط رخسار سے
دیکھیں آئینے کے جوہر خار سے

شرح فرط حسرت دیدار سے
جو نگہ ہی کم نہیں طومار سے

کہا ہی داغ آتشیں رخسار سے
کم نہیں دل مرغ آتش خوار سے

ہاتھ اوٹھا و عشق کی بیمار سے
کوئی بچتا بھی ہی اس آزار سے

انس ہی کیا دلکو تیر یار سے
ہی مشابہ زخم بھی سوفار سے

ہیں بے طرز نالہ ہای زار سے
یون نکہہ نکلی ہی چشم یار سے
نقش باطل مجکو ہی تحریر یار سے
اینہ اوس شعلہ رو رخسار سے
بی نصیب اوسکی ہین گرد یار سی
ماری گر سیلی وہ زلف پر عرق
~~ماری گر سیلی~~ شیخ موج نسیم سی ترسے
ہای قسمت تلخ کامی ہو نصیب
کرتا ہی دست جنون جب کشمکش
سنگی میری جا بکنی کوہ کوہکن
پہہ بہی اوس نازک بدان کو ہو گران
نقطہ خال اوس کا سوداخیز ہی
اوٹہہ چکا وہ ناتوان جور کیا
توبہ توبہ کہنا استغفار سی
اپنی دامن کو بچا کر جائیو
جا ہی بحر محبت مین ہمین
دل کو اپنہ کی گر گردی گداز
جو ہر اوسے یون ٹہالین حسن کے
اب وہ آئی جب نگہ کو ضعف سے
تیری ہی بانو نیزہ ای قاتل گرا

تیکی بلبل کی ہو منقار سے
قسمت جیسی خانہ خمار سے
کم نہین نازک گل خار سے
گرم ہی دوکان نقش کار سے
سیدہ انکہون کو نظر کی تار سے
ہاتہہ پڑی دندان دہان مار سے
گل چمن مین ہی نہین انکار سی
ہمکو اوسکی لعل شکر بار سے
جی او لہتا ہی نفس کی تار سی
جون صدا اوٹہہ کہسار سے
گر گر باندہی نظر کی تار سے
پھرتی ہین انکی بانو ہم رکار سے
دبکی تیری سایہ دیوار سے
وقت توبہ میری استغفار سی
برق میری واد سے پر خار سی
کشتی اوسکی تیغ لنگر دار سی
یار اپنی گرمی رخسار سی
حرف قرطاس غلط بردار سی
کم نہین شرکانکی صف دیوار سی
سر مرا اوڑ کر تری دیوار سی

اوس میں ہی کا مصر شہر زون عجب
صاف ایک ابر شفق آلودہ ہی
زلف کی مچھیا سی دل ڈرتا نہین
خاک عاشق پہ اوٹھی جاتی غبار
ناکسون سی کیا روکین وا ستکاران
بی تمیزون کو ہی نقصان لطف عام

وله

بعد مردن بہی خیال چشم فتان ہی رہا
مین ہمیشہ عاشق پیچیدہ مویان ہی رہا
پستہ قندی ہی کلام عنبرین وہ لعل لب
بندہ سکا ہم سی نہ مضمون دہان تنگ کا
جاہل منکر آپی راہ پیغمبر سی بہی
پانو کب نکلا رکاب حلقۂ زنجیر سی
شک لباس دنیوی مین تہتی ہی روشن ضمیر
آدمیت اور شی ہی علم ہی کچہ اور چیز
جلوہ ای قاتل اگر تیرا نہین حیرت فزا
حلقۂ گیسو مین دیکہی کسنی رخسار کی تاب
مدتون دل اور جگر کا دہوا سینہ مین زخم
سینکو دیکہا اوسنی اور اوسکو دیکہا چون نگاہ
اکی زلفین دلمین لیتی تہین اور اب کشتن ری
مجہ مین اوس مین ربط ہی گویا رگ تیغ گل

منتخب ہی محمد اپنا اسرار سی
زلف اوسکی سر ہی رخسار سی
ہوت بہاگی ہی وگرنہ یار سی
فتنۂ محشر تری رفتار سی
اوجہی کب دامن صبا کا خار سی
لین مین نام طفل آہ بیمار سی
سبزۂ تربت مرا وقف غزالان ہی رہا
خاک پر رونیدہ میری عشق پیچان ہی رہا
پر مری حسرت مین تو سنگ زیر دندان ہی رہا
ہاتہ اپنا فکر مین زیر زنخدان ہی رہا
جہل سی بوجہل اپنی نامسلمان ہی رہا
توسن وحشت ہمارا گرم جولان ہی رہا
جامہ فانوس مین بہی شعلہ عریان ہی رہا
کشتۂ طوطی کو ثریا پر وہ حیوان ہی رہا
دیدۂ بسمل کیا دیکہا کہ حیران ہی رہا
شب مرحالہ نشین سر در گریبان ہی رہا
آخر شبہ دل بہ گیا خون ہو کی پیکان ہی رہا
تو نہ رہا آنکہون مین اور آنکہون سی پنہان ہی رہا
ملک دل اپنا ہمیشہ کا خرابستان ہی رہا
وہ نہ رہا آغوش مین لیکن گریزان ہی رہا

تجکو ہی سب تحیر کی ہونی لگی جون روز حشر
سمجھا یہہ گنبد کی بدلی اسمان لینی لگا

ہی جو غنچہ کا چٹکنا او کلیون کی سی چٹک
یہہ بلا مین کسکی باغ ای باغبان لینی لگا

نسکی آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنی بہار
اپنی بوسہ اب وہ غنچہ دہان لینی لگا

پیر جو کرنی لگا عشاق پر تیر نگاہ
چشم کی گردش سی وہ کارستان لینی لگا

حسن سی ہی تا دل آہن ہی گرم اختلاط
شمع کی کلگیر جب مونہہ مین زبان لینی لگا

موت اوسکو یاد کرتی ہی خدا جانی کہ گور
یون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینی لگا

رات کو ای ذوق اوسکی نوک مژگان کا خیال
تن پہ ہر موسی مری کارستان لینی لگا

ہون یہہ لاغر جہک کی قامت ایک حسن کے بوجہہ تلی
جون کباد ہلتا ہی پلک کس بوجہہ سی

یہہ سر اپنی گران خاطر ہون مین جاتا ہی جا بجا لوٹ
اپنی قلاب ہی میری قفس کی بوجہہ سی

زندہ تو دونی ہی اور تیری بلین مردہ ابین
بوجہہ شاید چشم کا ہی کم نفس کی بوجہہ سی

مت لگا ای عشق دلکی آبلہ پر نیش غم
ٹوٹ جائیگا یہہ گنبد اس کلس کی بوجہہ سی

پانزدہ وی ناقہ کی گردن مین دل نالان جرس
بوجہہ کم ہی اس کا ای نیلی جرس کی بوجہہ سی

نکلی دنیا سی کہان احمق اوٹھا کر بار حرص
رنگیا یہہ تو گدا دلدل مین ہوس کی بوجہہ سی

کیا ہوا دل سی لیا کر ایک کوہ غم اوٹھا
یہہ نہین ای ذوق دنیا ایسی دس کی بوجہہ سی

ولہ

کہان ملک کہون ساقی کہ لا شراب تو دی
نہ دی تو جام ڈبو کر کوئی کباب تو دی

بجہی کا سوز دل ای گریہ یمین آب تو دی
وگر نہ آگ مین دنیا نہین عذاب تو دی

کہلی ہین یاد سی گلشن مین غنچہ نرگس
ذرا دکہا دسی تو چشم نیم خواب تو دی

ملا سی اپنی آمین پر ادمی اون کا
تسلی آگی مجہی وقت اضطراب تو دی

صبا بکہولی مین ہی کشتگان زلف کی خاک
کہ بعد مرگ ہی معلوم پیچ و تاب تو دی

بلا سی کم نہو گریہ سی میرا سوز جگر
بجہا پر اوسکی ذرا آتش عتاب تو دی

شکار رشتۂ عمر اک کو تری مقدور — ہوا تو یہہ ہی کہ بوسہ بزور کاٹ تو دی
نشہ مین بوسہ کسی جو کبھی حساب کیے — جو مجھکو دیتی ہین بوسہ بلا حساب تو دیے
جواب نامہ نہین گر تو رکھہ دو نامہ یار — جو پوچھین قبر مین عاشق تری کچھہ جواب تو دیے
رکھی ہی حوصلہ دریا کب اہل ہمت کا — نہین یہہ اتنا کہ بھر کاسۂ حباب تو دیے
خاک دلون کی اگر اوکا سر و دو رخ مین — پری تو واقعی ایک بار آگ داب تو دیے
پہنچ رہون کا سر منزل فنا ای ذوق — مثال نقش قدم گر نہ پا تراب تو دی

وله

کعبہ حق پرست زاہد جنت پرست ہی — حورون پہ مر رہا ہی یہہ شہوت پرست ہی
دل صاف ہو تو چاہی معنی پرست ہو — آئینہ خاک صاف ہی صورت پرست ہی
درویش ہی وہی جو ریاضت مین چست ہو — تارک نہین فقیر بھی راحت پرست ہی
جو زلف سوجھتا نہین ای مردہ دل تجھی — خفاش تو نہین ہی کہ ظلمت پرست ہی
دولت کی رکھہ نہ بار سر گنج کی امید — ہو ذبح وہ دیکا گیا کہ جو دولت پرست ہی
عنقا نی گم کیا ہی نشان نام کی لئے — گم گشتہ کون کہتا ہی شہرت پرست ہی
یہہ ذوق بھی پرست ہی یا ہی صنم پرست — کچھہ ہی بلا سی لیک محبت پرست ہی

وله

شوق نظارہ ہی جیسی اوس رخ پرنور کا — ہی مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا
گر لکھون مضمون اپنی نالۂ پرشور کا — ہون صریر خامہ سی مین کام بانگ صور کا
ای صنم کیا پوچھتا ہی حال اس مہجور کا — دل نہ اٹکا دی کہین اسکی بلی مقدور کا
لطف جاتا ہی سرود نالۂ پرشور کا — خون دل پیتا ہی یہہ کہتا نہ تجھی مقدور کا
نزع مین بھی دہیان تہا اوس نرگس مخمور کا — مجھکو شربت مین مزا آیا مئی انگور کا
وادی ظلمت مین اپنی دخل کب ہی حور کا — پھر ایک شعلہ کا سا ہی مجھہ بھی چراغ دور کا
تیری کوچہ مین تن لاغر تری رنجور کا — ایک غبار ناتوان ہی کاروان مور کا

پہر غزل اندوق کوئی گرم سی اب تہا ۔ جانب مضمون طرز گفتہ جانان چہوڑ کر

جب چلا وہ مجکو بسمل خون مین غلطان چہوڑ کر ۔ کیا ہی تکتا پاتہا مین قاتل کا دامان چہوڑ کر

مین وہ مجنون ہون جو نکلون کنج زندان چہوڑ کر ۔ سیب جنت تک نکہاؤن سنگ طفلان چہوڑ کر

ہوئی پیدا ہی پانی جو لب او دس سوخ کی ۔ کہانی بو شکر نی تو من شیدان چہوڑ کر

مین وہ ہون گمنام جس قبر مین نام ابرا ۔ رہ گیا لب بستی قدرت جگہہ دہان چہوڑ کر

سایہ سرو چمن تجہ بن ڈراتا ہی ہمین ۔ سانپ سا پایا چمن ای سرو خرامان چہوڑ کر

ہو گیا طفلی سی ہی دلمین ترازو عشق ۔ بہاگین مکتب سی ہم اوراق میزان چہوڑ کر

اہل جوہر کو وطن مین رہنی دیتا گر فلک ۔ لعل کیون اس رنگ سی آتا بدخشان چہوڑ کر

شوق ہی اوسکو بہی طرز نالہ عشاق سی ۔ وہ سیدہ غم چہوڑ رہی ہی مونہہ نہ کی دو تنہیان

دلکو لگتی ہی لگی کا حوریان عدن سی ۔ باغ نسی سی جلا سون کی بیابان چہوڑ کر

کرسی بہی واقف نہین اوسکی کہ جسکی واسطی ۔ بیٹہی ہین گہر بار بسم خانہ ویران چہوڑ کر

وصلمین کرہو دی مجکو روتیہ ماہ رجب ۔ روی جانان ہی دیکہون مین تعشران چہوڑ کر

اندنون گرچہ دکن مین ہی بری قدر سخن ۔ کون جاوی ذوق پر دلی کی گلیان چہوڑ کر

ولہ

زخم دل پر میری کیون مرہم کا استعمال ہی ۔ مشک اگر مہنکا ہی تو کیا نون کا بہی کال ہی

تیر مین جو تیرا عاشق مضطرب احوال ہی ۔ لوح پالین پر یہی لکہا سورہ زلزال ہی

ہمنی جانا تہا کہ ہت پامین تمہاری خال ہی ۔ لیکن اب دیکہا سویدای دل پامال ہی

ابر برسون رو چکا پر سوز غم سی اب تلک ۔ خاک میری دہر کی اور نہین جیسی لال ہی

میری دود آہ سی یہان تک زمانہ ہی سیاہ ۔ آفتاب آسمان زنگی کی مونہہ کا خال ہی

مین وہ مجنون ہون کہ میرا کاغذ تصویر بہی ۔ مثل عیدی باعث خوشنودی اطفال ہی

جیسی ہی دلمین کسکی نوک مژگان کا خلش ۔ نشتر زنبور ہی تن پر مری جو بال ہی

میری خاکستر اڑی اوس سے یہ گردون سے بچا
دلکو رکہدون اوس خم شمشیر پر کروٹ سے
خال ای خورشیدرو رخ تمہارے زحل سے
عشق تعلیم نیاز و ناز اپنا کیون کرہو
جو کہ عقدی واہون جون غنچۂ تصویر
ہی یہ کاریستی نامہ یہان ملک بقا اسپہ
سر مریم کو اک کیون نی مین دود آہ
صحبت عیسی نبای خرکو انسان کسطرح
موذیون کو حق نہ دی انگشت کہتا لا دین ملا
عشق ہی ای ذوق وہ کافر کہ جسکی ہاتہ سے
نہوا اب شہادت سی گلو تر نہوا
جھلکی مین خاک ہوا تو بہی ہا دل مضطر
ہجر انج اوسکو نہ کہہ داغ الم سی العشق
کب صبا ابی ترے کوچہ سی ای یار کہ مین
خون رکہا ہی گلو لاشہ کی سمر کیا مری
عشق یہ سمجہ لیکیا ہی کہ اس کشتہ کی
ذوق بیمار محبت ہی خدا خیر کرے
کچھ نہین چاہیے تجہیز کا اسباب مجھے
اوٹہا دی یار رخ روشن کی دکہا مہتاب مجھے
کل جہان سی کہ اوٹہا لا تجا ہی حباب مجھے

اوسمین کچھ اثر رہی باقی سو یہ کوکب بہی
تا یہ قربانی صراط عشق پر مرکب بہی
تیز رہ تختالی محبت سوی محشر کوکب بہی
گر نہ مجنون انکر لیلی کا ہی کتب بہی
وا نہ قسمت وہ ہماری عقدہ مطلب نہی
روز محشر پر پری گرسایہ اوسکا شب نہی
ایسا کامل بن کہ جسمین اوسکا حال لب نہی
تربیت سی واقعی نا اہل دانا کب نہی
عین حکمت تہی کہ معدوم البصر عقرب نہی
شیخ صنعان سا مسلمان رند مشرب نہی

وله

مستعد جب وہ ہوا ہای تو خنجر نہوا
یہ وہ سیماب ہی کہ ستہ نہوا پر نہوا
خانہ دل کوی ویرانہ ہوا کبہ نہوا
جون حباب لب جو جامہ سی باہر نہوا
اکی کب جوش یہ فوارہ سی کاسہ نہوا
موی کا سر حلقہ سی پیدا ہوی اور سر نہوا
کہ یہ ازار ہوا جسکو وہ جان بر نہوا

وله

عشق کی کشتہ کیا صورت مہتاب مجھے
چاہیے بہر کفن چادر مہتاب مجھے
کی چلا آج وہین بہر دل بیتاب مجھے

چمن دہر مین جون سبزۂ شمشیر ہون مین
اسکی حیا سی دیا کرتے ہین زہراب مجھے

مین وہ مجنون ہون کہ مخصوص ہی مشتبہ خط مین
قبلہ و کعبہ لکہا کرتا تہا القاب مجھے

جوہری واقف جوہر ہین وہ کہتی ہین عزیز
تیرہ بختی مین بہی ہون تیغ سیہ تاب مجھے

کنج تنہائی مین دیتا ہون دلاسی کیا کیا
دل بیتاب کو مین اور دل بیتاب مجھے

مین نہ تڑپا جو دم ذبح تو یہہ باعث تہا
گر رہا مد نظر عشق کا آداب مجھے

ورنہ وہ شوخ کہ جو گل سی بہی نازک ہو وا
یون ہی اس طرح سی زانو کی تلی داب مجھی

ولہ

پیدا ہین روز عید شب غم سی کم نہین
جام شراب دیدہ پر نم سی کم نہین

دنیا ہی دور چرخ کسی فرصت نشاط
ہو جسکی پاس جام وہ اب جم سی کم نہین

اوس زلف فتنہ زا کی لئی ای سپہر چندم
کچہہ دست شانہ پنجۂ مریم سے کم نہین

زیبا ہی روی زرد پہ کیا اشک لالہ گون
اپنی خزان بہار کی موسم سی کم نہین

سرعت ہی نبض کی رگ سنگ مزار مین
دلکی طپش کچہہ اب بہی تب غم سی کم نہین

وحشی کو تیری چشم کی مژگان ہی غزال
صحرا مین تیز ناخن ضیغم سے کم نہین

ہوتی ہی جمع زر سی پریشانی آخرش
درہم کی شکل صورت درہم سی کم نہین

ساقی ملی ہزارون فلاطون ہی خاک مین
جو خم ہی بہی قالب آدم سے کم نہین

اوس حور وش کا گہر مجھی جنت سی ہی سوا
لیکن رقیب ہو تو جہنم سی کم نہین

شورابہ اشک سی دہوتا ہون زخم دل
تیزاب میری حق مین یہہ مرہم سی کم نہین

ناخون سی تیری پارہ الماس زخم دل
تجکو تو جلوہ گل و شبنم سے کم نہین

ای ذوق کسکو چشم حقارت سی دیکھیی
ستم سی ہین زیادہ کوئی ہم سی کم نہین

ولہ

لیتی ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے
تم آگ لینی آئی تہی کیا آئی کیا چلے

ای غم مجھی تمام شب ہجر مین نہ کہا
رہنی دی کچہہ کہ صبح کا بہی ناشتا چلے

یہی استغنا کہ ہو تو اپنی اپنی رہ سے کے — اف بھی بیتابی کہ یہاں تو وہ مومن ہو کے گھبرائے
دو جہاں کو بس برنگ مینا ہے پیکا ترا انتظار — جانب در دیکھ لی ہے جبکہ ہوش آیا ہی تھا
مقابل ہو رخ روشن کی شمع گر ہو جائے — صبا یہہ وصول لگا دے کہ پہر سحر ہو جائے
ہماری سینہ میں وہ آہ آتشیں ہے ذوق — جو دیکھے برق تو فی النار والسقر ہو جائے
وہ دیکھیں بزم میں پہلی کدہر کو دیکھتے ہیں — محبت آج تری ہم اثر کو دیکھتے ہیں
گہر کو جوہری صراف زر کو دیکھتے ہیں — بشر کی ہیں جو مبصر بشر کو دیکھتے ہیں
وہ روز ہم کو گذرتا ہے جیسا عید کا دن — کبھی جو شکل تمہاری سحر کو دیکھتے ہیں
فلک کیا غضب سازی میں ہو چشم گریاں سے — گرا تھا یہہ بھی اشک سرمہ آلود اسکی مژگان سے
یہاں تک ناتوان ہیں ہم گذر جائیں اگر جانسے — اوٹہاتی مور لاشے کو ہماری دست مژگان سے
اسی باعث سے دایہ طفل کو افیون دیتی ہے — کہ تا ہو جائے لذت آشنا تلخی دوران سے

مسدس شیخ ابراہیم ذوق در جشن
بہادر شاہ شہنشاہ غازی

سر آرائے گردون جب ملک سلطان خاور ہو — قمر دستور اعظم صدر اعلیٰ سعد اکبر ہو
عطارد میر منشی زہرہ ناظر آسمان پر ہو — زحل میر عمارت ترک گردون میر لشکر ہو
سر ہفت آسمان جب ملک و رہفت اختر ہو
الٰہی یہہ بہادر شاہ ہی ہفت کشور ہو

رہے نام سلیمان تا نگین حکمرانی سے — رہے نام فریدون تا درفش کاویانی سے
رہے دارا کو تا نام آوری تاج کیانی سے — سکندر تا ہو نامی سکہ کشور ستانی سے
ترا اے خسرو والا حشم عالم مسخر ہو

سریر سلطنت پر تو ہمیشہ داد گستر ہو

بخار ارض سی تا ابر ہووے اور ابر مین پانی
روان پانی سی تا دریا ہووے اور دریا کو طغیانی
زمین مین تا ہووے کان اور کان مین ہووے جوہر کانی
پنی جوہر ہووے قیمت اور قیمت کو نسبت ارزانی

تری شمشیر جوہر دار مین نصرت کا جوہر ہو
تری فیضی مین بحر بر گہر ہو کان پر زر ہو

رکھیں تا ہووے کو آتش پہ اور آتش کو مجمر مین
گل پر تا ہووے گلدان مین تری ہو تا گل تر مین
رہی تا نافہ مین مشک اذفر اور ہو مشک اذفر مین
صدف مین تا ہووے گوہر اور تا ہو آب گوہر مین

تری آب کرم سی باغ عالم تازہ تر ہو
شمیم لطف سی تری جہان یکسر معطر ہو

طریق رہبری مین خضر ہو جب تک ہدایت فن
سہارا ہووے پا بحر غریق الیاس کا دامن
رہی ادریس تا قطع تعلق سی جہان مسکن
مسیحا کا ہووے بالاخانہ تا خورشید روشن

چراغ عمر سی تری جہان سارا منور ہو
فروغ اسلام کو ہو از تو دین پیمبر ہو

شفق گلگونہ ہو جب تک سحر کی روئی نیکو کو
کری آراستہ تا شام اپنی موی گیسو کو
ثریا نور تن تا کہکشان کی ہووے بازو کو
کری وسمی سی تا قوس قزح شرح اپنی ابرو کو

لب پان خوردہ دشمن کی لہو سی تر اخنجر ہو
سر بد خواہ فندق تری انگشتان کا ہو

گلستان مین ہو تا گل اور گل سی تا ہو بو پیدا
نیستان مین ہو تا نی اور نی سی نغمہ ہو پیدا
نہان تا تاک مین انگور ہو انگور مین صہبا
نشہ صہبا مین ہو اور ہو نشہ جب تک نشاط افزا

شرابی عیش سی تا حلق کہو ترا لبریز ساغر ہو

ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو

رہے تا کام دینداروں کو احکام شریعت سے
خوشی تا حاجیوں کو ہووے کعبہ کی زیارت سے

رہے تا عابدوں کو شوق محراب عبادت سے
نماز اہل سنت تا ہو مسجد میں جماعت سے

ترا خطبہ میں ہو نام اور خطبہ زیب منبر ہو
ترا حامی ابوبکر و عمر عثمان و حیدر ہو

قلم تا راستی پیشہ ہوا اور کاغذ صفا آئین
قلم زن تا ہو مشک افشاں کاغذی سنگ آگین

زباں پر تا سخن ہووے سخن میں معنی رنگین
سخن تا داد چاہے اور تا اہل سخن تحسین

ترا ادراج ہو تا نام خسرو ادب مشہور ہو
ہمیشہ تہنیت خواں ہو دعا گو ظفر ہو

وہ کون ہے جو مجھ پہ تاسف نہیں کرتا
پر میرا جگر دیکھ کہ میں اف نہیں کرتا

کیا قہر ہے وقفہ ہے ابھی آنے میں اوسکے
اور دم مرا جانے میں توقف نہیں کرتا

کچھ اور گماں گذرے ہے لیکن ترے کافر
یا آئینے میں جو رہ یوسف نہیں کرتا

پڑھتا نہیں خط غیر مرا واں کسی عنواں
جب تک کہ وہ مضموں میں تصرف نہیں کرتا

دل فقر کی دولت سے مرا اتنا غنی ہے
دنیا کی زر و مال پہ میں تف نہیں کرتا

تا دل نکرے صاف صفا سے صوفی
کچھ سود صفا علم تصوف نہیں کرتا

ای ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر
آرام میں ہے وہ جو تکلف نہیں کرتا

ولہ

جینا ہمیں اپنا نظر اصلا نہیں آتا
گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہیں آتا

کیا جانے اسے وہم ہے کیا میری طرف سے
جو خواب میں بھی رات کو تنہا نہیں آتا

کس دم نہیں ہوتا قلق ہجر سے مجھکو
کس وقت مرا منہ کو کلیجا نہیں آتا

ہم رونے پہ آجائیں تو دریا ہی بہا دیں
شبنم کی طرح سے ہمیں رونا نہیں آتا

آتا ہی تو آجا کہ کوئی دم کی ہی فرصت
پھر دیکھنی آنا ہی ہی دم یا نہین آتا

ساتھہ اونکی ہین ہم سایہ کی مانند ولیکن
اس سیر جدا ہین کہ لپٹا نہین آتا

دل مانگنا مفت اور پھر اوسپر یہہ تقاضا
کچہہ قرض تو سنتا یہ تمہارا نہین آتا

قسمت ہی سے لاچار ہون اے ذوق وگرنہ
سب فن مین ہون مین طاق مجہی کیا نہین آتا

جرأت

جرأت تخلص قلندر بخش نام سلسلہ اوسکے نسب کا ایمان محمد شاہی تک پہنچتا ہے
جسکو کہ نادرشاہ کے جلادون نے گرفتار کرکے مار ڈالا علم موسیقی
مین بہی دست قدرت حاصل تہی مگر ستار نواز خوب تہا اور منجم بہی تہا ابتدا
عمر مین اندہا ہوگیا خوبصورتون اور گانے والیون کے ساتہہ بہت رہتا
تہا ایک مدت ملازم درگاہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر عالم شاہ بادشاہ
بادشاہ کی ہان رہا مصحفی اور انشا اللہ خان سے مقابلہ کیا کرتا تہا
قریب بیس برس کے گذرتے ہین کہ اس جہان فانی سے انتقال کیا
نہایت صنعت کار تہا اور اکثر اشعار اون معاملات کی کہتا جو کہ درمیان
عاشق اور معشوق کے ہوتے ہین مسطور یادگار یہہ چند اشعار اوسکی دیوان سے
انتخاب کئے

انتخاب دیوان جرأت کا

نالہ موزون سے مصرع آہ کا چسپان ہوا
تو رہہ گردون وہ اپنا مطلع دیوان ہوا

حسن دیکھا اوسکی یہہ آئینہ خانہ دہر کا
فی الحقیقت تب وہ اپنا آپ سے حیران ہوا

آتش دل بہی تہا جوش تہلکا آنی تہا طفل اشک
رفتہ رفتہ اب تو یہہ لڑکا کوئی طوفان ہوا

ائے ہو مرقد پہ میری ہو کلدر ہو گئے
خاک ہوکر بہی غبار خاطر یاران ہوا

اشک رنگین سے جو اپنی کر دیا پیراہن گل سا | رشک صد گلشن ہمین یہہ کوچۂ زندان ہوا

گرچہ مرتا ہے مین جرات صورتین دیکھتی رہین | پر نہ جو درد کا بتلا وہ ہی انسان ہوا

تعریف محمد صلعم

محمد ہی ہی ممدوح ذات کبریائی کا | کہی شیدہ گر اوسکے مدح دعوا ہی خدائی کا

گروہ انبیا مین وہ ہی حق کا برگزیدہ ہی | سوا اوسکے لعنت کو ملا ہی مصطفائی کا

دلیل اوسکے ہی یکتائی کی یہہ لاریب جرات | کہ تہا سایہ نہ اوس محبوب ذات کبریائی کا

شروع غزل

رتبہ گل نازکی کا دلا کاشش تو پاتا | ہاتون سی جو گرتا تو وہ انکھون سے اوٹھاتا

منستا دل صدچاک پہ کیون دستہ گل آہ | اتنا نہ وہ گلرو جو اسکی یہ چہرا تا

تنہائی پہ اپنی ہون نپٹ شسدر و حیران | آئی کا جو ہی نام تو رونا نہین آتا

پتھر کا جگر و سینہ تو یون سنگ ہی متیاب | جون آگ لگی کو کوئی پہرتا ہی بجھاتا

ولہ

اور ہی شب کو تصور مین تری اور گئی نیند | جون جون انکھون کو مین انکی شگفتہ بند کیا

حالت عشق مین تری وعدہ پہ شب سو سو بار | کھولا انکھون کو ادہر مین اور ادہر بند کیا

ولہ

شب گزاری مری سن کہتی تہی یون ہمسائے | کوئی پوچھو تو کہ اس شخص کو آزار ہی کیا

ہمدمون نے مری پوچھا ہی وہ ہو کر نالان | کیون گرانی ہی یہہ اس شکل سی بیمار ہی کیا

اسعد رحلد کہان جاتی ہی ای پیک رشک | کچھ خبر کہہ تو سہی حال دل زار ہی کیا

دلگی لگ جا تیکو سونا زوا او اہت نشیمن | وہ ستمکار فقط ایک طرحدار ہی کیا

مین جو سوتا ہون تو پوچھی ہی وہ آتے ہی شتاب | تونی دل جسکو دیا ہی وہ ستمکار ہی کیا

دل کو تہامی ہوئے جسکا تماشا ہی کیون کہہ تو سہی | جرات اسکا نفس یہی بتا تجہی دشوار ہی کیا

ولہ

ترا دل سنگدل دیکھا مین جب | کسی کافر کا دل ایسا نہو گا

کریگا کر زیادہ وہ مجھکو بیتاب
کبھو جرات کو اپنی ہاتھہ سے جان

جستجو مین دلکی بہلا ہنسکے جی کہونا پڑا
نقد دل اپنا لگا یون جرات اوسکی مفت ہاتھہ

سینہ شوخی یہ کہتا ہی وہ قاصد سی مری
جرات اینوہ ہو درکار اگر بعد فنا

آہ کیون کر نہ جدا ہمسی وہ پیارا ہوتا
تنگ کر تم گہر سی نکل آتی نہین تو پیارے

کل وہ اکبار یہہ بگڑا تہا کہ بس ہمتو تہی
تنگ گہبرا گئی تم اسکی نہین جرات لی

کیا کہین کیا تری مریض کا حال
کل پرستار اوسکی تہی جو لوگ
شمع سان جنکی تہی زبان دراز

کل اضطراب سی وحشت زدہ مین اوس بن
اب یہہ خبر ہی تری بیمار کی کہ سبکو

در پر جو سنا جو مجکو تو جہگڑنے کو میری
غم رو رو کی کہتا ہون تجہہ اوسی اگر اپنا

کر رو برو اوسکی کسی غمخوار کو جیسکی
تو کیا کہون کہتا ہی عجب شکل سی مجکو
اب گذارا نہین اوس شوخ کی در پر اپنا

تو ہمسن اور تو رسوا ہوگا
کہ ایسا شخص پہر پیدا ہوگا

ولہ

وہ ہنسنی کی بات تہی سو اسکا اٹ و نا پڑا
راہ چلتی جسطرح پاوی کوی سونا پڑا

ولہ

نامہ لی پر ابہی وہان جانے مین تاخیر لگا
دیکہو اوسکی مری تابوت پہ تصویر لگا

وہ نہین ہم مین کہ وہ جیسی بیمار ہوتا
بیقراری سی ابہی مینہی پکارا ہوتا
کر اوسی شکل سی غصہ وہ دوبارا ہوتا
سر اوٹہا کر ابہی دیوار سی مارا ہوتا

ولہ

ہمنی اس شوخ کو خنجر دیکہا
آج اون سبکو نوحہ گر دیکہا
اوسکا قصہ ہی مختصر دیکہا

ولہ

سو بار گہر مین آیا سو بار گہر سی نکلا
کرتی خبر کچہہ اوسکی غمخوار گہر سی نکلا
کیا کیا کسی سے کرتی اقرار گہر سی نکلا

ولہ

تو ہنسکے یہہ کہتا تہی میان فکر کر اپنا
کچہہ حال سناتا ہون مین با چشم تر اپنا
کچہہ ہو نہ سکتا ہی ہو سکتون مین وہ تو پہہم کرتا

ولہ

جسکی گہر کو یہ سمجہتی تہی کہ ہی گہر اپنا

پڑی تھی موی سر پا لباس تن تھا عریانے
کبھی اودھر دوڑتا تھا وہ کبھی لوٹتا تھا موں پر
نکرتا تھا کسی سی بات کچھہ ہرگز مگر مطلع
کچھہ ایسا کر گیا بیہوش جاتا ان ہم کو جانان کا
کیا اس عشق کی وحشت نے کیا دیوانہ اب کو
مت یہہ گھبرا کر کہو اب گہر گزیدہ جایگا
گریہی ہر دم کا غم کہاتا ہی تو اے ہمدمو
وہان سی آیا ہی جواب خط کوئی سنلی ذرا
لوگ کہتی ہین جو وہ بیزار ہی تو ہی بتول
لیک سچ تو یہہ ہی وہ روٹھی تو روٹھی جیتو
نیت بلاؤ بزم مین جرات کو اٹھی تھی بات
نہین کر نکا رسوا مجکو تجہسی ٹھہر مت جانا
کرون گر بزم مین پہر خستہ پا دنالہ ایسا
تری قربان جاؤن لی گلی لگجا کہ لوگون مین
کسی کا ہون گریبان گیر گراکی تری در پر
جواب محفل مین مجکو نک رہون لب خم حسرت سے
گمان ہر کسی ایسا آپ گر پہر روٹھہ جاوین مین
بگڑ کر اب تری گہر مین کسیکو کرنہ آتی دیکھتا
جو پہر دیکھون کبھی لوگون مین بیٹھی نقطون سے
جو پہر بہر کی تہندی سانس مین تجہسی جاؤن نکا

پڑا تھا یا خاک پر تھا بستر اخار مغیلان کا
نہ تھا کچھہ ہوش اوس وحشی کو اپنی جسم عریان کا
یہی ورد زبان تھا اوس کے نقش درد ہجران کا
نہ جی کو ہوش ہی دل لگا نہ دلکو صبر جانان کا
عجب احوال لکھا ہمنی کل اس خانہ ویران کا

وله

کوئی مرجاوے کا صاحب آپکا کیا جاے گا
دیکھہ لیجو ایک دن آپ ہمکو غم کہا جائیگا
مین نہین ہون آپ مین مجہسی سمجہا جائیگا
تیری کچھ رنجش سے کچھہ ایک وضع پر آجائیگا
دل مرے پاس مین نہین تجہسی تو روٹھا جائیگا
آگ سی سینہ کی دلون مین آگی بہڑکا جائیگا

وله

جو پہر محفل مین روون تو مری آنکہین نکلوانا
تو پہر مجکو قیامت تک تو اپنا موںہہ دکھلانا
بلا مین پہر تری لیلون تو میری ہاتہہ کٹوانا
تو پہر صاف ای پری رو جانتو تو مجکو دیوانہ
تو پہر جسطرح تو چاہی انکہین مجکو دکھلانا
نہ صورت دیکھنا میری قیامت تک جہنجہلانا
تو پہر رکھیو گوارا تو نہ وہ رنگ نبی بڑا ئٹانا
تو اپنی شیرین زبان مونہہ مین جو کچھہ اوی تو فرمانا
تو میری گرمی صحبت سی تو ایجان گہبرانا

رباعی یا غزل مین صاف تیرا تمام بہر لاؤن
اگر اب ٹوٹ جاؤن یا وہن پڑہتی ہی مین ترے
پہرون اشعار جرأت کی اگر یہہ جست چال ای
جب مینی کہا ای جب خود کام دری آ
ہی صبح سی عاشق کی تری حال بہت تنگ
ناصح مری رونیکا نہ مانع ہو کہ عاشق
اتا ہی گر اس ابر مین ای ساقی گلفام
گر دیدہ و دل فرش کرین راہ مین جرأت

ولہ

بعد مدت کی جو گہر اوسکے ہمین لائی نصیب
چہپ سا ہی کسو کے سنتی ہین جیسا دس در پر
الغیب اوسکو اکیلا جو کہین پائی آہ
قول پر اپنی نہ ٹہرا وہ تو بد عہد اوسی
آہ قسمت مین نہو یار سی ملنا تو بہلا
وقت گلگشت چمن ہم ہی کہتی ہین کیہ آہ
درد فرقت ہی سدا شوخی طالع ہی سی پہلا
اوسکی بن دیکہی بہلا کیونکہ نہ کہین ابدا
اسکی مٹہی اوٹہتی گے تہی اوسکی طرف
سو بہر اوٹہتی ہی گہر طالع برگشتہ سی
ربط دو شخصون مین سنتی ہین تو ای جرأت

ولہ

بلامین ہاتون سی میرے جو لین بہار آت

تو ای پیاری زبان تمام تو میرا بہر لانا
تو پہر محفلمین تو مجکو نہ ٹہلانا نہ بہلانا
تو حرف زیست میرا صفحہ ہستی سی مٹوانا

ولہ

تب کہنی لگا چلتی اوید نام پری جا
معلوم یہہ ہوتا ہی کہ تا شام مری گا
اگر یہہ نکری کام تو پہر کام کری کا
تو باوہ گلرنگ سی تو جام بہری لا
ممکن ہی نہین جو وہ دلارام وہر یا

ولہ

بات کرنا ہی قسمت مین ہوا ہای نصیب
سر کو رکہ زانو پہ ہم کہتی ای وائی نصیب
ایسی ای قسمت بد ہمنی کہان پائی نصیب
نہ کہا ہمنی برے اپنی سے ٹہرا نصیب
کیا کرین کوی کہان جاکے بد تو ای نصیب
کس بیابان مین یارب ہمین لے آئی نصیب
ایسی قسمت کو لگی آگ یہ جلجائی نصیب
جو کہ قسمت کا لکہا ہو وہی دکہلائی نصیب
وصل تہا اوسکا کسی طرح سی ہو جائی نصیب
دیکہین کب منزل مقصود کو پہنچائی نصیب
سر کو ٹکرا کی یہی کہتی ہین ہم ہائی نصیب
بلامین ہاتون کی لیتا رہا میں ساری رات

مجکو لیجیلی ہین اوس بزم مین اس طرح سی ہم
دیکھو مجکو بہی وہان سی نہ نکلوائیو تو
کی رہِ عشق مین تقصیر نہ جرات سی دغا
لگی کلیسی طاقت اٹھی نا زمین نہین
کیا رک کی وہ کہی ہی جو تک آلگ کی بیٹھی چلون
پہلو مین کیا کہین جسکر دل کا کیا ہی رنگ
فرصت جو پاگی کہی کبہو درد دل سوا ہی
آتش سی پہک رہی ہی مری تن بدن مین آہ
اوس بت جہان کچہہ نظر آتا ہی اور ہی
کیا جانی کیا وہ اوس سی لوٹی ہی جیبہ چہٹی
سنتا ہی کون کس سی کہون درد بیکسی
ہرچند ہی ملطف شب ماہ سیر باغ
دیکھنی کی راہ نکلی ہی کیا حسرتون سی جی
طوفان گریہ کیا کہین کسوقت ہمنشین
حیرت ہی مجکو کیونکہ ہی جرات وہ جیتی

ولہ

شکل دو دن سی جو تمہی ہمکو دکھلاتی نہین
اس دل وحشی سی کیون ہم بہاگی دور دور
ہر جگہہ [illegible] نی سی میری دلین کہون کتی ہو تم
گر نہ دیکہونگا تمہین تو او رہونگا بیقرار
اوسکی جانی سی مری دل مین نہین کچہہ اوس طرح

کہ ولا کیجو فسانہ دو وہان جا کی کہین
بہولیسی دشت نوس وہ نہ دوڑا کی کہین
مجنون چلا جائی کسیکو بہی نہ بٹہلا کی کہین

ولہ

ہی ہی خدا کیو اسطی مت کر نہین نہین
بس بس پری ہی تو شوق پہر آج تحسین نہین
کس روز اشک خون سی تر آستین نہین
وہ بدگمان کہی ہی کہ ہمکو یقین نہین
جیسی کہ روبرو وہ رخ آتشین نہین
گویا وہ آسمان نہین وہ زمین نہین
کیون اور کیا جہان مین کوئی حسین نہین
ہمدم نہین ہی کوئی مرا ہمنشین نہین
اندھیر ہی کہ وہ نہ حسین نہین
وہ روبرو جو آئی دم واپسین نہین
موج سرشک فلک ہفتمین نہین
جس بن قرار جی کو ہمارے کہین نہین
نکلا ہی شکل مین ہمیت کل آج تک آئی نہین
اپنا دیوانہ ابہی تجہو نہ سودائی نہین
مین تمہی دیکھتا پہرتا ہون ہر جائی نہین
اس مین رسوائی ہی کچہہ مفت رسوائی نہین
ہی یہی حسرت کہ کیونکر ابتک اجل آئی نہین

پھر کہوں غیر سے پھر ربط ہوا تجکو کیا — وله — کیا برا مان کے کہتا ہی بھلا تجکو کیا
سر اٹھانا تجھے بالین سے دشوار ہی اب — کیوں دلا بیٹھے بٹھلے یہ ہوا تجکو کیا
پوچھوں رنجش کا سبب اسسے تو جھنجلا کے کہے — گر خفا ہوں تو میں ہوں آپکو جا تجکو کیا
ہم اسیران قفس کیا کہیں خاموش ہیں کیوں — راہ لے اپنی چل اے باد صبا تجکو کیا
ہاتھ اٹھاتا نہیں گر عشق سے میں او ناصح — تو نصیحت سے میرے ہاتھ اٹھا تجکو کیا
گر کہوں نام حسد الکئے ہو کیا تم ہی بھلے — تو یہ کہتا ہی بھلا ہوں تو بھلا تجکو کیا
میرے ملنے سے کسینے جو کیا منع تجھے — تو نے اسباب کو سنگر نہ کہا تجکو کیا

ترجیع بند

نہ کیہ کہ رو سکے زانوے غم پہ سر کو دہرے — بغل میں کیوں نہ دل اپنا تڑپ تڑپ کے مرے
خبر جو ہووے اسے تو وہ کچھ عذر آ کے کرے — سو اپنے حال سے آگاہ کون اسکو کرے

نہ قاصدے نہ صبا نہ مرغ نامہ بر
کسے ز بیکسی ما نبرد خبرے

غم فراق سے ہیں دکھہ پہ دکھہ الم پہ الم — جگر پہ داغ مژہ اشکبار لب پہ ہے دم
سنائیں کس کو کہیں کون اس سے اپنا غم — نہ کوئی یار نہ کوئی رفیق نہ ہمدم

نہ قاصدے نہ صبا نہ مرغ نامہ بر
کسے ز بیکسی ما نہ برد خبرے

وبال جان ہوئی اب تو زندگانی آہ — غم فراق سے ہے سخت اپنا حال تباہ
یہی خیال گذرتا ہی اب تو شام و پگاہ — عجب طرح کی مصیبت میں ہم پھنسے اللہ

نہ قاصدے نہ صبا نہ مرغ نامہ بر

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسی زبیکسی مانی ہے رو خبر ہے

نہ تن میں اب رہی طاقت نہ دل میں صبر و قرار
نہ کوئی دست ہی کہ ہو جس سے مطلع و یار
نہ پاس ہی کوئی گھر میں بجز در و دیوار
نہ دوستدار ہی کوئی نہ یار نہ غم خوار

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسی زبیکسی مانی ہے رو خبر ہے

بغیر حسرت افسوس پاس کچھ نہیں آہ
یہی ہے حال تو جینے کی آس کچھ نہیں آہ
غم فراق سوا اپنے پاس کچھ نہیں آہ
یہ واقعہ اوس سے وہ ناحق شناس کچھ نہیں آہ

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسی زبیکسی مانی ہے رو خبر ہے

تھمے اب اشک بہانے سے چشم تر کیونکر
نہ ہو وہ گھر میں تو ویران لگے نہ گھر کیونکر
بن اوس کے آئے ہمیں زندگی نظر کیونکر
ہوا نہ بیخبری کی اوسے خبر کیونکر

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسی زبیکسی مانی ہے رو خبر ہے

جو اجنبی ہے یہ کوئی اگر کہے و بیگاہ
عزیز ہے تو بتا اوس سے وہ بھی ہے آگاہ
لگی ہی جسکی لگی ہے یہ تیرا حال تباہ
تم ہم یہ رو رو کے کہتے ہیں کچھ نہ پوچھو آہ

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسی زبیکسی مانی ہے رو خبر ہے

تڑپ راہ میں قیصر تنہا لمبے یہاں وہ رشک قمر
نہ ہم میں اتنی تھی جرأت کہ جائیں اوسکے گھر

اگرچہ آن بنی ہے اب اپنی جان ہی پر | ولے سب سے ہی چھپکے اسے ہو کیونکر خبر

نہ قاصد سے نہ صبا سے نہ مرغ و نامہ بر سے
کسے نہ کیسی نامہ بر د خبر سے

گرچہ طعنے دیتے ہیں اب لوگ بہتیرے مجھے | چین پڑتا نہیں کہ آئے بن تیرے مجھے
کہ نہیں جنبش یہ تکو کہ چلا جاتا ہے جی | کچھ بُرے آثار آتے ہیں نظر تیرے مجھے
کیا غضب ہے دیکھنے کو جسکے پھر پھر آویں | آنکھ دکھلا کر دو داد لٹا دو رہے پھیرے مجھے
مت گرفتار ہونے جھنجلا دو ذرا سوچو یہ بات | مجھیں پا کیا ہے جو رہتے ہیں سب گھیرے مجھے
ایک اوسکے جانیکے لئے ای اضطراب | آہ کس کس کے لئے پھرتا ہے تو ڈیرے مجھے
نبضیں چھٹ جاتی ہیں جب کہنا کسیکا یہ مجھے | یاد آتا ہے کہ چل بس چھوڑ بھی دو سے رہے مجھے
جستجو اسکی میں جاتا ہوں میں جرات جا بجا | ڈھونڈتی پھرتی ہیں جو اب آشنا میرے مجھے

ولہ

ہے جو اب اسکا جلوہ گاہ خانہ بخانہ کو بکو | پھرتے ہیں چون صبا ہم آہ خانہ بخانہ کو بکو
اسکی گلی کوچے سے مت لے اڑا خاک میری چل ای صبا | رہنے دے یہاں کر تباہ خانہ بخانہ کو بکو
کیونکہ نہ قتل عام ہو ساتھ لئے پھرے ہے وہ | ناز و کرشمہ کی سپاہ خانہ بخانہ کو بکو
آمد و رفت اوسکی یہاں تھی جو فقط وہ وہ کہاں | اب تو ہوئی ہے اسکو راہ خانہ بخانہ کو بکو
جسکی ہے ہمکو جستجو دل ہی میں ہے وہ جور و | پھرتے ہیں ہم تو خواہ نخواہ خانہ بخانہ کو بکو
مارتے ہیں رشک ای خدا ڈوب مرون کہیں کدا کیا | اب تو ہے اس صنم کی چاہ خانہ بخانہ کو بکو
دید تو چاہیے نظر ورنہ ہے سب جہان پر | سایہ فگن وہ شکل ماہ خانہ بخانہ کو بکو
شکوہ یار کس سے میں جاکے کروں کہ لوگ ہیں | آگے اسی سے داد خواہ خانہ بخانہ کو بکو

سچ کہو تم کہاں تھے جان خوب پھر آئین [illegible]
ہین میرے قول کے گواہ خانہ بخانہ کو بکو

میرے اور اسکے چاہ کا اب جو ہی ذکر برملا
ست تم سے لیکے تا نگاہ خانہ بخانہ کو بکو

سنکے یہ بات ہر کہین کہنے لگا وہ مہ جبین
کیون تو پہرے ہے آج رو سیاہ خانہ بخانہ کو بکو

کیا کہون تجکو جرأت سوچ پہی ہی روز و شب
ڈہونڈہی ہین کسکو مہر و ماہ خانہ بخانہ کو بکو

خبر لے اے ستمگر کیون ہی دشمن اسکی تو جانکا
مفصل کیا کہون جو حال مین اک دم کے مہمانکا

جو دیکھے پہر نظر صورت نہین یہ کام انسانکا
ہوا ہی اب تو یہہ نقشہ ترے بیمار ہجرانکا

کہ جس نے کہولکر منہہ اسکا دیکھا بس [illegible] پانکا

بس اتنی بہی تو بے پروائیان تم ہم کو دکہلاؤ
وہ پرواز اور وہ سیر چمن تک دہیان مین لاؤ

اسیر ہین ہم اسیری اور بیکسی پر رحم کچھ کہاؤ
قفس مین ہم صفیر و مجھ سے کچھ تو بات کر جاؤ

بہلا مین بہی کبہی تو رہنے والا تہا گلستانکا

گیا وہ باسر و سامان جو خوبان کے محلہ مین
گیا وہ رشک صد بستان جو خوبان کے محلہ مین

گیا وہ غیرت خوبان جو خوبان کے محلہ مین
گیا وہ فتنہ خوبان جو خوبان کے محلہ مین

تو کس کس نے نہ اسکو روزن دیوار سے جہانکا

رہ بس ہر دم لگے ہی عشق کے نشتر رگ جان پر
ہر ایک جا اشک خونی سے ہی جوشان اپنے دامان پر

نہین جو شکل نخل تو بستان ہی گلستان پر
بجائے اشک ہی خون ناب لخت دل ہی مژگان پر

عجب کچھ رنگ ڈہنگ اب تو ہی چشم گریانکا

صدا ہی کہ خون جسکے لئے آنکہون سے بہتا ہی
میرا یہہ خانہ تن دوستی مین جسکی ڈہتا ہی

لحاظ اب اپنے بیگانے کا نہین کچھ اسکو رہتا ہی
مجھے جس بزم مین دیکھے ہی جہنجلا کر وہ کہتا ہی

چلا آتا ہے پھر کوئی عجب کچھ طور ہمسایہ کا

نظر جو اسکی فرقت مین میری حالت پہ کرتا ہے — جو پھر مذکور اسکا بن گئے وہ کوئی رہتا ہے

ولی رسوائی کا اپنی جو اسکی دل مین خطرا ہے — تماشا ہے وہ کس کس شکل پر ہم آپ پہ ہوتا ہے

کرے ہے ذکر جب کوئی میرے حال پریشانکا

گرا ہے جو یہ زخمی تو ہے انکھونکو بے خوابی — سرشک چشم کا گر رنگ دیکھو تو ہے عنابی

دیا رو دلین جنس صبر کی ہو کیون نہ کم یابی — دل مجروح سینہ مین کرے ہے سخت بیتابی

اب اس گھائل کا ٹوٹا آہ پھر شاید کوئی ٹانکا

رلیں درد والم جو اسکو رہتے تھے سدا گھیرے — نہ کچھ فائدہ مطلق کئے گو فکر بہتیرے

اب احوال اسکا کیا پوچھے ہے تو اے تند خو میرے — [illegible] دل سے آخر آنے بیمار پر تیرے

کرین ہین فکر کچھ اور اب جنہین تہا فکر درمانکا

گرفتاری کی تو کب غم سے ہم مضطر تڑپتے ہین — ہے اسکے دیکھنے کا شوق جو اکثر تڑپتے ہین

بحسرت دیکھ کر بے وجہ ہو در پر تڑپتے ہین — گذارا ہم اسیر اسکا ادہر سنکر تڑپتے ہین

کہ ہے افسوس لے روزن و دیوار زندانکا

دیا ہے جسکو ہمنے دل عزیز و کیا قیامت ہے — نہ پایا ہم جانثے اخلاص لے صاحب سلامت کے

زبان پر یہ سخن لاتے ہی آتی ندامت ہے — کہون قسمت کی کیا خوبی عجب طالع کی شامت ہے

محبت مین مگر تا ہے یون کیا کام انسانکا

نہ کچھ اپنے اب اس دلدار سے ملنا سکون ہون مین — نہ کچھ مذکور ہے جسکا زبان پر لا سکون ہون مین

غرض جو حال ہے میرا سو کب دکھلا سکون ہون مین — نہ باہم نامہ و پیغام ہی پہنچا سکون ہون مین

نہ آنا یہان کسی صورت سے ہو سکتا ہے جانانکا

خدا جانے کہ یہ گردون صد ولیے ہی لیوین سر
مگر ناصحبت دیوار کا یون جیسے ہی کیا مجھ سے
نہین یہہ جانتا ظالم کہ مجکو جیتے جی موسے
تماشا ہے کہ جن روز و تہین اسکے اتر تا ہون
تو ناحق پھر گیا تھا مجھ سے دل اس محبت جان کا

نہایت اسکی آرزو تھی جب کی منت و زاری
ولے یہ قسمت بد کی کہو نہین تمسے کیا خوبی
تو پھر تقصیر اسنے مجھ سے لے تقصیر کی بخشی
ہوا وہ خوش تو اب لوگون نے اسکے یہ منادی کی
نہ وہان جاوے کوئی نکلا یہان سے کوئی نکلا

نظر آیا نہ اس صورت کا شاعر کوئی ای یارو
سخن کا جو ہو عقدہ فکر کے ناخن سے کھولے
کرے وہ ہمسری اس سے مجالت اپنی جا ہو
نیستان سخن مین کون جرات کے مقابل ہو
یہہ زور اسکے سخن بخشا ہوا ہے یزدان کا

واسوخت جرات

یا رب اندوہ جدائی سے تو مرنا بہتر
بحر الفت مین قدم کا نہین دھرنا بہتر
گذرے غم جیسے تو بس جیسے گذرنا بہتر
ہے کنارا ہی اب اس سے کرنا بہتر
رفتہ رفتہ ہوا اب لجہ الفت مین غرق
موج زن دل مین ہے جسکے یہ دریا عمیق

قیس فرہاد سے اس بحر مین لاکہون تیراک
آشنا مثل صدف ہو کوئی تجھ سے کیا خاک
یہ گئی آ صدا آنے کہان جو ہن چالاک
حاصل ربط یہی ہے کہ جگر ہووے چاک
مجھ سے جون صبح دامن جسکا پڑا الجھا
نکلا پر نکلا اسکو کہین تھل پڑا

دلکو ہر چند مین سمجھایا کہ او خانہ خراب
جی لگا کر کسی بے رحم سے مت ہووے بیتاب
جان اسکی ستمگر موہوم کو تو نقش برآب
اب جو دیکھا ہی تو دم آنکھون مین مانند حباب
کوئی دنکا جو یہ مہمان نظر آتا ہے
ایک دریا مری آنکھون سے بہا جاتا ہے

جب ستمگر نے کیا آہ یہ حال دل زار
اور کہون صاف کہ اب کس سے تپا او ظلم شعار
جیسن آتا ہی کہ رو کش ہون میں اس سے یکبار
واقف اس راز سے ہی ایک سے ایک تا بہ ہزار

محو نظارہ یہ آیا کہ یہ دل تھا تیرا
ناز کی پر گل رخسار کب آیا تھا تیرا

آئینہ دیدہ حیران لیے دکھایا مجھکو
دل کی بیتابی نے کیا کیا نہ سجھایا مجھکو
جیسے آگاہ نہ تھا تو وہ جتایا تجھکو
اپنی وحشت نے پریزاد بنایا تجھکو

آنکھ ہر ایک سے ورنہ تیری شرماتی تھی
کل کی ہی بات تجھے بات نہ آتی تھی

تجھ مین یہ خوبی گفتار کہان تھی تو یہ
طبع عالم کی طلبگار کہان تھی تجھسے
ایسی انکھیون کی رفتار کہان تھی تو یہ
اسقدر گرمی بازار کہان تھی تو تجھسے

آپ ہی چاہنے سے تو یہ تمسو وار ہوا
کہ تیرے حسن کا ہر ایک طلبگار ہوا

آشنا آنکھ نہ غمزے سے ورا تھی و ادا
تھا نہ یہ ناز و کرشمہ نہ یہ شوخی کی نگاہ
دلبری کے نہ کچھ انداز سے تھا تو آگاہ
مین تو حیران ہون تجھے دیکھ کے سبحان اللہ

بیوفا ایسے بھی ہوتے ہین جہان مین محبوب
اپنی اس خوبی پہ مغرور ہوا تو کیا خوب

جامہ زیبی سے کہان زیب بدن تھا یہ لباس
تجھکو غیر محل تھی تیری چتون تھی اداس
آتی مخمل سے بدن تھی یہ کب کھلی پاس
پاس ان سب کا ہوا بیٹھنے سے اپنے پاس

اب جو کچھ اور بنا تو تو ہمین سمجھا ہے
گر یہی بات تیرے جی مین سمائی تو خیر

دل نہ ملا پاس میرے بیٹھ نہ بیٹھ آکے نہ آ
میرے بیٹھنے سے اٹھاتا تھا انہین پاس بٹھا
تجکو بہکایا جنہون نے انہین گھر اپنے بلا
پر یہ تو دیکھو کیا اسکا تم آ دیکھیے نگاہ

ایسی محبوب سی دل لگاون مین اپنے
گر جو کچهہ تو لی وکها یا سو دکهاون مین نہے

چشم پوشی بیلے تری مو سچا پایا ہی
جا رسو دہوم ہو خوبان جہان مین جسکی

کہ لگاون سو ایسی محبوب سی جی
نازنیاسی جو آزردہ کری دل نہ کبھی

قد قیامت ہو رخ آفت ہو بلا زلف سیاہ
جیو تون مین شرارت ہو کہ استغفر اللہ

سیر پاون ملک کوئے نہ ہوا یسی جہا
ہووی ایک حسن کے تصویر کہی سر تا پا

حسن کی منقر نہ کہین جسکو برا
جای دل جس پہ کہ نقاش ازل کا ہی کہنچا

جبکہ ہنس بول کی وہ جسی مقابل ہووی
سوچ کر دلین تو کچهہ اپنی کی گوروئی

بال بکہری ہوئی پہ دیکہی جو اوس کا مکہڑا
اور نظر ای جو اوس ماہ جبین کا ماتہا

جی بکہرنے لگی ہو حال پریشان تیرا
عقل و دین کہو کی تو سر دہنی سجدی مین جہکا

تیغ ابرو کی جو دربا کری تیر اپنے لیے
پڑی تو ایسا ہی مارا کہ نہ مانگی پانی

چشم وہ جادو بہری جکو اگر آئین نظر
اور رخسار بہری ایسی ہو انکا رشک قمر

شکل نرگس تری انکہون مین کچهہ نو ریصر
جان دی دیکہہ جہنہین لوگ نتہڈی پہ بہر

پہری اور سامنی اکی جو کوئی ہے لاتی
ہووی ار دیکہی تو ایسا کہ کبہی مونہہ نہ کہا

کان وہ کان ملاحت سہون کہ دیکہی تو اگر
صورت گل پہ شنی کچهہ تری اپنی خبر

سخت اور ابھری ہوئی ایسی ہوں پستان
ہوں ترنج چمن حسن بھی اون پر حیران

گلبن حسن شکل پہ ہم ہوں دو انار صفہان
دیکھ کر دست بدل ہوں جنہیں غنچۂ باغ جہان

پھیر کر ہاتھ پری اونکی جو بند الونی
ماری حسرت کی تو بیٹھا ہوا اٹھا لی کوٹھی

شکم ایک میدہ کی لوئی سا ہو ایسا شفاف
دیکھے غور سے اوسکو جو بچشم انصاف

لوح سیمین کو تیکی جس طرح بنا لاوی صاف
صورت چشم نے دیکھے کو اوسکی ناف

گورا گورا یہ شکم دیکھے جو جھاب سا تو
پیٹ پکڑی ہوئی پھرتا پھری بیتاب سا تو

وہ کمر جیسی کہ وابستہ رہی تار نفس
دیدۂ حسن کو بھی دید کی جسکی ہو ہوس

ہوں سرین گول بھری رانیں ہوں ایسی لکر
ساق پا ہوں پہ بلورین جو انہیں کہی مس

بیٹھ کر بہت محبت سے دبا دوں کیا کیا
تجھکو دکھلا کی مین جون شمع تن جلا کیا کیا

پاؤں وہ پاؤں ہوں اوسکی کہ حنا نکو پاوں
اور جو ہاتھوں مین اوٹھا دوں تو عجب لطف اوٹھاوں

کبھی سہلاوں کف پا کبھی آنکھوں سے لگاوں
پھر وہ لطف اوٹھا تا تجھی پھسلا کی دکھاوں

حسرت وصل دکھاوی تجھی دل ایسی کر
جسکی ہی نام سی اونکی تو پاوں پڑے

گفتگو ایسی کہ ہر بات ہو اوسکی اعجاز
گدگدی دیکھے سی دل میں ہو بدن ہو پہ گداز

گر وہی عشوہ و انداز ادا ہو اور ناز
ہوی اک حسن کی تصویر کبھی جو من انداز

گا کی دیکھ مست تی حسن مدہوش کری

قبیل ممالک شرقیہ سی وارد حضرت دہلی کی ہوئی یہہ شخص با مروت اور صاحب فتوت اور جوان مرد تہا کہتی ہین کہ ایام حکومت سراج الدولہ وغیرہ حکام بنگالہ کی اتہارہ زنجیر فیل فیلخانہ میر ماشاء اللہ خان صاحب کی موجود تہی انہین ایام مین اتفاق تولد میر انشاء اللہ کا بیچ مرشد آباد کی ہوا یہہ شاعر مجملا بقدر کفایت علوم متعارفہ سی بہی بہرہ اندوز تہا اور فن طبابت مین بہی مہارت رکہتا تہا طرز اشعار اسکی بہت شاعرانہ فصاحت افزا محمد میر سوز کے مشابہ بہت رکہتی ہی مگر ہر رنگ مین بہی مضامین اسکی سی جنسی روزمرہ اور گفتگو اس شاعر کی ظاہر اور بامحاورہ ہی دریافت ہوتا ہے

انتخاب غزلیات دیوان انشاء اللہ خان

اگر نہ مجھسی تو اگر لپٹ گیا ہوتا
تو رات تجھسی مراجی ہی نہ لپٹ گیا ہوتا

کبھی ہی خندہ قلقل تبسم گل دیکھ
ہنسی کی مارے مرا دم لوٹ گیا ہوتا

ہزار حیف ملا جا ندیسے مین ہمسی وہ ماہ
وگرنہ رات کو سب دول پٹ گیا ہوتا

دل رمیدہ لگاوٹ نی تیری تہر لیا
جفای یار سی تو کاشکی ہٹ گیا ہوتا

بشدت ایسی ہی آتش خفا ہوا تہا رات
تم اوسکو گر نہ مناتی تو چیٹ گیا ہوتا

ولہ

جگر کی آگ بجھی جسسی جلد وہ شی لا
لگا کی پر بہت مین کہا ساقی صراحی می لا

قدم کو ہاتھ لگاتا ہون اوٹھہ کہین گہر چل
خدا کی واسطی آتی تو پانو مت پھیلا

جنگل کی وادی وحشت سی دیکھہ تو مجنون
کہ زور و دہوم کی اتا ہی ناقہ لیلا

نہ اجولا تہی سی فرہاد کی کہین تیشہ
بدر دن کوہ سی کلی صدای واویلا

نزاکت اوسکی یہہ تہی کی دیکہتی اوسکو
نسیم صبح جو چہو جای رنگ ہو میلا

ولہ

ہم جو کہتی تہی تجہی تو نی بہت رسوا کیا
کیا گنہ کیا جرم کیا تقصیر مینی کیا کیا

بزم گل کی بہلا مین کیونکر رون جیت تیغ پٹ کے   کہ زمین دلکو سنگ کھینچی ہوا یہہ عقدہ زینب کا
کہنا یہہ کالی کلون کی ہی یہہ تو جر دش عدو ربی السما   پیالہ پہر پہر کی جام ساقی سمجھ تو امداد ہمک ہوا کا
شب انکہڑیون کا تری تصور خیال مین مجھکو اس قدر تہا   کر لوی نرگس کی پہی ابتک کہ نہ روا مین تھی عاکا
جو تخلص طالب حسین کا ہو تصدق و تیر کسطرح ہو   غلام قدوی ہون جسکی انشا شہید میدان کربلا کا

وله

کیون جی کیون آنکھی خاطر مین بہلا کیا آیا   زخفا ہو گئی گل ذکر جو میرا آیا
اوسکی بن پوچھی جو ہو منتون کی سمجھا دیکھی   سامنی انکھون کی اکبار اندھیرا آیا
غیر کی لمنی کا طعنہ جو دیا مین تو کہا   تہمین اس بکا کاہی کو مسوسا آیا

قطعه

یار سی اوسنی کہا راجو مجھی مونہہ سی مری   یہی نکلا کہ یہہ آیا اجی آیا آیا
مین دوبارہ جو گیا اوسنی کہا جھنجلا کر   ابہی تو روٹھہ گیا تہا ابہی دوڑا آیا
آج بیساختہ کچھہ یون ہی جو وہ آ نکلی   اوسکی انکا بڑا مجھکو اچنبا آیا
ماتھہ رک رک کی لگا حسنی تو لیلی بولے   جسمین مجنون ہی یہہ شاید وہی صحرا آیا
سعد اوٹھنی یہ متہہ تہی مری گہر سی رات   بوندیں پڑنی لگین اور ابر ایک چہا آیا
تب لگی کوٹھی کی ہاتھی کو یہہ کہنی ہی ہی   تجہی رہنا ہی پڑا پہر یہہ کیا آیا
کیا برستا تہا اسی میری ہی گہر جانی وقت   اسگہر ہی کسلئی تادل یہہ بگولا آیا
ہمنشینون نی کہا اوسکو جو قاصد پہونچی   لو مبارک ہو اجی نامہ انشا آیا

وله

جو مین کعبہ سی فقیرون لئی اوٹھایا بسترا   جہٹ دربیت الصنم پر جا جمایا بسترا
کیا یقین ہمکو ہو منزل ہی کہان ارا دلوگ   دن جہان آخر ہوا بس وان لگایا بسترا
تھکا تھکا سیلی تا کا ہو گیا ہمسمت سب   آہ کی دھونی نی سب اپنا جلایا بسترا
پھر تعویذ اوس پری رو کو لگا لایا فقیر   یعنی اس حضرت سی اوسکو دکھایا بسترا

یاں لگ گویا کوں لے اگر ابی ہی ای خبر ابتل
مرشد الله سب القب ہو یہ روشن گل کہ صبح
دشت میں ابی جو ایا ہیں وحشت ہی کہ ہے
اون قلندر مشربوں کا وقت خوش الشاخیں
خواص عجائب عیسوی کیوں نرگس ساقی آیا غ ابنا
خدا جی جانی لد یر سد یا رکی کیسی وحشت عرا طنا قست
جو لگ تشریف لے سد ہاری عدم کو اونکی خبر نہی لگی
ملکوں کا اختیار دیا ہی جو خوش یہہ زبان دراز ہی
یہ تو الفت کی داغ کو اب نظر لگا مت کسی تو ان ستا
دیکہنا جب مجہی کرشان یہہ گالی دیتا
اختلاط آلسی اور مجہسی کہاں کا ایسا
اہتو تا ہو ان ہوسنا چاہو سو پیاری کہہ لو
آخر شس ہو کی حوان پہر تو کسی بہاوی کا
تہمت یو عیش نہیں ہو منظور جو ہو
مجہی دیجی ہی عین سعادت اسینے
تیری غصہ سی جو اثر ہو خفا ناحق سبے
خیال کیجی کیا آج کام میں نہ کیا
کہاں یہہ صبر نی ولیکن لو جدا حافظ
جنوں یہ آگی دولت ہوا حصول مجہے

ولہ

سدرہ کی سایہ تلی جا کر بچھایا بسترا
بالکوں نے دہوپ میں اونکا سنبہالا بسترا
طلبی بی وحدت پر ہی کیوں بہان بچھا یا بسترا
خاک صحرا ای قناعت پر جو خوش ہو بسترا

ولہ

کر مثل خورشید چرخ چارم پہ انگہری کا مجہ داغ اپنا
ہر ایک دشمن سی دیکہی میں ہماری سینہ کو داغ اپنا
ستو احسن کہ عشق جی ہی ملا نہ ہمکو سراغ اپنا
ہماری دل نی پیت ہنسا کر سنبہال ہو یہہ الحراغ اپنا
تا کہ یہہ الحمد یہ ہو نک پڑہ کر کہہ ہی یہہ خشم چراغ اپنا

ولہ

کس سی کام سکہی ہو ابت یہہ گالی دنیا
واہ جی جان نہ پہچان یہہ گالی دنیا
پہر تمہیں ہو دے کا نقصان یہہ گالی دنیا
چند روز اور ہی مہمان یہہ گالی دنیا
کر کی بیفائدہ بہتان یہہ گالی دنیا
عاشقوں پر تو ہی احسان گالی دنیا
ہاں تجہی جا ہی نادان یہ گالی دنیا

ولہ

جب اون نی دیکہا تجہی کلالے سلام میں نی کیا
جہوٹ بندگی لیا تمام میں نی کیا
کہ ننگ نام کو چہوڑا یہہ تمام میں نی کیا

نکالا یہہ کہیں کہ خبر اختلاط کی جو سنے
جہڑک کی کہنی لگی لگ چلی بہت اب تم
کہا زبانی دل گریان کہ کہتا ہے
کہین نہ جائیو بہتان ہی یہ سب اوس پر
تمہاری واسطی ملک دین اپنی غور کرو
مقیم کعبہ دل جب ہوا تو زاہد کو
مزا یہہ دیکہنی کا شیخ جی رکی اونکی
عجب طرح کی تری چاندنی مین دیکہی رات
ہوس یہ رہ گئی صاحب نے پر کبہی کہا
پرتو سی چاندنی کی ہی صحن باغ ٹہنڈا
شفقت سی ہاتہہ تو دہر تو دلیہ میری ہاجو
مے کی صراحی ایسی لا برف مین لگا کر
ہین ایک شخص لاتی جس کی شراب التبا
ہی ترا گال لال بوسہ کا
مونہہ لگاتی ہی مجہہ منہہ پر تیرے
زلف کہتی ہی اوسکی ٹہوڑی پر
صبح رخسار اوسکی نیلی تہی
انکہڑیان سرخ ہو گئین جیت سے
جان نکلی ہی او میان دی ڈال

حوالہ بابر کی خالی جو جام مینی کیا
کبہی جو بہول کی اون سی کلام مینی کیا
صنم کو اپنی غرض اپنی نام مینی لیا
ہنسی کو واسطی یہہ اہتمام مینی کیا
کبہی کسو سی نہو تحرام مین لی کیا
روانہ جانب بیت الحرام مینی کیا
جو اوسکا بزم مین کل احترام مینی کیا
قرار جا کی جو پشت بام مینی کیا
کہ آج سی تجہی التفا علام مینی کیا

ولہ

پہولون کی سیج پر آکر دی چراغ ٹہنڈا
پہر آگ سی ہی دیکہا سینہ کا داغ ٹہنڈا
جسکی دہوین سی ہو دی تپ سی دماغ ٹہنڈا
دہو دہا گلاب سی تو کر رکہہ ایاغ ٹہنڈا

ولہ

کیون نہ کیجی سوال بوسہ کا
پڑ گیا نقش لال بوسہ کا
ہمسی ہارا ہی جال بوسہ کا
شب جو گذرا خیال بوسہ کا
دیکہہ لیجی کمال بوسہ کا
آج وعدہ نہ ٹال بوسہ کا

لگا لیا ہے آپ شوق نے سینے
رفع کیجیے ملال بوسہ کا

ہے یہ تازہ شگوفہ اور سنو
پھول لایا تھا لال بوسہ کا

عکس سے آئینہ میں کہتا ہے
کھینچ کر انفعال بوسہ کا

برگ گل سے جو چیز نازک ہو
واں کہاں احتمال بوسہ کا

دیکھ انشا نے کیا لیا ہے مضمر
تحمل یہ گال بوسہ کا

زلف کو تھا خیال بوسہ کا
خط میں لکھا سوال بوسہ کا

دوہری ہونٹوں سے زیر سایہ ہوا
تسلیم نیز حال بوسہ کا

سبزہ نو دمیدہ نے مارا
گرد رخسار جال بوسہ کا

تیری غصہ سے اب کوئی انشا
چھوڑتا ہے خیال بوسہ کا

وله

اچھا جو خفا ہمسے ہو تم اے صنم اچھا
تو ہمسے نہ بولیں گے خدا کی قسم اچھا

مشغول کیا چاہیے اس دل کو کسی طور
لے لیوینگے ڈھونڈھ اور کوئی یار ہم اچھا

گرمی نے کچھ آگ اور ہی سینے میں لگا دی
ہر طور غرض آپ سے ملنا ہے کم اچھا

اغیار سے کرتے ہو مری بات ہی تیں
پھر یہ لگی کرنے نیا تم ستم اچھا

ہم معتکف خلوت بتخانہ ہیں اے شیخ
جاتا ہے تو جا تو بھی طوف حرم اچھا

جو شخص مقیم رہ دلدار ہیں زاہد
فردوس لگی اونکو نہ باغ ارم اچھا

کہہ کر گئی آتا ہوں کوئی دم کو ابھی میں
پھر دے چلی گل کی سی طرح مجکو دم اچھا

اس ہستی موہوم سے میں تنگ ہوں انشا
واللہ کہ اس سے ہے برا تو عدم اچھا

وله

ہے ظلم اوسکو بار کیا ہمنے کیا کیا
کیا جبر اختیار کیا ہمنے کیا کیا

داغوں نے اپنی سینہ سوزاں کو اک تبسم
یہاں رشک نو بہار کیا ہمنے کیا کیا

اوس رشک گل کی خواہش نے وحشی کنار کو
اپنی گلی کا ہار کیا ہمنی کیا کیا

دست جنون سی اپنی گریبان صبر کو
اب عشق تار تار کیا ہمنی کیا کیا

اوس سنگدل کی ہجر مین جسمون کو اپنی آہ
آتش شرار کیا ہمنی کیا کیا

وحشت نہ دیکھنا نہ مشتاق تھی جو کہا
ہرگز نہ زینہار کیا ہمنی کیا کیا

جاگی تمام رات عبث منت آپ کی
کہنی کو اعتبار کیا ہمنی کیا کیا

پھسلائی اوسنی باتون تو نیت یہہ جو ذکر
پھر عجز و انکسار کیا ہمنی کیا کیا

ناہمدگر جو ہی خفگی تب گئی اوسی
بی اختیار پیار کیا ہمنی کیا کیا

آزادگی کو سلطنت ملک عشق کا
مختار کار و بار کیا ہمنی کیا کیا

رہ رہ کی دل مین آتی ہی اختیار کیون
اس دلکو بیقرار کیا ہمنی کیا کیا

ولہ

مجھی کیون نہ اوی ساقی نظر آفتاب اوسکا
کہ پیا ہی آج خم مین قدح شراب اوسکا

عجب اوس لبی نمک کی ہین اجی آپ بھی کہ تمہی
کبھی بات کی جو سیدہی تو ملا جواب اوسکا

ولہ

دیوانہ رہا مدتی مین دیکھو گی کام میرا
جب وہ یہہ سی آنکھون کا حساب نام میرا

ہمسائی اپنی مین لیتا ہون ایک حویلی
اس شہر مین ہوا اگر چندی قیام میرا

جو کچھ کہ عرض کی ہی سو کر دکھاونگا مین
واہی نہ آپ سمجھین یونہی کلام میرا

اچھا مجھی ستاو جتنا کہ چاہو مین بھی
سمجھونگا گر انشاء الله انتقام میرا

مین غش ہوا کہا جو ساقی نی مجھسی ہنسکر
یہہ سبز جام تیرا اور سرخ جام میرا

پوچھا کسی نی مجھکو اوسی کہ کون ہی یہہ
تو بولی ہنس کی یہہ بھی ہی ایک غلام میرا

محشر کی تشنگی سی کیا خوف سید انشا
کوثر کا جام دیگا مجھکو امام میرا

ولہ

اپنی یہہ سر دیتی مجھی ہی مرا ایک بار آ جم گیا
کاسہ چرخ پر بن بیازی کا سا را جم گیا

وشش جہان ہی جو تری جام بلورین پیدا
اوسکی گویا ہے تر ابرو میں بیت کی حرف

تحسین پاک کی جو نام بدن سب گرد اگرد
تربیت تجری کلمہ کی ہی نجد بر ظرف کی طرف

عل لعین قتلاً ہی بری ہی قاتل
کبھی دو چار جو شتا ہی عالی ظرف کی حرف

تیس حرف تو ہی میں سب کبھی نہ نشانہ جے
بس یہی نحو کی میں حرف ہی حرف کے حرف

ولہ

جہونک دی عشق نی جب اس امن میں آگ
عل مچا ہے گری جدن سیماب میں آگ

جلتی شعلہ برق انکھون میں پہرا ہی ی
پھونک تک جو اوٹھون ہون میں دیکھ نہ تجھی اب میں آگ

تجھ بن ای ماہ شب جا بردہم بر سب جو
پھر رہی ہی مری اس دیدہ پر آب میں آگ

جی بہہ جا ہی ہی ابہی شیشہ صہبا کو اونڈ
شمع سی دیکھی گا چادر مہتاب میں اگ

یاد مسجد میں جو آیا حرم ابرو تیرا
لگی آتش کی دم گرم سے محراب میں آگ

ولہ

دل مجھی ای پری تجھی قران کی قسم
دیتا ہوں تجھکو تخت سلیمان کی قسم

طوبی کی سلسبیل کی کوثر کی جام کی
حور و قصور جنت و غلمان کی قسم

روح القدس کی تجکو قسم اور مسیح کی
مریم کی تجکو عفت دامان کی قسم

توریت کی قسم قسم انجیل کی تجھے
تجکو قسم زبور کی فرقان کی قسم

تجکو محمد عربی کی قسم کی ہی اور
مولا علی کی شاہ خراسان کی قسم

ملت میں جسکی تو ہی اوسکی قسم تجھی
اور اپنی دین و مذہب و ایمان کی قسم

دامن کو میری ہاتھ سی کی اس نے راست جیب تک
تجکو سحر کی چاک گریبان کی قسم

مدت سی تیری چاہ ذقن میں اسیر ہوں
بالله تجکو یوسف کنعان کی قسم

قیدی ہون میں ترا بخدا دیدی حسد
اور اوس عزیز مصر کے زندان کی قسم

موسی کی ہی قسم تجھی اور کوہ طور کی
سوز و فروغ جلوہ لمعان کی قسم

سوگند بات ہی کی تجھی کچھ دلائی
نرگس کی آنکھ کی قسم اور گل کی کان کے
تجکو قسم ہی غنچہ دہن کی بات کی
سوسنکی شاخ کی قسم اور رود نیل کے
بستر مرا ہی خار مغیلان بیابان قیس
ایسی بری قسم بہی نہ مانی تو ہی تجہی
دیو سفید کی قسم اور کوہ قاف کی
تو ناچار کی قسم اور کلوا بیر کے
قسمین تو ساری ہو چکی باقی رہی ہی ایک
ہان پہر تو کہو ہای وہ کسطرح ہوی غضب
دہوم آتی تری دیوانی مچا سکتی ہین
مجہی اغیار کوئی آنکھ ملا سکتی ہین
یہان وہ آتش نفسان ہین کہ بہرین جو تو آہ
سوچی تو ہی بیٹہ رہی کہینچی صاحب
حضرت دل تو بگاڑ آتی ہین دس سی لیکن
شیخی آتی نکرا شیخ کہ رندان جہان
تو گریہ فقرا کو سمجھ لی جبروت
چارہ ساز آتی تو مصروف بدل ہین لیکن
ہی محبت جو تری دلمین وہ ایک طور پہ ہی

تجکو اپنی نازکی اور آن کی قسم
تجکو سر عزیز گلستان کی قسم
اور شور عندلیب غزلخوان کی قسم
فرعون کی قسم تجہی ہامان کی قسم
لیلی کی ہی تجہی صف مژگان کی قسم
تجکو اوسکی شوکت و ذیشان کی قسم
باغ ارم کی اور پرستان کی قسم
کالی بلا کی غول بیابان کی قسم
مینل تلی کے بہتی کی شیطان کی قسم
آتشا تجکو مری جان کی قسم
کیا بہی عرش کو چاہین تو ہلا سکتی ہین
موہنہ تو دیکھو وہ مری سامنی آسکتی ہین
آگ دامان شفق کو بہی لگا سکتی ہین
چٹکیون مین مجہی کب آپ اوڑا سکتی ہین
اب بہی ہم چاہین تو پہر بات بنا سکتی ہین
انگلیون پہ تجہی چاہین تو نچا سکتی ہین
ذات مولا مین بہی لوگ سما سکتی ہین
کوئی تقدیر کی لکہی کو مٹا سکتی ہین
ہم گہٹا سکتی ہین اوسکو نہ بڑہا سکتی ہین

قطعہ

کرکے جھوٹا نہ دیا جام اگر تو نے تو چل — مارے غیرت کے ہم اغنیون تو کہان مل سکتے ہین

ہمنشین تو جو یہ کہتا ہی کہ قدغن ہی بہت — اب وہ آواز بھی کب تجکو سنا سکتے ہین

ای نہ آواز سناوین مجھے در تک آکر — اپنے پاون کے گڑون کو تو بچا سکتے ہین

ایک ڈھب کے جو قوافی ہین ہم انمین انشا — ایک غزل اور بھی چاہین تو سنا سکتے ہین

ولہ

آپ سو روپ سے گو روپ بدل سکتے ہین — پر کوئی دخل ہی بس بندہ سے چل سکتے ہین

غیر سے گرم سخن تمسے ہی کیجیے بھلا — ہم نہ رہ سکتے ہین اسوقت نہ ٹل سکتے ہین

اپنی خنکی سے جو سبزہ نہ ملا ہم آزاد — ٹوٹی چلمی مین بھلا پوست تو چلا سکتے ہین

گرم رو گرچہ رہ کعبہ مین ہم ہین ای شیخ — لیکن اسپر بھی جو مچلین تو مچل سکتے ہین

کہ تو ای چرخ بھلا مجھسے کسی طرح بھلا — دل کے ارمان ہمارے بھی نکل سکتے ہین

گرچہ کچھ اپنے کرنے مین رہا کیا باقی — پر ابھی آپ سنبھالین تو سنبھل سکتے ہین

قافیے اور نئے سوجھے ہین مجکو انشا — جسمین اشعار کئی رنگ کے ڈھل سکتے ہین

ولہ

یون بگڑنے کو فرشتے سے بگڑ سکتے ہین — پر کوئی دخل ہی ہم تمسے اکڑ سکتے ہین

آپ کے سر کی قسم رستم و دستان کیا ہی — ار کھڑے ہو وین تو ہم زال سے اڑ سکتے ہین

ساتھ صاحب کے جو پھرتے ہین یہ سفلے دو چار — غور تو کیجیے بھلا مجھسے جھگڑ سکتے ہین

اجی کیون روٹھے ہو ہم باہم نہین کچھ زر و زور — عذر خواہی مین بھلا پاون تلک پڑ سکتے ہین

سچ مین اور آپ مین رہتے ہین جو ہر گھڑی جھگڑے — آپ ہی اٹھو نہین تو ہم بڑھ سکتے ہین

پاس خاطر ہمین جراح کی ہی ورنہ ابھی — ایک خمیازہ مین سو ٹانکے ادھڑ سکتے ہین

دور اتنا تو کھینچ آپ کو ای دامن کوہ — اب کوئی اہل جنون تجسے بچھڑ سکتے ہین

آفرین آتش گل تجکو تو استخوان کیا — آشیانے اسی صعوبت سے اکھڑ سکتے ہین

پر دیہین قتل کرنا کیا جیراوسکی آگی
تبدیل قافیہ سی لکہہ وہ غزل تو انشا

ولہ

کوئی اس دام محبت مین گرفتار نہو
کبھی قرار کچھہ ایسا کہ پہر انکار نہو
غیر کو صحبت دلدار مین کیون بار نہو
دیکھہ آئینہ مین موںہہ اپنا خریدار نہو
اوسکی ملنی سی گرانی ہی بس آجاتی ہی
کیا خوش آیا یہہ مقطع ہو گل اونکا کہنا
سیر تو ایکطرف لاکہہ غنیمت کہ یہانت
جام ای ساقی گلفام وہ کسکا ہم بہلا
سطر منصور کی لوہو سی ہوئی یہہ تحریر
نالہ مرغ چمن نی اوسی بخواب کیا
ہی تو یہہ قصد کہ چہڑون اوسی لیکن کیونکر
کہولی دنیا مین نہ نزی کات ابہی سی انگلی
آج ہی دہوم اسیران قفس آتی ہین
بخت بیدار اگر خواب مین مجکو یادے
کہہ غزل اور دعائیہ بہی انشا شاید

ولہ

ہند مستون کو کہان اور کدہر کا تکیہ
لخت دل آکی مسافر سی ٹہرتی ہین یہان

جیلون کی اوٹ جیسی آنکہہ اڑاتی ہون
جسین کہ اپنی دہب کی بیٹہتی نہ بتاتی ہون
رنجدا یہہ تو کسی بندہ کو آزار نہو
یعنی آئینہ کسی ڈہول کی تکرار نہو
یعنی کیا معنی جہان گل ہو وہان خار نہو
تاکہ جوتی مین بس اتنی بہی گرفتار نہو
نکہت گل کی طرح سی جو سبکسار نہو
آدمی کیا کہ جسی بوجہہ نہو بار نہو
سانس لینی مین کوئی شخص گنہگار نہو
آدمی پی کی جسی خوب ہی سرشار نہو
یعنی سردار ہین وہ جو سردار نہو
مجہی ڈر ہی کہ خفا مجہسی وہ دلدار نہو
مین جو چہڑون تو بہلا مجہسی وہ بیزار نہو
ایسی تقصیر کبہی پہر خبردار نہو
جا کی دیکہو تو کوئی تازہ گرفتار نہو
تو وہ پہر تا بقیامت کبہی بیدار نہو
کوئی اوس یوسف مصری کا خریدار نہو

ولہ

خشت خم ہی نہ یہان اپنی تو کسکا تکیہ
چشم ہی مسکن گدا اونکی گذرگا تکیہ

جس طرح انکهه اٹها دیکهنے ہو جائے اثر
چین ہرگز نہین مخمل کے ایسے تکیہ پر
ہاتهہ اپنے کے سوا اور تو کیا ہی ہیہات
سر تو چاہے ہی مرا ہو وے میسر تیرے
یہہ تو حاصل ہی کہان ہے سیج دلیکن مجکو
بانک پن کے تیرے قربان اکڑ کے صدقے
گرچہ ہم سخت گنہگار ہین لیکن واللہ
رند آزاد ہو وے چہوڑ علاقہ سب کا
گر بهروسا ہی ہمین اور بهروسا تیرا
شوق ہی ہو تیرے سر رکهہ کے مرے زانو پر
جب تلک آپ نہ جاگین گے رہیگا یون ہی
لطف ایزدی ہے اپنے منہہ ہی انشا کی

ہم تو رکہتے ہین فقط اپنی نظر کا تکیہ
اوس پری کے لئے ہو جو کے پر کا تکیہ
ڈال دو دربدر خاک بسر کا تکیہ
ہاتهہ کا بازو کا زانو کا کمر کا تکیہ
جسمین بالونکی ہو بو تیرے ہو سر کا تکیہ
کیا ہی میٹها ہی لگا کر کے سحر کا تکیہ
دہین جو ڈرسی ہین ہی اسی ڈور کا تکیہ
ڈہونڈتے کب ہین پیدا او سپر کا تکیہ
اور تکیہ ہی اگر تیرے ہی در کا تکیہ
اسکو مت سمجہیے کچهہ خوف و خطر کا تکیہ
سر کی گانٹ ہی کہ جب کہنے لگا سر کا تکیہ
کچهہ نہین رکہتے ہین ہم فضل و ہنر کا تکیہ

وله

قطعه

شب خانہ رقیب مین تا صبح سو چکے
سرگرم اختلاط رقیبون سے ہو چکے
کہتے ہو جنس دل کو ہماری بغل مین دیکهہ
قیمت ہی ایک بوسہ دم نقد لیجے جی
برو نا ہی چاہیے موجب فشائے راز عشق
تاب و تحمل شب ہجران نہین مجہے
یہہ جانا نہ روح کہتے ہین تو جاتا ہو جائیے

اب فائدہ مکرنے سے ہم دیکهہ تو چکے
ناموس ننگ و نام غرض آپ کہو چکے
پوتو یہ بیچتے ہو تو قیمت کو کہو چکے
تم چاہتے ہو مفت مین کچهہ لو نہ دو چکے
یہ مردمان چشم مجہے تو ڈبو چکے
تم مشفق ایکبار بہلا دیکهہ تو چکے
تشریف لیجئے بیٹهیے ہم دل کو رو چکے

آج انشا کی بڑی خیر ہوئی غصہ مین آپ
کہہ چلا او زبہ تبدیل ردیف ایک غزل

وله

طپش دل ہی سے ہم ملکی کلی بیٹھی ہین
آہ کی ہونی نکالا در پہ تری جا کے نشستین
سردی وگرمی و برسات جو ہو یا قسمت
پاسبانون نے بہت آکے اوٹھایا ہمسکو
آپ جو چاہئے فرمائیے ہم تو بیسکی
در دولت سے بندہ درگاہ بھی آج

وله

سیر گلشن کی ہمین نہ تکلیف ہمین دیجئے انشا
کب جاتے ہوئی ہمین صرف ملاقات کی ٹہری
دو باتین کرون عرض مین خدمتمین تمہاری
یہہ تو مری چڑ ہی ہے کہ کن انکہیوسی دیکھون
ہین ہم بہلے آدمی آئے ہین تری پاس
آتا ہی بھی جی مین کہ دستار گرو رکھہ
جون شعلہ برق آہ نکلتی ہی جگر سے
نیند اوڑ گئی انکہون سے کچھہ ایسی تو انشا
نگہ ہی اوس پری کی سحر خون ایک آفت ہی
چمن مین جام صہبا ہی گہتا ہی چاچلی ہی
رگڑنی دو مجھی تلو دن اپنی ناک تو انکھین تم

لیکی تلوار تو اوٹھی تھی ولی بیٹھہ گئی
قافیی انکی بہی دیکھ رو لی بیٹھہ گئی

وله

پھر مت شعلہ کل لیکہ چلی بیٹھی ہین
راکھہ ہو گیا کسطرح موبہ کو ملی بیٹھی ہین
بیٹہ کیا دیوار کی ہم سایی تلی بیٹھی ہین
اپنی ہم دل کی دہاتی سی دلی بیٹھی ہین
تا آپ سے تو سکتی تہ تلی بیٹھی ہین
کیا کرین خیر جو کچھہ بس چلی بیٹھی ہین
کنج عزلت ہی مین ہم اپنی بہلی بیٹھی ہین

وله

تب خوش ہو مرا دل کہ جب اوس بات کی ٹھہرے
صحبت مری اور اوسکی اگر رات کی ٹھہرے
اور اوزرون سی یون تمسی اشارات کی ٹھہرے
آنکھین نہ چرا کچھہ تو مدارات کی ٹھہرے
پھر آج ذرا سیر خرابات کی ٹھہری
ای ابر ترہ دیکھین تو برسات کی ٹھہری
اوس شوخ ستمگر کی حکایات کی ٹھہری

وله

معاذ الله دیکھی جو ادہر یہہ کسکی طاقت ہی
اگر ایسی مین آجاوے تو صاحب وقت فرصت ہی
تصدق مین تمہاری جاؤن مجکو اس مین راحت ہی

ممادا جہاڑ کر تجہہ جھٹ جاوی کہمن وحشت
بہلا کیونکر نہ خش ہوون ہم کرون وضع کی ادین
مجہی کیون گالیان دیتی ہو تجہی کر کی ناحق کو
ابہی مت نکالو لام کاف اپنی زبان کی تم
بہلا اخوندجی صاحب کو اپنی دولہو گئی منا
دبا ہی یا تو سوجہی مین یہہ شاگردون حساب کی
کسیکا موہنہ چڑا جانا کسیکو بی نہی کہنا
کتابون نر تجی وگر تجی ہی سب تہہ یون سے
مراتب عوث کا ملتا ہی اجزای گلستان کو
یہہ لوائیاں ہی نیلا کہنس اور سے سامنی یا سکی وہ
نہین تو کچہہ تجہی دیتی کہوب ملکی السیمین
بدل کر قافیہ انشا غزل اور کوئی پڑہ وہ
بہو کا روب سیج دیج پہرو پہ چلبلاہٹ سے
غضب تجہو کیسکی پالو کی انکہیلی آہٹ ہی
بہسل کیونکر نہ جاوی دل بہلا ایسی یہ ابرو
اری ظالم یہ کیون آیا نہین معلوم کچہہ مجہکو
ابہی کہتا ہون دروازہ کی کنڈی کہول دو نکلی
بلا ہین مین جو لیتا ہون کہتا ہی وہ ظالم
بہسل جاتا ہی جب مخمل کا تکیہ اپنی پہلو سے

پڑہی تو پر نظر اپنی سن آئینہ تجکو وحشت ہی
لطافت ہی ملاحت ہی صباحت ہی نزاکت ہی
اری حکمت کے لڑکون مین بہلا یہہ کیا شرارت ہی
الف بی یاد تو کر لو بہلا کون بات ہی
کہ آنحضرت سلامت آپ سنتی یہہ حقیقت ہی
جہان چہٹی ملی اونکو تو بیر یا ایک قیامت ہی
سدہاری آپ مسجد کو یہان ہونی قباحت ہی
اگر جب کر نظر کبہی لوہان کچہہ طرز صحبت سے
بچاری شیخ سعدی کی یہان ہونی نصیحت سے
غرض تم صاحبون سے کے خوب اب تلک صفاقت ہی
مزہ کہیلو کو دو لو تو لوٹو پہر فراغت سے
خدا کی فضل سے تجکو فصاحت ہی بلاغت سے
جہگڑا لو رکا مکہڑا غضب اوسکی سخاوت سے
کہ سر پہو کر جسکی دلمین اوسہی گدگداہٹ ہی
کہ زبان تیکا پڑی ہی جو بن ایسی چلبلاہٹ ہی
بلا ہین جسکی دل لیتا پڑا سینہ مین جٹ پٹ ہی
نہین تو سر ہی میرا آج اور صاحب کی جوتین کہنتی
تجہی مین خوب سمجہا ہون اری تو ایک کہنٹ سے
تو یاد آئی کسیکی وہ مزی لی تجکو گردتی سے

گیا چاہ دلی ز ریا کی بڑی بات کو سوچ
تیر ٹک یا تو نہ بہلی تو پھر کہاں کو سوچ

ہی چاہ جانی میں پہاڑ اسمیں کہاں نہل پڑا
وار تلوار سی بہی تیر ہی اس کاٹ کو سوچ

ای دوا یہاں سی چلی جا تو دہی پانوں ابہی
دیکھہ کمبخت کہٹولی کو نہ کچھہ کہاٹ کو سوچ

ہاٹ کی ٹکڑی یہ کہنچا جو انہیں تو بولیں
میری گردن کی طرف دیکھہ اور اس بات کو سوچ

موتیوں میں اونہیں آنکھوں کی ترازو پر تول
اری انشا نہ تو بنیوں کی طرح باٹ کو سوچ

وله

آج کیا ٹہری کی بات یا کہ نہیں موند سکی پہوٹ
ہو گی وہ بات کہاں وہاں کہ نہیں موند سکی تو پہوٹ

کوٹھی پر بہروں میں ما ایک مسند ریسی اودہر
صحن میں دہوڑی میں یا اور کہیں موند سکی تو پہوٹ

سر ہلا یا جی پہر وسا نہیں پڑا کس وقت
کس جگہہ کب وہ کدہر بیان کر دیں موند سکی تو پہوٹ

لوگوں کی چرچی کا انشا جو تجہی ڈر ہوتا
تیری کیوں آنکہیں بہلا پہوٹ نہیں موند سکی تو پہوٹ

وله

جیسی ہی یہہ لو لنگوٹی تجہی پیاری انگیا
کوئی سادی سی پری و اسطی لا ری انگیا

تو پہر ولہن بٹ وانک ستاری کیا چیز
اس سی ہو جاتی ہی کمبخت گنواری انگیا

گنبد ایک میں جو بہکی تو جہجک کر اوسی
کچھہ عجب ڈول سی کل اوسنی سنواری انگیا

بی بی مغلانی جو سی لائین نہی آئی نہ پسند
تیکہا چی نی وہ سر اونکی سجا ری انگیا

دکہاتی اجی اب کس ہوئی تہی یہہ کہو
پہٹ گئی آ کی جو ساری کی ساری انگیا

جیس میں بو باس ہو تیری وہ نشانی دی ڈال
جہلا میں کیا کروں گا ای تری اری انگیا

تہی عجب کوئی سگہڑ جس نی یہہ کاڑہیا بوٹی
وا چہڑی بن گئی ایک ہو لونکی کیاری انگیا

انشری تمسی جو دہری تو اجی یہہ ٹہر سی
ناز اور آن کی گویا کہ ہتہیاری انگیا

ہاتہہ انشا کا کہیں چہو جو گیا تو بولیں
تیرا مقدور کہ تو چہیڑی ہماری انگیا

وله

قسم نہ کہائیو ظالم تو میری منی سی
دگر نہ ہونگی ہم آزردہ اپنی جی سی

اگر میں پاؤں اکیلا کہیں تجہی ہی ہائے	تو کس مزے سی لگا رکہون اپنی سینے سی
جہکتی چاند کے ہیں گرد جسطرح تارے	عجب مزا ہی تری کہری پسینے سی
وہ سنکے عرض کو انشا کی اسطرح بولا	کہ غرض ہی عبث مونہہ لگی کمینے سی

معروف

تخلص الہی بخش خان مرحوم خلف الصدق عارف جان کا جو کہ برادرزادہ شرف الدولہ قاسم خان بہادر سہراب جنگ کا ہی یہہ شخص امراء نامدار اور ذوالاقتدار سی ہی ابتدای ایام دولت امیرالامرا ذوالفقار الدولہ نجف خان بہادر سے کے نہایت خداپرست اور نعباد و زہد مایل و بہ تقوی اور طہارت کامل اور مرید حضرات چشتیہ سی طبع مستقیم اور ذہن سلیم رکہتا ہی اور باپ اور والدہ ماجدہ اور برادران نیک اختران اسکی والا طبع سے کے دست بیعت مولانا فخرالدین علیہ الرحمتہ والغفران سے رکہتی ہیں اور آپ نیاز بیچ خدمت سراپا رفعت میر ضیاء الدین کے جو کہ ایک خلیفہ راشدین حضرت فخرالدین سے ہیں رکہتا ہی

انتخاب دیوان معروف

جب تک کہ میں جیتا ہوں طلبگار رہوں تیرا	١	تو بیچ بہی ڈالی تو خریدار رہوں تیرا
ظاہر میں حضور رسی نہری گرچہ ہوں غایب	٢	پوشیدہ ولی محرم اسرار رہوں تیرا
سو بار سہی اوس سر وزر کی قربان ہوں ہر روز	٣	حسرت زرکہ قربان ہیں ایکبار رہوں تیرا
جوں نقش قدم دارسی کیونکہ مری چشم	۴	حیرت زدہ جلوہ رفتار رہوں تیرا
سائی کی طرح جا ملے اپنی مجہی ہمراہ	۵	تو یار مرا ہو نہو میں یار رہوں تیرا
اظہار محبت تو ہوا دافعی مجہسی	۶	جو جاہی سو کر مجہکو گنہگار رہوں تیرا

کس شکل سی عالم کو ہوا سیر تماشا
مرہم کا نہ خواہان ہو جو ہو تیغ کا گھایل
جو نیر یہ پانیدہ سی معروف جہان مین
خبر ہو غیر سی جا ہو کہ دل پہٹ جای جانان کا
الٰہی کہیں احوال اب کیونکر بہلا اوس آفت جان کا
نہ دیکہا یہہ کہ دم نکلا کب اوس بیمار ہجران کا
دیا تہا وصل کی شب قفل گھر کو تا نہ یہہ جاوے
پریشان یہہ نہیں ہو جیہ زلفین اوسکی عارض پر
اوٹہا تو آئینہ اور دیکہہ لو گلزار سی صورت
عزیزو ناگہان بجلی سی یا دل پر آن پڑتی ہی
گرفتار محبت جو ترا زنجیر مین جا بیٹھا
تباکی سرد دہری سی خواہ سدا ایک کہینچون
نصیر الدین کی ویسی کی لکہہ غزل معروف پر مضمون
ولہ
تبسم یار کا باعث ہی اپنی چشم گریان کا
یہانتک بہی بتری یہ تراب سینی مین کہا ہی ہین
سحر گر خواب سی اوٹہا تو تہا دوران سر مجکو
اسی دامن تلک تو پانو پہلاتی دی اپنی یا صبح
نہ پہنچی دل تلک اوسکی جلا یا دامن گرد ہلند
لگا ہی دست قاتل سی جگر پر زخم یہہ کاری

ولہ
مین محو تماشا سر بازار ہون تیرا
ای ابروی جانان مین دل افگار ہون تیرا
جب تک کہ مین جیتا ہون طلبگار ہون تیرا
پلا دو تار ایک ہو کر مری چاک گریبان کا
کرو جاتا ہی قاصد یہان سی سوز رہتا ہی وطن کا
رہا پاس اوسکو یہان تک مرتی دم بہی عشق پنہان کا
کدہر ہی شب گئی یا رب جو آیا روز ہجران کا
کہین بیتا ہو گا مری حال پریشان کا
خیال آتا ہی دلمین آپکی گیسو پریشان کا
تبسم یاد آتا تہا جب اوس آفت جان کا
تو بس ایکدم مین دم رکتی نکلتا بلبلان کا
تو ہر یک اہل چمن کرتی ہی گر شکوہ زستان کا
جدا ہی یعنی انداز غزل ہر ایک سخندان کا
ولہ
تماشا عشق کی دولت سی ہی یہان تو بارا
کوئی دیکہی تو یہہ جانی کہ ہی عالم نیستان کا
خیال آیا تہا ایسا رات کسکی دور دامان کا
مگر قصد رفو ہرگز مری چاک گریبان کا
اثر دیکہا تو یہہ دیکہا اسی آہ سوزان کا
کہ دل ہٹی لگا جوراج کا دیتی نمو ٹہتا لگا

نہ تھی یہہ چشم تجھسی کیا کہوں ای آبلہ پای
کہ منت کش کری تو مجکو یوں خار بیاباں کا

عبث تکلیف گلگشت چمن دیتی ہو تم یارو
غم فرقت میں خوش آوی تماشا کسکو بستاں کا

کہ گل کو دیکہہ کر رہتا کسی کا یاد آتا ہی
رہا غنچہ سو دہ کرتا ہی دلمیں کام پیکاں کا

روش پر درد کی پر درد دیکہہ اشعار اٹہتے ہیں
کہ دل مشتاق ہے معروف طرز ہر ایک افغاں کا

وله

رولاتا یوں ہے دہیان اگر دل غمگیں میں جاناں کا
کہ جوں پر سے کوئی تم خانہ میں آتا ہو مہماں کا

نمکداں جام می میں گر پڑا ہو خاک کیفیت
کہ یا دہیم مست اسکیمیں دہیان آیا نمکداں کا

نہیں لکتی پلک جوں چشم انجم ایک پل اپنی
خدا جانی کہ ہمکو دہیان ہے کس ماہ تاباں کا

خراب اپنی کو کر غافل جو چاہی امن سی رہنا
نہیں ہوتا ہی حسرت گر کوئی خوانا یہہ ویراں کا

زمیں دلمیں خیال اور چشم میں اسکا تصور ہے
برابر ہے نظر میں اپنی وصل و ہجر جاناں کا

جفا میں اس جفاجو کی یہہ کہینچی ہیں ہر کوئی
یہہ کہتا ہی کہ کیا فولاد کا دل ہی انساں کا

نظر ہرگز نہیں اسکو کسو کی آنی جانی پر
کہ نظارہ رہی ہے اوسی جا چشم حیراں کا

بشر کا کیا ہے موںہہ ناصح ہم اپنا ہاتہہ کہواویں
رفوگر ہو فرشتی سی نہ ہو چاک گریباں کا

وداع تاب و طاقت ہی اگر چلنا ہی تو چل لے
عدم کو کوچ ٹہرا ہی تری بیمار ہجراں کا

غزل اس طرز کی یہی ایک لازم ہی تجہی کہنے
مقابل ہے جو ای معروف جرأت سی غزل خواں کا

وله

خرابی میں پڑا ای سینی والا جیب داماں کا
جو یہہ ٹانکا تو وہ ادہڑا جو یہہ ادہڑا تو وہ ٹانکا

بڑا سنتی تہی ہم روز قیامت اور سوز دوں سے
قیامت ہی بڑا انکا جو دیکہا روز ہجراں کا

زمیں پہٹ جای کا بس اور میں سماجاوں گا بہت سے
کہ حصہ کہینچا دیکہہ اس پردہ نشیں کے عشق پنہاں کا

نہیں ہے اب علاج اسکا کہ کوئی اسکو سیتی ہی
نظر آیا نہیں یہ سکے تمنا چشم گریاں کا

جہاں میں تہا ان نمک اسکی حسن کے سی گرم بازار سے
کہ اب کس رنگ کہینچی ہے نقشہ ماہ کنعاں کا

موا تھا تیز سے دو دیدہ دیکھ سے ہو کی جو عاشق
کیا چہ ریسی مردہ دفن تب اُس خانہ ویرانکا

عزیز جون ساید خو کہ اپنی زلف سے اُلجھی
عبث ہی اُسی اب کہتا میرے حال پریشان کا

نہو دشمن کو بھی ہرگز گرفتاری دل یار سے
گرفتاری ہوتی ہو تو ہو محبوس زندانکا

قطعہ

نہ دیکھا کوئی ہے دنیا مین نا انصاف ان جیسا
کیا دریافت اب احوال جو گردون گردانکا

کہ یعنی وصل مین جب ساتھ ہم جانانکی سوتی تھے
تو یہ بدبخت دکھلاتا تھا ہمکو خواب ہجران کا

ہوے ہے آہ اب جو روز ہجر تو یہ ہو نہین سکتا
کہ تا اِن ایکدن دکھا دے خواب ہمکو وصل جانانکا

کوئی مطلع پر ہو معروف اب تم حسب حال اپنے
سلجھاتا ہی کچھ کہیے نہین ہی دکھ درد انسان کا

رہی ہے غم جو ایک پردہ نشین کے درد پنہان کا
تو نت چھپ چھپ کے اب رونا ہی اور کڑھنا ہی دالانکا

ولہ

شب خیال لب ترۂ یار نی سونی ندیا
ایک پل سرزنش خار نی سونی ندیا

زخم دل پر مری تارون سے ٹپکا شب کے
مجکو فرقت کی شب تار نی سونی ندیا

ایک تصویر کی بھی آنکھ رہی باز سدا
عمر بھر یار گرفتار رسنی سونے ندیا

آب پاشی سکے رہے فکر مین ہمسایے تمام
شب مری آہ شرربار نی سونی ندیا

وصل کی رات رکھا مست ہے شعر و سخن
ای ساتھہ اُس بت عیار نی سونی ندیا

قصد کہلوادی جو دونسلے تو نصف شب تک
یار کو ہمنی ہمین یار نی سونی ندیا

چشم دیدار طلب وا رہی جون حلقۂ در
تیری آنکے شب انتظار نی سونی ندیا

بلبلی وحشت کہ تہ خاک بھی مجنون کو سدا
میری زنجیر کی جھنکار نی سونی ندیا

تھا رحمت ہے کچھ ارمان بھری آ کر رات
ساری گھر کو تری بیمار نی سونی ندیا

یا تو ساتھ اپنی سلاتی تھے ہمین یا شبکو
نیچی پٹی کے بھی سرکار نی سونی ندیا

پھوٹ کہتے ہین کہ سوتی تھے بھی آتی ہے نیند
ہمکو یاد قد دلدار نی سونی ندیا

اُس نے کبھی جو نکالا تو مجھی در پر بھی
اُسکی دربان جفا کار نے ہونی نہ دیا

جب لگی آنکھ دیا خواب مین تب آکی جگا
ندیا شوخ ستمگار نی سونی ندیا

دنکو وہ پاس حنا سی جو نظر آئی نہی
رات بہر دیدۂ خونبار نی سونی ندیا

مین تو مین نقش دوران کو بہی معروف کبھی
یار کے شوخی رفتار نی سونی ندیا

ولہ

کر گئی جان آسمان سی تن سی سفر اچھا ہوا
تہی امانت جسکی پہونچی اُسکی گہر اچھا ہوا

امتحان کا بو الہوس کو ڈر ہی ہم مشتاق ہین
تیغ قاتل نے رکہی گر سان پر اچھا ہوا

قتل پر کسکی خدا جانی کمر وہ باندہتا
گر ندی اللہ نی اُسکو کمر اچھا ہوا

دنکا بہولا شام کو آدی تو وہ بہولا نہین
زلفین اُس رخ سی دل آیا اگر اچھا ہوا

وہان سی تو لایا جواب نامہ میری وقت مرگ
مرحبا صد مرحبا ای نامہ بر اچھا ہوا

ایک نگہ مین چشم مست ساقی مخمور نے
کر دیا دونو جہان سی بیخبر اچھا ہوا

تو تو ہی ہی مین بہی سرگرم فنا ہون آنکل
ساتہہ میرا اور تیرا ای شرر اچھا ہوا

چشم و دل سرکار کی بہی ہو گئی میری رقیب
آئینہ رہتا پیش نظر اچھا ہوا

اضطراب دل سی آیا دل جان بخش یار
جان عبث تہا جلد لی تو نی خبر اچھا ہوا

شکر ہی جی ہٹ گیا ای دل جو اس ہرجائی سی
ہوتی پہرتی ورنہ رسوا در بدر اچھا ہوا

دیکہتا ہی تو تو ہمدم جو ہی انقشہ مرا
یار نی میری نپوچہی گر خبر اچھا ہوا

غیر روتی ہین مری حالت پہ وہ تو یار تہا
دیکہہ کر گہبرا نہ آیا میری گہر اچھا ہوا

اور پڑہتا ہون غزل ای بروتی ای معروف کر
امتحان پر میری باندہی کمر اچھا ہوا

ولہ

یا مجہی شبنم کر یا ان ہی بنایا ہوتا
ورنہ یارب گل خندان ہی بنایا ہوتا

داغ پر داغ اگر دیگی جلانا تہا مجہی
بکقلم سرو چراغان ہی بنایا ہوتا

انکو مطلب تھا گر میری پریشانی سے
مجکو دنیا مین نصیب بخت اگر کرنا تھا
تھا جو حیران مجھی اس شکل سے کہتا مشغول
گر خوشی تیری یہی تھی کہ بہ نالان رہون
ایک عالم کی جو آنکھون سی گرایا خون تنک
یون تجھ لاکر جو کیا اے مجھی انگشت نما
تھا اگر قابل زندان ہی ازل سی مرے دست

ربط خوبان عشوہ گر چہوٹا
رات ہمسائی میری نالون سے
نہ وہ کہر کا ہوا نہ باہر کا
سخت زندان غم تھے دل تنگے
مری ہستی سے عشق عذاب مین تھا
موسم گل بہی ہوگیا آخر
دام لون گا نہ زندگی کا پہر
تھم گیا ابر بہی برسکی وسیلے
سینہ خالی ہوا تو ہو معروف
آہ وہ کون تہا خدا مارا
ایک ہی تو بہی بد بلا ای چشم
کیا غضب تہی وہ جنبش ابرو

سر بسر زلف پریشان ہی بنایا ہوتا
رنگ خال رخ خوبان ہی بنایا ہوتا
صاف آئینہ حیران ہی بنایا ہوتا
تو مجھی بلبل بستان ہی بنایا ہوتا
کاشکے گوہر غلطان ہی بنایا ہوتا
اس سے تو شمع شبستان ہی بنایا ہوتا
ایذا طفل دبستان ہی بنایا ہوتا

دله

دیکھنے کا زلیخا پر چہوٹا
روسکے کہتے تھے مفت گہر چہوٹا
یار رکا اپنے جس سے گہر چہوٹا
غنچہ ایک دیکھی مشت زر چہوٹا
سر جو ٹوٹا تو درد سر چہوٹا
مین نہ کنج قفس سے پر چہوٹا
قید ہستی سے مین اگر چہوٹا
تجہی رونا نہ چشم تر چہوٹا
دل کی دکہ سے مین کس قدر چہوٹا

دله

جسنی ادہی مجھی لکا مارا
دلکو پہر زلف مین پہنا مارا
صاف جسنی کہ سمجھا مارا

دیکھی جو غیر کو ہمین تو سے ہے — آتش رشک سی جلا مارا

مین جو بولا کہ سنگدل ہے تو — اوسی تہر مجہی اوٹہا مارا

دامن لالہ جو ہوا ہے پر خون — ضحنا تو نی کیون صبا مارا

بعد مدت ملی تہی گل اوان ہے سے — آج لوگون سے نے نظر لڑا مارا

وصل کی شب بہی مین نسویا آہ — روز محشر اکی خوف کا مارا

دیکہکر مجکو جب کہا اوسنے — پوچہو کیون چپ ہی یہ خدا مارا

پاکی مرضی کہلا جو باتون مین — یہ نشا پا کر بس نشا مارا

جنس صبر وخرد ولی معروف — ملک دل فوج غم نی مارا

اکبات مین کہتا ہون اوسی کان مین کہنا — وہ بات ہی مجکو ذرا دہیان مین رکہنا

تو عشق بتان دیجو کسیکو نہ الہی — اپنی ہی محبت دل انسان مین رکہنا

اس حوصلہ زلف پریشان کا ہون عاشق — عشاق کا دل حال پریشان مین رکہنا

مین حسرت پرواز سی مرجاون کا صیاد — تو میری قفس کو نہ گلستان مین رکہنا

وہ جانی لگی گہر مین تو مین در پہ کہڑا اوٹہا — کہنی گئی دربان سی آئی وہ ہیان مین رکہنا

یاد جو مردون دہیان مین اوتکش نشین کے — اندر اسی گہر کی مجہی دالان مین رکہنا

یہہ مذہب عشاق وہ ہی جاتا ہی کرنا صح — زنار ہی اکتار گریبان مین رکہنا

قطعہ

ستم ہی کوئی کیون نہو تا سر سے گذرے — مشکل ہی قدم عشق کی میدان مین رکہنا

ایسون ہی یہہ ستم کیا ہی مرا خط لو مین ملفوف — یا طاق مین باندہ وہ ایوان مین رکہنا

اور غیر کا مکتوب جو آیا دیا توڑ کر — عنوان محبت سی قلمدان مین رکہنا

جو شعر کہے درد نہو ذوق نہ بخشی — معروف نہ اوس شعر کو دیوان مین رکہنا

جب سنا اوسنی یہ مجھکو کہ وہ در پر آیا — تیغ اندر ہی کہینچی ہوے باہر آیا

ٹک سما سی کہینچی ہو دل اپنا ہی ای گہر پر آیا — خیر صاحب نی کہا اور مجہی باور آیا

تہا شب وعدہ یہ احوال ہر اک کہٹکی پہ — جو نکہ پڑتا تہا کہ یہہ ابکی مقرر آیا

دیکہنی مین نہین آیا کوئی تجسا بیدرد — عوض دل ہی تری سینہ مین پتہر آیا

کیون نہو وین در و دیوار کی جانب انکہین — کہ نہ قاصد ہی پہر اور نہ کبوتر آیا

دل مین مانی ہی کہ دونگا مین پہیری تیار — نامہ بر آج پیام اوسکا جو لیکر آیا

رہ گئی اپنی کہڑی ہوگئے تعظیم کو سب — خون ٹپکان تیغ لئے جب وہ ستمگر آیا

جا کی وان کیا ہمین ذلت ہوئی اندر باہر — کہ نہ اندر ہی گئی ہم نہ وہ باہر آیا

بسکہ تہا لطف کی پردہ مین بہی طور ستم — یہان وہ آیا ہی تو اغیار کو لیکر آیا

حسرت ای عمر کہ اب تجسی جدائی ٹہری — مژدہ ای مرگ کہ وہ شوخ ستمگر آیا

دیکہہ اوس پردہ نشین کو ہوئی یہہ عشق — لائی ڈولی مین تجہی ڈالکی سب گہر آیا

طوق و زنجیر جب آیا تو یہہ بولی لیلی — لی مبارک ہو کہ مجنون ترا زیور آیا

جیسی مٹہا ہی سر راہ وہ بت غارتگر — جو گیا گہر سی مری طرح وہ لٹ کر آیا

کیون کرون جذبۂ الفت کو اشارہ ای دل — نہین انکار ہی گہر وہ ستمگر آیا

غیر نقشی کی دن آیا جو سفر سی معروف — مینی جانا کہ بس اب تجہہ پہ سنیچر آیا

ولہ

جب تلک زلف سی دل اوسکی گرفتار تہا — سر مو غم سی کبہی ہمکو سروکار تہا

تیری تاکو دیکہا تو یہہ بیمار تہا — درد فرقت کی سوا اور کچہہ آزار تہا

ٹک نگہ بس تہی غنچہ کہیچو تم خنجر و تیغ — یہہ تو سامان مری قتل کو درکار تہا

پہر دیوار پہ ٹہرنی نہین دیتا اب انہ — جو کہ در تک مری جانیکا روادار تہا

رحم سفینہ سی یہ کون اتکی جہانکا دلکو
چاک در کچھ یہ تہا رخنہ دیوار رہا

قطعہ

مرات ہر ایک اکی محفل مین حسین پری کا
گہورتی کیا یو فقط مین ہی گنہ کار تہا

درد فرقت سی شب اپنی یہ ہوئی حالت تنگ
چارہ ساز ایسا نہ تہا کوئی کہ ناچار تہا

تا بحدیکہ مسیحا کی بہی تشخیص مین آہ
مرض الموت ہوا اور کچھ آزار نہ تہا

بتری یاد لب جان بخش نی جانبخشی کی
ورنہ جینی کا ہمارے کوئی آثار نہ تہا

ہجر مین دیکھ لیا سب کا تماشا معروف
آہ وزاری کی سوا کوئی بہی غمخوار نہ تہا

وله

وان روئی ہجر یار مین پہروں کئی تو کیا
جیتی کا لطف وصل مین ہی یون نہ کی تو کیا

سونہ اسکی دل سی یہ دل کیجیی ناصحا
یون ہمنی لاکہہ لیسی گریبان سئی تو کیا

اسکام داغ دل جو نہو شام زلف یار
روشن کیا چراغ اگر دن دئی تو کیا

ہی نہ ایک اسکی عقب قطرہ زن سرشک
جون زخم تازہ ایک ذرا ہنس دئی تو کیا

معروف شرط جب ہی کہ وہ مہربان ہو
جو رسی ہمنی یار کی بوسہ لئے تو کیا

وله

عشق کا سا کبہی آزار نہ دیکہا نہ سنا
اسکا جیتا کوئی بیمار نہ دیکہا نہ سنا

تجکو حسن بہم مین رہتا رنہ دیکہا نہ سنا
ناج اور راک وہان بار نہ دیکہا نہ سنا

ہمد مومنینی کبہی ترک کلام واعظ
اوسکی جز مصحف رخسار نہ دیکہا نہ سنا

عشق کی راہ مین نقش قدم شور جرس
کارواں ہمنی دم رفتار نہ دیکہا نہ سنا

نرگس و گل نی بہی اس باغ جہان مین دیکھا
چشم اور گوش سی ای یار نہ دیکہا نہ سنا

بلبلی حیرت کہ ہمین اوستی پکارا دریر
ہمنی جون صورت دیوار نہ دیکہا نہ سنا

ہمنشینی سی تری تیرکی کہا تا شا دہو دل
کبہی گویا لب سوفار نہ دیکہا نہ سنا

چشم دار نیچی مین اور گوش بر آواز قدم
عاشقون کو کبہی بیکار نہ دیکہا نہ سنا

یہ غزل حسنی سے جو بکھتے کی لولا معروف
منایا ہی جو خود سے اپنی دربان کو اوٹھا لوگی تو کیا ہوگا
منایا ہی تمہین ہم سے نیرا دو ین مار اپنی بیاسے
وہی ہین ہم کہ جون آئینہ تمکو تکتی تھے
نہین رہتی ہی عاشق کو خبر کچھہ وصل مین اپنی
ارادا جمین گر رکھتی ہو مجہسی دل ملانیکا
نہ تم مجمع ہو صاحب نہ ٹین کچھہ اور سبب کا ہونا
یہ اب ہوتا نہین ہرگز جو بوسہ تن لی چھوڑ دین
کرد انصاف کم ہمتی تمہین دلین جگہہ دی ہی
خوشی سی تو نہین ہوتی جو دی معروف دل تمکو
غضب ہی جس کی خاطر ہم ہوئی بدنام سو سو کو
یہ روز ہجر بھی یارب گزر جاوی قیامت ہی
غم دوری جانان کی کیا ہی مضمحل اپنا
الہی جذبہ الفت مین بھی کیا زور زار دہی
رہی جون صبا آوارہ تیری عشق مین لیکن
عجب دستور دیکھا ہیہ اقلیم الفت مین
یہان اپنی نصیب اپنی جو یار و یار گدا آدی
موئی ہی خلق نیان تک حسرت دیدار مین سکی
بچی کیا طایر دل اپنی صیاد ستمگر سے

ولہ

کہین آپس مین تمین بیکار ندیکھا نہ سنا
یہہ تیغ تیز میری چھاتی پر سی جو اٹھا لوگی تو کیا ہوگا
گر ایکی بار تم ہمکو منا لوسے گی تو کیا ہوگا
جواب یار عکس ہو کر موہنہ چھپا لوگی تو کیا ہوگا
ہمین تم ساتھہ اپنی گر سلا لوگی تو کیا ہوگا
تو میری موہنہ سی موہنہ اپنا ملا لوگی تو کیا ہوگا
مجھی خلوت مین پاس اپنی بلا لوگی تو کیا ہوگا
بلا کر مجہسی کر موہنہ کو بنا لوگی تو کیا ہوگا
ہمین تم اپنی پہلو مین بٹھا لوگی تو کیا ہوگا
بروز آب چمین لوگی یا چھپا لوگی تو کیا ہوگا

ولہ

ہماری نام سے بھاگی ہی وہ گلفام سو سو کوس
نظر آتی نہین جو آج مجکو شام سو سو کوس
کہ مجکو ناتوانی سے ہی ہر گام سو سو کوس
کہ تیری آہ اپنا اب کری ہی کام سو سو کوس
بنا ہی بوئی الفت جمین اے گلفام سو سو کوس
نہین لیتا وفا کا کوسی مطلق نام سو سو کوس
رکہو اب دور دل سی یہہ خیال خام سو سو کوس
کہ رویندہ ہوئی تھین بر کسی ناکام سو سو کوس
جو آدمی صید کی خاطر بچھا وی دام سو سو کوس

وله

آتی ہے تو بہ شکن یار بہار ہی اندنون

کی جو ہی ایک بر توش سی ہمنی یاری اندنون

عاشقی کے نام سی وہ ناگھتا ہی الامان

کیون نہ دامن تک مرا جون گل گریبان چاک ہو

عاشقون کو بار کب ہی محکمہ مین حسن کے

ہو چلین اختر شماری کی وہ راتین اب تمام

مل ملاکر ہای یار و یار ہمسی پہر گیا

چشم کس صورت سی رکہین ہم انکا لطف کی

جان و دل دنیا و دین سب کچھ بہلا بیٹھی مین ہم

ضعف سی لرزنی کا منکا ہی تر کا بیمار کو

کچھ جدا ہی جو ہو جا نبر ترا بیمار غم

آخری دیدار اوس کا دیکھنا ہی گو کچھ

ہی تصور کسکی یہہ یا ئی نگارین کا مجھے

وله

آوی اگر وہ خوش ادا اس آن جو مانگی سو دون

کہو دیا دنیا کی سب کا مون سی اوسکی دہیان نی

نامہ بولا دی جواب خط مرا گر شام تک

ہی خرابی سب یہہ نسیان کی جو وہ بہولا مجھے

کیون خفا ہی دلکی خاطر جان تک حاضر ہون مین

جو منجم مجکو ملا دی کہ وہ ماہ جبین

لاؤ مے لیس ہو چکی پرہیزگاری اندنون

شعلہ سان رہتی ہی دل کو بیقراری اندنون

دیکھتا ہی جو کو ئی صورت ہماری اندنون

ہی جنون اپنی دکھاتا دستکاری اندنون

آئینہ کی ہو رہی ہی روبکاری اندنون

ہی مریض غم کو تیرے دم شماری اندنون

ہو گئی برگشتہ پہر قسمت ہماری اندنون

غیر پر چشم عنایت ہی تمہاری اندنون

ہی فقط ہمکو تمہاری یادگاری اندنون

ہی تر ا بیڑہ لو جہہ سی سومن کی بھاری اندنون

پہر عشق اونہون پر رہتی ہی طاری اندنون

دیکھیے جاتا ہو انکو تو ایکبار ہی جانبے اندنون

خون جو بوت آنکھون سی ہی معروف اندنون

زلف و رخ دین و دل ایمان جو مانگی سو دون

جو بہلا دی اوسکا ایکدم دہیان جو مانگی سو دون

اوسی لکھوا کر کسی عنوان جو مانگی سو دون

کہو دی اوسکا گر کو ئی نشان جو مانگی سو دون

گہر تجا تو آتر ی قربان جو مانگی سو دون

شب رہی گا گہر تری مہمان جو مانگی سو دون

دل لیا تہا مستعار اوسنی جو مانگا تو کہا
وہ تو مجھسی گم ہوا تا وان جو مانگی سو دون

اوسکی درکو آج کی شب قفل باہر سی ندی
دوستو اس بات پر دربان جو مانگی سو دون

یا تو دل دینی کا تہا انکار یا روٹہا جو وہ
بول اوٹہا مین ہو کہا اب اوسان جو مانگی سو دون

ہوگیا معروف پہر جو کوئی اسباب کو
ڈال دی تا صبح کے ہیا ارکان جو مانگی سو دون

ولہ

مین رنج محبت کبھی راحت سی نہ بدلون
عیش دو جہان اسکی مصیبت سی نہ بدلون

مجنی کبھی یوسف کو اگر بدلی زلیخا
زندان مین بیرون پہ کسی صورت سی نہ بدلون

یہہ رنگ رخ زرد جواب دیکہو ہو میرا
قارون کی اگر بدلی دولت سی نہ بدلون

گر لاکہہ کوئی محشر قیامت کرے برپا
تو بہی تری قامت کو قیامت سی نہ بدلون

اس عشق کی رسوائی مین پائی ہی یہہ عزت
حرمت سی کوئی بدلی تو حرمت سی نہ بدلون

مانوس ہی دل اس غم الفت سی یہانتک
گر بدلو خوشی سی غم الفت سی نہ بدلون

دی خضر اگر چشمہ حیوان بہی تو ہرگز
واللہ تری چشم عنایت سی نہ بدلون

جنت کو اگر بدلی کوئی اوسکی گلی سی
مرجاون ولی تو بہی مین جنت کو نہ بدلون

تو چاہی کہ ای شعلہ خو اب بدلی یہہ کروٹ
یہہ یاد رہی تیری شرارت سی نہ بدلون

ایسی ہی حلاوت تری بوسیکی شکر لب
مین نزع مین بہی قند کی شربت سی نہ بدلون

معروف رہی پاس ہی وہ کنج قناعت
اسکندر و دارا کی بہی شوکت سی نہ بدلون

ولہ

زلیں ڈبجاتی ہین ہمکو اور ہم اوسپہ مرتے ہین
یہان رہتی ہین ہم نالان رہان آمین وہ پہرتی ہین

پوچہو ایسی دلبر آہ اوس سرم کیا گذرتے ہی
کبہی وہ سانہ غیرونکی ادہر سی جو گذرتے ہین

گنہگار اوسکہری سب ہمکو ٹہہراتی ہین حاکم کا
کبہی جو زیر دیوار اونکے جا کر بیٹہ رہتی ہین

جدائی مین لہو ہونکی مجکو کیون نکلی لگی یارب
کہ شب بہر کہل گئی جاحت وہ اسکو ہاتہ کرتی ہین

عزیز و عشق میں کیا آدمی کو عقل آتی ہے
تو بس اوپر کی دل سے ہر کسو کے سامنے اکثر
ہزار اغیار سمجھایا کریں اب ویچ بیچ اونکو
ڈبا دیا ہے مجھے اس چشم تر کو کیا کہوں
کبھی تھا مجھ سے کہ سو کوس روز چلتا ہوں
ہوں میں بغل سے مرے مفت لیگیا دلکو
رقیب ایکدم اوس سے جدا نہیں ہوتا
شب وصال کی ہونی ہی تھی کہ جب گیا
نہ آنکھ بھر کبھی اوس مہوش کو دیکھ سکا
پڑی تھی میں سینہ سے دل تک مری ہزاروں حیف
کل اون سے بزم میں بوسہ طلب کیا تو کہا
جفائیں سب تری آتی ہیں یاد آخر شب
دیا ہے اپنے ظالم کو اوسنے دل بمروت

قطعہ
کہ اب ہم اور وہ دونو جو بدنامی سے ڈرتے ہیں
برا کہتے ہیں ہم اونکو وہ ہمکو تمام دوپہرتی ہیں
اونہونے دل سے ای بزم کب اوتر بیٹے ہیں

ولہ
جلا دیا مجھے سوز جگر کو کیا کہوں
گیا تو مر ہی گیا نامہ بر کو کیا کہوں
بغل بہی گرم نکی مفت بر کو کیا کہوں
یہہ چھکی بیٹھی ہے اوس رہی بستر کو کیا کہوں
طرب کو کر دیا ماتم سحر کو کیا کہوں
وہ حور رشک و قصور بشر کو کیا کہوں
غضب کیا مژہ رخ تر کو کیا کہوں
حیا کسکی نہیں اس شر کو کیا کہوں
لحاظ آتی ہے پچھلے پہر کو کیا کہوں
اب اور اوس بت بیداد گر کو کیا کہوں

ولہ
اسد کرے عشق کا بیمار تجھے سب ہے
جسطرح کہ میں شہر میں مشہور ہوں مجنوں
ہو میری طرح تو بھی تجھے ایکدن گرانے
جسطرح مجھے کرتے ہیں احباب ملامت
جیسے مجھے وہ ڑاتے ہیں ہر دم دل مضطر
جسطرح کہ ہیں طالب تسخیر ہر دن ہوں
جو ہے مجھے ہو وے دو چار آزار تجھے بہی
چھیڑیں لیوہیں لڑکے سر بازار تجھے بہی
دکھلاے ترا حسرت دیدار تجھے بہی
سمجھائیں یوں ہیں سب تیری غم خوار تجھے بہی
بیتابی دل لے اوڑے ہر بار تجھے بہی
دیکھوں عمل حب کا طلبگار تجھے بہی

جسطرح که مجکو نہ پہلا جانے کا کرتا
جسطرح
را توں کو بیان جیسے کہ ہم گنتی ہین تارے
جسطرح که اوٹھنی نہین دنیا ہی تجہی ضعف
جیسے دردسی ہین دربہ تری کریہ کنان ہوں
جسطرح کہ ہین مفت کا تیرا ہوں سلامی
جسطرح مرادل ہی گرفتار خیالات
چوں مجکو کیا دیدہ خونبار نی معروف
کیونکہ وہان جاؤن دلا تو مجہی تجلا تو سہی
تیرا کہنا وہ کری یا بگری ای ہمدم
آلی ہی پوچھی ہی کیا دلکی حقیقت بتاری
طایر وہم جہان اوڑ سکی ای قاصد
تیری کہنی سے سر راہ ہی جا بیٹھ گی
زخمی تیغ نگہ اوسنی یہ دل کرکے کہا
ہمسی جو مانگی ہی تو منہہ سے کہ دیکہا ہی دلکو
تو کہ لکہا ہی عتاب اوسنی بہ مشت کرہ ابدل
فکر لی جا کہیں لیا دلکو کرو ت کیا معروف

ولہ

ہو وہ لکا لگا نا نہ سزاوار تجہی ہے
آنکہوں مین کٹی اور شب تار تجہی ہے
چلنی مین غش آوی دم رفتار تجہی ہے
روتی ہوئی دیکہو ہیں دیوار تجہی ہے
کرنا پڑی ایک اور کا دربار تجہی ہے
کہنے لگی رہو ہین یوں مین دوچار تجہی ہے
مشہور کری تر دی رخسار تجہی ہے
جو کہی دوری سے ہمیں دیکہہ کی یہان آ تو سہی
ایک تو اپنا طرف سے اوسی سمجہا تو سہی
ہوش تک میری تجا آنی دی سستا تو سہی
بی وہ بات جا سکا اس موتہہ سے اری جا تو سہی
ہمنشین پہلی اوسی دیہہ یہ تو لا تو سہی
دیکہیں کیونکر اسی سلوا یگا سلوا تو سہی
دل ہی لی لیجو مگر موتہہ کہین دکہلا تو سہی
شکر کر جہین کہ خط یار نی بہیجا تو سہی
ورنہ ہین اس غزل اوریہی کہا تو سہی

مخمس غزل حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

عشوہ ہی ظاہر سر بسر ہی جلوہ حور و پری
غمزہ ہین تیری مو بمو پنہان ہی فن جادوگری
جسکو کہ کہی جاتی ہی تیری صورت ہین بہری
ای چہرہ زیبای تو رشک بتان آذری

کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلای فراق

غم فراق سے از بسکہ ہوں سدا بیدم ۔۔۔ ہر ایکدم میں مرا ہیر حق میں تیغ دو دم
طرف فلک کے یہ کہتا ہوں دیکھہ کر ہر دم ۔۔۔ کجا روم چکنم حال دل کرا گویم
کہ درد من نشناسد بجز سزای فراق

بہرا ہے از بسکہ دل جان میں تیرے ہجر کا غم ۔۔۔ بنا ہے چشمہ خون جگر یہ دیدہ نم
جو بس چلے تو بتقریب انتقام الم ۔۔۔ فراق را بفراق تو مبتلا سازم
چنانکہ خون بچکانم ز دیدہ ہای فراق

کئے ہیں ہجر نے از بسکہ مجہہ پہ جور و ستم ۔۔۔ تمہو رہا ہے بہہ غصہ سے اب میرا عالم
کہ دل ہے: لیکن یہ سونچا کروں ہوں ہمیشہ ہر دم ۔۔۔ اگر بدست من افتد فراق را بکشم
بہ آب دیدہ دہم باز خونبہای فراق

تمام عمر رہا دوستو میں اس سے جدا ۔۔۔ اور اسپہ کہتے ہو قسمت کا تو نکر شکوا
ذرا سمجہہ کے کہو بات از برای خدا ۔۔۔ من از کجا و فراق از کجا و غم ز کجا
مگر بزاد مرا مادر از برای فراق

اسیر بند بلا ہوں یہ ناتوان شب و روز ۔۔۔ سبب یہ ہے کہ وہ انکھو نسے ہے نہاں شب و روز
سنا کئے ہیں جو معروف کی فغاں شب و روز ۔۔۔ ازین سبب من و حافظ چو بیدلان شب و روز
چو بلبل سحری میزنم نوای فراق

تخمیس غزل صاحب عالم مرزا اعز الدین المتخلص ثابت

مار پہلو میں میرے دشنہ و خنجر لا کہوں ۔۔۔ تو کرے سے ہر رگ تن میں میرے نشتر لا کہوں
سنگ غم پہینک مرے شیشہ دل پر لا کہوں ۔۔۔ تجہ سے کیا ڈرتا ہوں فلک اور ستم کر لا کہوں

چرخ نے دی تو مجھے ای حسن سحر لاکہون

کب میرا ایک گلگشت گلستان ہی نصیب
تنگ و تاریک سا ایک گوشہ زندان ہی نصیب
کب تماشائے گل و لالہ و ریحان ہی نصیب
اُنکی دولت سے مجھے سیر چراغان ہی نصیب

شمع رو داغ جو ہین ایک نے جگر پر لاکہون

ایک عالم مجھے کوٹھے پہ کھڑا دیکھتے ہی
ہم تو ہم ماہ بھی حیران رہا دیکھتے ہی
مر گیا شب تیرے عارض کی صفا دیکھتے ہی
سر جبین روی عرقناک ستارا دیکھتے ہی

غرق دریائے خجالت ہوے اختر لاکہون

بسکہ الفت نے کیا مجھکو جہان مین رسوا
ہر طرف سے ہوے سو طرح کے دشمن پیدا
دوستون نے بھی کچھ ایک سوچ کے ملنا چھوڑا
دوستی اسکی مین کچھ اور تو حاصل نہوا

ہان مگر مجھ سے ہوے مفت عدو ہر لاکہون

چرخ بے مہر میرے سر پہ جو آفت لایا
مین رہا ٹھور پہ اسکا نہ ٹھکانا پایا
دام گرداب محبت مین گلا پھنسوایا
اب تلک ساحل امید نہین ہات آیا

بحر امواج الم نے دیے چکر لاکہون

سب پہ معروف ہی عزت جو میری تھی ثابت
مدعا چاہ نہ جب تک کہین کی تھی ثابت
سیری خوبان سے برابر کی ہنسی تھی ثابت
گرم ایک بات کسی کی نہ ستی تھی ثابت

اب سناتے ہین مجھے سر مقدر لاکہون

مخمس غزل نواب مبارز الدولہ مرزا حسام الدین حیدر خان المتخلص بہ نامی

ربط ہی مجھکو جدا دلجو سے کسو کے
واقف نہین چشم و لب و ابرو سے کسو کے
دل وابستہ خاطر ہی گلو سے کسو کے
کام اسکو نہین کچھ رخ نیکو سے کسو کے

وابستہ ہے جو حلقۂ گیسو سے کسو کے

ہم عشق بتاں ترک ہی کر بیٹھے تھے کب سے
لگ چلتے نہ تھے اور کھنچے رہتے تھے سب سے
آزار ہی دیکھا لگا چشم کو تب سے
تسخیر دل انکا ہے نظر آئے ہیں جب سے
تعویذ وہ ڈھلکے ہوئے بازو سے کسو کے

ناصح مجھے یاد آئے ہیں اب وصل کے اوقات
اس وقت غرض زہر ہی لگتی ہے تری بات
سر پھوڑ کے مر جاؤں نہ شیرینی ہاتھ سے ہیہات
کس طرح مجھے گل پڑے بستر پہ کہ کل رات
ہم پہلو تھا پہلو مرا پہلو سے کسو کی

آفت ہے طبیعت کے تعلق کا بھی افسوں
از بسکہ سراپا یہ ہوں ایک شخص کے مفتون
ہر رنگ میں سو جتنے ہیں مجھے شوق کا مضمون
کس طرح مہ عید کو رو رو کے نہ دیکھوں
ملتا ہے ہلال خم ابرو سے کسو کے

افسوس صد افسوس کہ اک ہم ہی ہوں نہ شمع
اور غیر جلایا کرے اس بزم میں یوں شمع
تو اس ستم ایجاد سے کہتی نہیں کیوں شمع
ست غیر سے نہ با تو نہیں ہو سر گرم کہ جوں شمع
سر کھینچے ہے آتش بن ہر مو سے کسو کے

چیدے عمل حب کے لئے از رہ خامی
تھی جن سے ہمیں عار ہوئے اسکے سلامی
سب دیکھے جو معروف تھے مشہور اگر نامی
کیا تھا کہ نہ ہم کر چکے اسکے لئے نامی
پر کچھ ہوا افسوں سے نہ جادو سے کسو کے

مخمس غزل حافظ عبد الرحمن خان المتخلص بہ احسان

ہے چشمہ خون چشم اشکبار دریغ
بچا نہ قطرہ خون جگر فگار دریغ
ہزار حسرت و صد حیف و صد ہزار دریغ
ہوا ہے زرد مرا از غم سے زار دریغ

بسے عطر تیرے تن سے قبا اور حیا سے ہم

کرنی ہی ہمکو عمر بسر راہ عشق مین
یعنے گئے ہین سر سے گذر راہ عشق مین
ہی کسکو جان و تن کی خبر راہ عشق مین
دینا ہر ایک کام ہے سر راہ عشق مین
الفت سے سیکہے ہین وفا اور وفا سے ہم

رہتے ہین روز رات کو روتے سحر تلک
پائی نہ پہر دعا کی رسائی اثر تلک
ہچکی سی ایک لگتی ہی دو دو پہر تلک
پہونچی نہ ایک بار اجابت کے در تلک
تنگ آئی ہی اثر سے دعا اور دعا سے ہم

لازم ہی دوستونکو رہین ایسے عمر بہر
ہین ہم بہی فیض گلشن ہستی سے بہرور
احسانمند خوبی خلاق کیونکر ....
دامان بہر کے لیتے نکہت سے ہر سحر
گل سے چمن چمن سے ہوا اور ہوا سے ہم

دلمین بہرے ہین بسکہ محبت کی شوخیان
نیرنگ کارخانہ دل کیا کرون بیان
ہر غنچہ گل کا اپنے گمان مین ہی گلستان
ہر ایک تازہ رنگ سے خون بدل بہاران
خون تیرے ہاتہ سے ہی حنا اور حنا سے ہم

راہ طلب مین کسکو میسر ہی بازگشت
دیوانگان شوق کی مت پوچہہ سرگذشت
یہان ہر قدم ہی صورت خورشید تیغ و طشت
سرگرم جستجو ہین تیرے بسکہ دشت دشت
منت پذیر جیسے ہین پا اور پا سے ہم

یون آپ کوئی بڑہاوے کسو سے ہزار ربط
ہوتا ہی اپنی جنس سے بے اختیار ربط
ہر بے مناسبت کا نہو استوار ربط
آشفتہ سے رکہے ہی سیہ روزگار ربط
شانہ سے مو و مو سے بلا اور بلا سے ہم

احیا کا گرچہ معجزہ آراستہ ہے مسیح
معروف درد عشق لوگ پاے ہے مسیح
لیکن مریض عشق سے شرمائے ہے مسیح
ممنون کا درد دیکھ کے فرمائے ہے مسیح
عاجز ہے اس مرض سے کہ دوا اور دوا ہم

مخمس بر غزل محمد ابراہیم ذوق

جو کوئی عاشق بت سفاک پر ہو جائے ہے
لیکن ایسی موت کب ہر ایک نے ہاتھ آئے ہے
خنجر بیداد سے آخر شہادت پائے ہے
سر بوقت ذبح اپنا اس کے زیر پائے ہے
یہہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

میں پڑا ہوں قید میں اور موسم گل آئے ہے
سخت تنگ آیا ہوں بیٹھے بیٹھے جی گھبرائے ہے
شوق کو موج صبا بے تابیاں سکھلائے ہے
رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکائے ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے

ضعف سے مشکل ہے اب مرگا تنہا ہم
ناتوان ہیں کسطرح طی کر سکیں راہ عدم
زور اگر چلتا تو مر جاتے کہیں جلد سے ہم
ہاں مدد طاقت کہے ہے ضعف سے کھینچیں میں دم
دیکھیے لب تک خدا کیونکر مجھے پہنچائے ہے

مرتے مرتے پھر جگا ہوں زخم میرے کتنا نمک
لذت بیداد قاتل میں بھی ہے کیسا نمک
کیا عجب گر خاک سے بھی میرے پیدا ہو نمک
واہ واہ شور محبت خوب ہے چھڑکا نمک
استخوان میری ہما کس مزے سے کھائے ہے

ہر نفس چھڑتے ہیں آہ گرم سے میرے شرر
کون ہے اسوقت میرا جو لے میری خبر
خون دل ہر دم بہاتی ہے رگ مژگان تر
بس کہ ہم سوز دروں سے جا لگے دل اور جگر
رحم جوش گریہ جاتی پھر ابھی بھر آئے ہے

بسکہ درد حسرت دیدار سے تھا بیقرار
کھو دیا بیچارے نے ہستی کا زنگ غبار
کشمکش مین مرگ کے بیخود پڑا معرف دار
نزع مین بھی ذوق کو تیرا ہی بس تھا انتظار
جانب در دیکھتا ہی جبکہ ہوش جاتی رہی

مخمس غزل نواب اسد اللہ خان بہادر متخلص بہ اسد

شرح درد دل افگار کہون یا نہ کہون
ہے مجھے رخصت گفتار کہون یا نہ کہون
کچھ تو کہہ اے بت عیار کہون یا نہ کہون
اپنا احوال دل زار کہون یا نہ کہون
ہے حیا مانع اظہار کہون یا نہ کہون

اب سے ہے دل وحشت زدہ کب سے باہر
تسپہ بھی مین نہین اندازہ کے ڈھب سے باہر
حرف بیجا نہین آتا مرے لب سے باہر
نہین کرنیکا مین تقریر ادب سے باہر
مین بھی ہون محرم اسرار کہون یا نہ کہون

باب ہشتم کے گلستان کی حکایت سمجھو
مرثیہ کی اسے یا کوی روایت سمجھو
خیر جو سمجھو سو سمجھو یہ نہایت سمجھو
شکر جو سمجھو اسے یا کوی شکایت سمجھو
اپنی ہستی سے ہون بیزار کہون یا نہ کہون

دیکھہ کر بیکسی عاشق و بیماری دل
ٹکڑے ہوتا ہے جگر دیکھہ کے لاچاری دل
ہے سویدا بھی سیہ پوش عزاداری دل
اپنی دل ہی سے سنو احوال عزاداری دل
جب نہ پاون کوی غمخوار کہون یا نہ کہون

کوی کرتا ہے گلا ہی جو کسو اپنے کا
لوگ باور نہین کرتے ہین پھر اسکو بھلا
ہے یہہ مشکل کہ نہین اور سے مجکو شکوا
دل کے ہاتھو نسے کہ ہے دشمن جانی میرا
ہون اک آفت مین گرفتار کہون یا نہ کہون

پہلے تو عاشق کشکش کی زبان ہی مستعار
اشک و بیتابی و فریاد و فغان ہی غماز

یعنے ہر پردہ مین اکڈہب کا نہان ہی غماز
مین تو دیوانہ ہون اور ایک جہان ہی غماز

گوش ہین در پس دیوار کہون یا نہ کہون

ہی سخن واشد دلکی مجہے معروف مدد
ہون بزندان سخن صورت قفل ابجد

دلمین باتین ہین بہری جبکہ زیادہ ازحد
ایسے وہ میرا جو احوال نپوچہے تو اسد

حسب حال اپنے پہر اشعار کہون یا نہ کہون

مخمس بر غزل اسد

جیسے گذرینگے ترے در پہ گذر ہونے تک
مر ہی جاوینگے ترے کوچہ مین گہر ہونے تک

ہی یہ جنجال ہمین عمر بسر ہونے تک
آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک

کون جیتا ہی تری زلف کے سر ہونے تک

پوچہہ دریائے محبت کے نہ ہمسے نیرنگ
ہی حباب اور ہوا صورت رطل سر و سنگ

کیا کرے اسمین شناسا کا کوئی غوص نہنگ
دام ہر موج مین ہی حلقہ صد کام نہنگ

دیکہین کیا گذرے ہی قطرے پہ گہر ہونے تک

گرمی مہر محبت کی اگر لاوے تاب
دل پگہل جانے سے بچا ہی یاقوت حسن آب

مین ستمدیدہ کہون کیا یہ ہی سخت عذاب
عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب

دلکا کیا رنگ کرون خون جگر ہونے تک

ایک مدت سے جو حیران و پریشان تم بن
کاٹتا ہون شب ہجران کو مین تو تارے گن گن

جذبہ عشق تمہین لاویگا یہان اکدن
ہمنے مانا کہ تغافل نکروگے لیکن

خاک ہوجائینگے ہم تمکو خبر ہونے تک

غرور سے دیکھ بلندی ہو نہ پستی غافل		صاف ڈہتی ہے بلندی ہو دنیا کی پستی غافل
کس بہروسے پہ ہوا تنی بچھے مستی غافل		ایک نظر بیش نہیں فرصت مستی غافل

گرمی بزم ہوا ایک رقص شرر ہونے تک

دل کڑہا ہیکا تو معرفت نہیں اپنا مزاج		پر اسے اپنی نصیحت کا جو دیکھا محتاج
جیسے آتا ہے کہ ایک وجہ سے سمجھا آج		غم ہستی کا اسد کس سے ہو جز مرگ علاج

شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

اسد

اسد تخلص اسم شریف اونکا نواب اسد اللہ خان بہادر معروف بمرزا نوشہ خاندان فخیم اور روسای قدیم اکبرآباد ہیں بنیاد کے ہیں وارد شاہجہان آباد ہو گئے ہیں ادیب و اریب اس مرتبہ کے ہیں کہ سحبان ابن وائل مقابل اوج بلند نشینی انکی کے حضیض جہل کا مبتلا مشہور سخن فہم و سخن دان اس پایہ پر کہ متنبی و کعب باوجود تنبا اور بیدماغی کے مانند تحولات گھٹنوں چلنے والوں کے اسکے حضور اشعار عاشقانہ اور مضامین آزادانہ اسکی تحلیت ده دیوان نظیری مرحزنبے باکانہ اور نثر بے پروایانہ اسکی رشک ده عبارت ظہوری خوان یغما اسکے سے انوری ایک اونکے لئے دریا خاقانی بجا رہ ب کشتی مستعد ہو فیضی سے کیونکر لوگ فیض کو نہ پہنچے جبکہ وہ اسکے ایک ادنی شاگرد سے فیض کو پہنچا صاحب دیوان و تصانیف ہیں مگر مدت سے فکر ریختہ گوئی زبان اردو کا ترک کیا گو ایک دیوان چھوٹا سا قریب پانچ جز کے تصانیف نواب ممدوح سے نظر عاجز سے گذرا

اسی سے یہ چند اشعار بطور یادگار مندرج گلدستہ ہذا کے کیے گئے مگر چونکہ نواب ممدوح حالت صبا سے آج تک شوق زبان فارسی کا رکہتے ہین اور اشعار فارسی مین غالب تخلص لکھتے ہین چنانچہ ایک دیوان چالیس جز کا زبان مذکور مین شاعر ممدوح کا چھاپہ طبع مین آچکا ہی اسلیے اب ذکر اشعار اردو کا نہین کرتے ۔۔

انتخاب اشعار دیوان نواب اسد اللہ خان بہادر

دوست غمخواری مین میری سعی فرماوینگے کیا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جاوینگے کیا

بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک
ہم کہینگے حال دل اور آپ فرماوینگے کیا

حضرت ناصح جو آوین دیدہ و دل فرش راہ
کوئی مجھکو یہ تو سمجھا دو کہ سمجھاوینگے کیا

آج وہان تیغ و کفن باندھے ہوے جاتا ہون مین
عذر میرے قتل کرنے مین وہ اب لاوینگے کیا

گر کیا ناصح نے ہمکو قید اچھا یون سہی
یہ جنون عشق کے انداز چھٹ جاوینگے کیا

خانہ زاد زلف ہین زنجیر سے بھاگینگے کیون
ہین گرفتار وفا زندان سے گھبراوینگے کیا

ہے اب اس معمورہ مین قحط غم الفت اسد
ہمنے یہ مانا کہ دلی مین رہین کھاوینگے کیا

عرض نیاز عشق کے قابل نہین رہا
جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہین رہا

جاتا ہون داغ حسرت ہستی لیے ہوے
ہون شمع کشتہ درخور محفل نہین رہا

مرنے کی اے دل اور ہی تدبیر کر کہ مین
شایان دست و بازوے قاتل نہین رہا

بر روے شش جہت در آئینہ باز ہے
یہان امتیاز ناقص و کامل نہین رہا

واکر دیے ہین شوق نے بند نقاب حسن
غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہین رہا

گو مین رہا رہین ستم ہاے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہین رہا

ایسی ہوا کشت وفا شکیے کہ وہان
حاصل سوا ئے حسرت حاصل نہین رہا

بیداد عشق سے نہین ڈرتا مگر اسد
جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہین رہا

ولہ

ہمسے کھل جاو بوقت مے پرستی ایکدن
ورنہ ہم چھیڑینگے رکھکر عذر مستی ایکدن

غرۂ اوج بناے عالم امکان نہو
اس بلندی کی نصیبون مین ہے پستی ایکدن

قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہان
رنگ لاویگی ہماری فاقہ مستی ایکدن

نغمہ ہاے غمکو بہی اے دل غنیمت جانیے
بے صدا ہوجایگا یہ ساز ہستی ایکدن

دہول دہپا اس سراپا ناز کا شیوہ نہین
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایکدن

ولہ

یہ ہم جو ہجر مین دیوار و در کو دیکھتے ہین
کبھی صبا کو کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہین

وہ آئین گہر مین ہماری خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم انکو کبھی اپنے گہر کو دیکھتے ہین

نظر لگے نہ کہین اسکے دست و بازو کو
یہ لوگ کیون میرے زخم جگر کو دیکھتے ہین

تیرے جواہر طرف کلہ کو کیا دیکھین
ہم اوج طالع لعل و گہر کو دیکھتے ہین

ولہ

تیرے توسن کو صبا باندھتے ہین
ہم بہی مضمون کی ہوا باندھتے ہین

آہ کا کسنے اثر دیکھا ہے
ہم بہی ایک اپنی ہوا باندھتے ہین

تیری فرصت کے مقابل اے عمر
برق کو پا بہ حنا باندھتے ہین

قید ہستی سے رہائی معلوم
اشک کو بے سر و پا باندھتے ہین

نشۂ رنگ سے ہے واشدہ گل
مست کب بند قبا باندھتے ہین

غلطیہاے مضامین مت پوچھ
لوگ نالے کو رسا باندھتے ہین

اہل تدبیر کی واماندگیان ۔ آبلون پر بہی حنا باندہتے ہین

سادہ پرکار ہین خوبان کہ اسد
ہمسے پیمان وفا باندہتے ہین

ولہ

لون وام بخت خفتہ سے یکخواب خوش ولے ۔ غالب یہ خوف ہے کہ کہان سے ادا کرون

ولہ

کی وفا ہمسے تو غیر اسکو جفا کہتے ہین ۔ ہوتی آئی ہے کہ اچھون کو برا کہتے ہین

آج ہم اپنی پریشانی خاطر انسے ۔ کہنے جاتے تو ہین پر دیکھیے کیا کہتے ہین

اگلے وقتون کے ہین یہ لوگ انہین کچھ نہ کہو ۔ جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہین

دل مین آجاے ہے ہوتی ہے جو فرصت غش سے ۔ اور پہر کون سے نالے کو رسا کہتے ہین

ہے پرے سرحد ادراک سے اپنا مسجود ۔ قبلہ کو اہل نظر قبلہ نما کہتے ہین

پاے افگار پہ جب سے تجھے رحم آیا ہے ۔ خار رہ کو ترے ہم مہر گیا کہتے ہین

اک شرر دل مین ہے اس سے کوئی گھبرائیگا کیا ۔ آگ مطلوب ہے ہمکو جو ہوا کہتے ہین

دیکھیے لاتی ہے اس شوخ کی نخوت کیا رنگ ۔ اسکی ہر بات پہ ہم نام خدا کہتے ہین

وحشت و شیفتہ اب مرثیہ کہوین شاید
مر گیا غالب آشفتہ نوا کہتے ہین

ولہ

دہوتا ہون جب مین پینے کو اس سیم تن کے پانو ۔ رکہتا ہے ضد سے کھینچکے باہر لگن کے پانو

مرہم کی جستجو مین پہرا ہون جو دور دور ۔ تن سے سوا فگار ہین اس خستہ تن کے پانو

اللہ رے ذوق دشت نوردی کہ بعد مرگ ۔ ہلتے ہین خود بخود مرے اندر کفن کے پانو

ہے جوش گل بہار مین یہانتک کہ ہر طرف ۔ اڑتے ہوے الجہتے ہین مرغ چمن کے پانو

شب کو کسی کے خواب مین آیا نہ ہو کہین ۔ دکہتے ہین آج اس بت نازک بدن کے پانو

غالب مرے کلام مین کیونکر مزا نہو
پیتا ہون دہو کے خسرو شیرین سخن کے پانو

رہئے اب ایسی جگہ چلکر جہان کوی نہو
ہم سخن کوی نہو اور ہمزبان کوئی نہو

بے در و دیوار سا ایک گہر بنایا چاہئے
کوی ہمسایہ نہو اور پاسبان کوئی نہو

پڑیے گر بیمار تو کوئی نہو بیماردار
اور اگر مر جائیے تو نوحہ خوان کوی نہو

ولہ

از مہر تا بہ ذرہ دل و دل ہے آئینہ
طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئینہ

ولہ

صد جلوہ روبرو ہے جو مژگان اٹہائیے
طاقت کہان کہ دید کا احسان اٹہائیے

ہے سنگ پر برات معاش جنون عشق
یعنے ہنوز منت طفلان اٹہائیے

دیوار بار منت مزدور سے ہے خم
اے خانمان خراب نہ احسان اٹہائیے

یا میرے زخم رشک کو رسوا نکیجے
یا پردہ تبسم پنہان اٹہائیے

ولہ

مسجد کے زیر سایہ خرابات چاہیے
بہون پاس آنکہ قبلہ حاجات چاہیے

عاشق ہوے ہین آپ بہی ایک اور شخص پر
آخر ستم کی کچہہ تو مکافات چاہیے

دے داد اے فلک دل حسرت پرست کی
ہان کچہہ نہ کچہہ تلافی مافات چاہیے

سیکہے ہین مہ رخون کے لئے ہم مصوری
تقریب کچہہ تو بہر ملاقات چاہیے

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
ایک گونہ بیخودی مجہے دن رات چاہیے

نشو و نما ہے اصل سے غالب فروع کو
خاموشی ہی سے نکلے ہے جو بات چاہیے

ولہ

پینس مین گزرتے ہین جو وہ کوچے سے مرے
کندہا بہی کہارون کو بدلنے نہین دیتے

ولہ

عشق مجکو نہین وحشت ہی سہی
میری وحشت تری شہرت ہی سہی

قطع کیجے نہ تعلق ہمسے ۔۔۔ کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی

میرے ہونے میں ہے کیا رسوائی ۔۔۔ اے وہ مجلس نہیں خلوت ہی سہی

ہم بھی دشمن تو نہیں ہیں اپنے ۔۔۔ غیر کو تجھسے محبت ہی سہی

اپنی ہستی ہی سے ہو جو کچھ ہو ۔۔۔ آگہی گر نہیں غفلت ہی سہی

عمر ہر چند کہ ہے برق خرام ۔۔۔ دلکے خون کرنیکی فرصت ہی سہی

ہم کوئی ترک وفا کرتے ہیں ۔۔۔ نہ سہی عشق مصیبت ہی سہی

کچھ تو دے اے فلک نا انصاف ۔۔۔ آہ و فریاد کی رخصت ہی سہی

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالینگے ۔۔۔ بے نیازی تیری عادت ہی سہی

یار سے چھیڑ چلی جائے اسد ۔۔۔ گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری غالب ۔۔۔ ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ خدا رکھتے تھے

ولہ قطعہ

رفتار عمر قطع رہ اضطراب ہے ۔۔۔ اس سال کے حساب کو برق آفتاب ہے

مینائے مے ہے سرو نشاط بہار سے ۔۔۔ بال تدرو جلوہ موج شراب ہے

زخمی ہوا ہے پاشنہ پاے ثبات کا ۔۔۔ نے بھاگنے کی گون نہ اقامت کی تاب ہے

جاداد بادہ نوشی رندان ہے شش جہت ۔۔۔ غافل گمان کرے ہے کہ گیتی خراب ہے

نظارہ کیا حریف ہو اس برق حسن کا ۔۔۔ جوش بہار جلوہ کو جسکی نقاب ہے

میں نامراد دلکی تسلی کو کیا کرون ۔۔۔ مانا کہ تیرے رخ سے نگہ کامیاب ہے

گذرا اسد مسرت پیغام یار سے ۔۔۔ قاصد پہ مجکو رشک سوال و جواب ہے

ولہ

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آجائے ہے — میں اسے دیکھوں بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے

ہو کے عاشق وہ پری رخ اور نازک بن گیا — رنگ کھلتا جائے ہے جتنا کہ اڑتا جائے ہے

سایہ میرا مجھ سے مثل دود بھاگے ہے اسد
پاس مجھ آتش بجاں کے کس سے ٹھہرا جائے ہے

ولہ

دل سے تیری نگاہ جگر تک اتر گئی — دونوں کو اک ادا میں رضامند کر گئی

اڑتی پھرے ہے خاک مری کوئے یار میں — بارے اب اے ہوا ہوس بال و پر گئی

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی — اب آبروئے شیوۂ اہل نظر گئی

نظارہ نے بھی کام کیا واں نقاب کا — مستی سے ہر نگہ ترے رخ پر بکھر گئی

فردا و دی کا تفرقہ یکبار مٹ گیا — کل تم گئے کہ ہم پہ قیامت گذر گئی

مارا زمانے نے اسد اللہ خاں تمہیں
وہ ولولے کہاں وہ جوانی کدھر گئی

ولہ

پھر کچھ اک دل کو بیقراری ہے — سینہ جویائے زخم کاری ہے

قبلہ مقصد نگاہ نیاز — پھر وہی پردۂ عماری ہے

پھر جگر کھودنے لگا ناخن — آمد فصل لالہ کاری ہے

چشم دلال جنس رسوائی — دل خریدار ذوق خواری ہے

وہی صد رنگ نالہ فرسائی — وہی صد گونہ اشکباری ہے

دل ہوائے خرام ناز سے پھر — محشرستان بیقراری ہے

جلوہ پھر عرض ناز کرتا ہے — روز بازار جاں سپاری ہے

پھر اسی بے وفا پہ مرتے ہیں — پھر وہی زندگی ہماری ہے

پھر کھلا ہی در عدالت ناز — گرم بازار فوجداری ہی
ہو رہا ہی جہان مین اندھیر — زلف کی پھر سرشتہ داری ہی
پھر دیا پارہ جگر نے سوال — ایک فریاد و آہ و زاری ہی
پھر ہوے ہین گواہ عشق طلب — اشکباری کا حکم جاری ہی
دل و مژگان کا جو مقدمہ تھا — آج پھر اسکی روبکاری ہی
بیخودی بے سبب نہین غالب — کچھ تو ہی جسکی پردہ داری ہی

عارف

تخلص نواب زین العابدین خان بہادر بیٹے نواب غلام حسین خان بہادر خلف الرشید جناب
نواب فیض اللہ بیگ خان سہراب جنگ کے اور خواہرزادہ اور شاگرد نواب
اسد اللہ خان غالب معروف مرزا نوشہ کے روساے قدیم شاہجہان آباد
نیک بنیاد سے ہین ایام صبا سے شوق کتاب فنون و اصناف سخن کا کرتے
ہین حق یہ ہی کہ ہر کلام عجب ساحری بھرتے ہین فہیم [illegible] کے عارف حقایق
[illegible] کے ابتدا مین شوق شعر و سخن جو کرتے تھے تو اصلاح شاہ نصیر سے
لیتے تھے لیکن بعد ایک مدت کے جبکہ نواب اسد اللہ خان بہادر وارد شہر ہذا
ہوے نسبت تلمذ بھی اسنے حاصل کی اور طرز و طرح اول کو طرح دی
حق یہ ہی کہ اشعار آبدار اور مضامین پاکیزہ جیسے اس شاعر کے ہوتے ہین اونکی
حقیقت اور لطافت سواے باریک بین اور دقیقہ رس [illegible] کے
اور کوئی نہین پا سکتا اور کیفیت اونکی جسقدر [illegible] طبایع [illegible]

ہوتی ہین سوای ادراک حواس کے زبان سے کوی نہین بتلا سکتا۔ چنانچہ ان
روزون مین اس صاحب کے مکان پر محفل مشاعرہ جو منعقد ہوتی ہے بعد تمام سننے غزلیات
لوگون کے ان کی غزلخوانی ہوش و حواس اہل سخن کے کھوتی ہے۔ اکثر
بار ایسا دیکھنے مین آیا ہے۔ کہ اہل فضل و کمال سے کوی مشتاق جو بامید استماع غزل انکی
کے آیا ہے۔ اور وہان اگر غزل کا پڑھ چکنا اگر سن پایا ہے۔ بیٹھنے بھی نہ پایا ہے کہ بہزار
افسوس اپنے گھر کو مراجعت کر آیا ہے۔ اور یہی صاحب میر مشاعرہ ہین۔ غرض کہ ایسا
منبع صفات شتی اور جامع کمالات متفرقہ و ترقی کا جسکو مطلع مہر سعادت کہتے ہین بعد
مین آیا اگر اسکو رشک گلشن یا ارژنگ مانی کہئے تو حقارت ہے اگر رشک ارم تمام کہیے
تو بعینہ عین بصارت ہے دیدہ کو تازگی اور طبیعت کو سرور اور خورسندگی جسقدر اس
شاعر بے نظیر کے دیوان کے مطالعہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے حق تو یہ ہے
ایسی استاد سلف کے دیوان کے دیکھنے سے نہین ہوتی اور حالت آمد مضامین
کی یہ ہے کہ کوی شاذ و نادر غزل ایسی ہو گی جو کم بتیس شعر سے ہو گی ورنہ
پچاس چالیس شعر سے کم نہین کہتے جبکہ اساتذہ سلف کو یہ رتبہ نہ حاصل ہو
تو اہل زمانہ کس حساب مین یہ بات جو مینے بیان کی صرف بنظر انصاف ہے
منکر کو چاہئے کہ اول سے آخر تک دیوان انکے کو بنظر انصاف ملاحظہ کرے
تب وہ جانے کہ یہ دعوی سچ تھا یا غلط سچ تو یہ ہے کہ چونکہ دیوانات شعراے
متقدمین کے کہ ایک زمانہ مدید اور عرصہ دراز سے مشہور و معروف ہو گئے ہین
اکثر عوام و خواص مطلع انکے حال سے ہین مگر جس روز انکا دیوان چھپ کر ایک گنجینہ و خزینہ مشہور
ہو جائیگا اس روز صداقت قول بندہ کی سارا عالم گواہی دیگا انشاء اللہ بعد دیوان بھی عرصہ قلیل مین آیا چاہتا ہے

قصیدہ نواب زین العابدین خان متخلص بہ عارف

صدف چشم مین پین میرے بہی کیا کیا گوہر — ایک سے ایک سوا کون سے ہین اعلیٰ گوہر
خانہ ہی بے در و دیوار نہ لٹ جائین کہین — دیکھ ای دیدہ تر آب تو نہ برسا گوہر
خرق عادت جو کوی پیر مغان دکہلاوے — کیا عجب ہو جو ہر ایک قطرہ صہبا گوہر
عرق آلودہ تیرے رخ کو جو دیکھے پہیکے — اپنے زیور سے ابہی توڑ کے دریا گوہر
سلک گوہر کو نہ پہنے ہوے سو ڈرتا ہون — تن نازک مین چہبین تیرے مبادا گوہر
یہ بہی غماز ہوا کیا میرے دشمن کی طرح — کان تک یار کے ناگاہ جو پہنچا گوہر
دیکھ تو چشم حقیقت سے کہ ہی ای غافل — صنعت صانع قدرت کا تماشا گوہر
وہی باران وہی صدف مین ہی وہی ایک قطرہ — ایک جا زہر بنا اور وہی ایک جا گوہر
کہو نہین مجہے حاجب نہین ای جعد درر — اس سے بہتر کبہی ہونگے نہین جاشا گوہر
بسکہ آرایش محفل مین بہت کی کوشش — قطرہاے عرق جبہہ ہین گویا گوہر
مطرب و ساقی و رقاص کو بہر بہر جہولی — بخشش انعام مین ہی انجمن آرا گوہر
آبرو چاہی تو ہو گوشہ گزین عالم مین — گوہر بحر سے بہتر ہی یہ تیرا گوہر
دیکہے گر دہ تیرے دندان صفا پرور کو — غرق ہو آب خجالت مین سراپا گوہر
گر نکلتا نہ صدف سے تو ہوتا ہرگز — اس طرح برزن و بازار مین رسوا گوہر
رہگذر مین تیرے مجنون کے گرے ہین آنسو — ہا رسکے تیرے یہ ٹوٹے نہین لیلا گوہر
راستی پیشہ ہو گر چاہیے عالم مین وقار — عقد پا تا نہین ہرگز کہین جہوٹا گوہر
نکتہ دان اسکو سمجہتے ہین یہ اپنے کس سے — لعل کیا اصل منفعت مین ہی اور کیا گوہر
لفظ یاقوت بہشتی ہی لبون کی تیرے — شک نہین ہی ہی تیرے دندان کا معما گوہر
بدگمان جو کہ سکے ہین گو سر غلطان کو ہرا — ہی جو مضطر کہین تحسیہ نہو شیدا گوہر

ملکے ہر ایک سے تو اب کو بقدر نگہ
گوہر واحد ان سے ہے لیکن نہین پایا گوہر

لئی وہ آب تو قیمت نہین رہتی ہے گر
بلد کے جب دست زر و خلق ہو میلا گوہر

آب ہی اسمین نو ہو فیض ہی کسکو اس سے
تشنگی مین کبہو کام آسے نہ اچھلا گوہر

وورسو وا بہی یہ میرا یوسف وہ نہین
دیکھے لیلیو سے جو تہوڑ لیسی زلیخا گوہر

گہہ تقریر جہڑے منہہ سے جو اسکے موتی
باتون باتون مین فسون کرکے سحر سے پیدا گوہر

یہ مذکر ہی انہین شرم ہے اپنے دعوی کا
بہیجے کیونکہ انہین عنبر محا یا گوہر

مانگ مین اپنی جو چنتے ہو تو پروین کو چنو
سے ہے آپ تمہین رکہنے نہین زیبا گوہر

ونکو یا قوت کیا منہہ نے تمہارے نثار
شب کو کرتی ہے چندا عقد ثریا گوہر

ہاتھ ہو کر اسے بس تیرے گلے پڑنا تہا
قعر دریا سے اسے شوق مین نکلا گوہر

سجدہ در کا اسکے شوق ہے کسکی طاقت
جو بجز سو نہین رکہتا کوئی عضا گوہر

کونسی جا ہے وہ ایک حسن ور شاہ شہدا
آج جو بحر امامت مین ہے یکتا گوہر

آبروے دو جہان ہے وہی بے شبہ و شک
جسکی خاطر کی لئے ہو وے دو پارا گوہر

وہ گہر اور ہے جو بطن صدف سے نکلے
یون تو لاکہون ہی ہوا کرتے ہین پیدا گوہر

جسکا نیسان ہے علی اور صدف ہے زہرا
قدرت حق کا نمونہ ہے یہ والا گوہر

زیرا ہے جو اسکا لب دریا چکے
پاے اپنے فروغ پہ بیٹہا گوہر

وصف گر اسکی سخاوت کا لکہون تو تحریر
نقطہ کی جاے قلم سے دم انشا گوہر

آتش قہر کا جب اسکے اثر اسپہ ہوا
ہو گئے اہلہ سینہ دریا گوہر

دیکھ لیوے جو کہین اسکے عدو کی صورت
دہین ہو جاے سیہ مثل سویدا گوہر

جام ہی فیض دل صاف کا اسکے یکسر
اسقدر ورنہ تھا پہلے مصفا گوہر

چھا گیا ہی جو ترا ابر کرم عالم مین
ہو گیا دانہ خردل سے بھی لپچا گوہر

اپنے دامن کو بھی پھیلا ہوئے چار طرف
دیکھتا ہی جو برستے ہوے صحرا کو ہر

ہو تیا بند وہین عکس سے ہوا آنکھون مین
غور سے جب جو دیکھین ترے اعدا گوہر

رہ گا تیرے جو تجویز ہوتا یہ نثار
پھر تو ہوتے نہ ازل سے کبھی پیدا گوہر

اقتضا رہے رزین کا جو تیرے ہووے بھی
سحر تصویریت بھی پھر تو ہے پیدا گوہر

کوشش جو و تیرے قات سے لاوے اسکو
ہووے بالفرض اگر بیضہ عنقا گوہر

جوش مضمون کرم کا ترے ہی یہ بھی اثر
قلزم فکر مین ہین کیا تہ و بالا گوہر

قطرہ آب وضو تیرا دکھا کر سینے
ترے یسان سے کہا دیکھ یہ ہی کیا گوہر

ورقت نی بہ تجھے اپنے بہت ہی نازش
مجکو دکھلا تو بھلا کوئی تو ایسا گوہر

معجزہ خلق و سخاوت نے ترے دکھلایا
ہین اسیطرح کے اب دہر مین ہر جا گوہر

بو تو ہی غنچہ بشریت کی ولی جب دیکھا
غور سے رکھکے ہتیلی پہ تو نکلا گوہر

خلق کا نام ترے لیئے جو آتش پہ رکھین
دیوے خوشبو صفت عنبر سارا گوہر

مین ترے نقش قدم غرض برین برنشان
کیون جدا ہو سر خطہ غبرا گوہر

صدقہ کرنے کے لیئے ورنہ کواکب ابھی
لائی پھر پھر کے طبق گنبد خضرا گوہر

کیون نہ جو بن بہ مشابہ اعمال جہان
عہد مین تیرے جو پہنے وہ سراپا گوہر

آرزو سے ہین سوا اسکی امیدین حاصل
ہو طلب قطرہ کی تو ہووے مہیا گوہر

دانہ دانہ کو جو خاقان مین ترستے تھے سدا
روندتے ہین وہ ترے شطہ زیر کف پا گوہر

دیوے گر اسکی گواہی نہ ترا چشمہ فیض
دھوئی آب مین پھر گر نہ ہو سچا گوہر

خاک رہ تیری جو آنکھون مین لگا لے اپنے
اپنی آنکھون پہ تصدق کرے اسکا گوہر

صدف بند اگر دور سے بہی دیکہے کہین
اسمین حبس دم کا ہووے وہ مبتلا گوہر

جوشش زن بحر کرم تیرا ہوا ہی کیسا
چرخ چارم پہ پہنچے کیون نہ مسیحا گوہر

مبتذل ایسے ہوے عہد کرم مین تیرے
اب تو ہرن بہی نہ لیجاتین یہ بعینہا گوہر

ہی عرق ریز جو توسن تیرا ہنگام وغا
گر پڑے ٹوٹ کے ٹوجا نکے اعدا گوہر

زیر سم ہو گئے پامال حسد سے جو عدو
ہی تیر معجزہ یہ ایشہ والا گوہر

ہو اگر سلک گہر ہاتہہ مین دشمن کے تیرے
صاف ہو جائے گا ہر ایک کا عقدہ اگوہر

ہو گیا صدقہ سے تیرے اسے حاصل وہ شرف
سر پہ رکہتے ہین سلاطین یہ تمنا گوہر

آبرو اسنے جو پائی ہی جہان مین ایسی
قطرہ تیر سے عرق حبہ کا ہی کیا گوہر

غوطہ زن بحر دعا مین ہو بسرعت عاشق
پہر نکہیو کہ میرے ہاتہہ نہ آیا گوہر

جب تلک انجمن عالم امکان مین رہی
باعث زینت خوبان خود ارا گوہر

جب تلک کان مین خورشید بناوے یاقوت
جب تلک قطرہ نیسان سے ہو پیدا گوہر

جب تلک قطرہ شبنم کی بہنگام سحر
جشم مین اپنے بہرے نرگس شہلا گوہر

کچہہ نہ ہاتہہ آسکے بجز آبلہ پا لگکے
کہین لانیکو جو جاوین ترے اعدا گوہر

اتفاقاً جو تیرا دست اٹھا لیوے سفال
ہاتہہ مین آتے ہین وہ لعل بنے یا گوہر

قصیدہ در مدح نواب ضیاء الدین احمد خان نیر خلف الصدق فخر الدولہ دلاور الملک نواب احمد بخش خان بہادر رستم جنگ

کیا کہوں مین تیرے آگے داستان آفتاب ۔ ہو دل روشن تیرا جب خوب جہان آفتاب

ہے سحر اپنی جو صورت تو دکھاتا ہی اسے ۔ مہربانی ہی تیری ای مہربان آفتاب

نام نامی ہی ضیاء الدین احمد خان تیرا ۔ نام سے تیرے ہی پیدا ہی نشان آفتاب

لوٹ لیوے ترک گردون جا بجا اک گنج زر ۔ حفظ گر تیرا نہووے پاسبان آفتاب

تیرے اوج جاہ کا بالفرض گر ہووے حضیض ۔ ہووے عیسے کے گمان مین لامکان آفتاب

ہی تیرا نیر تخلص کیون نہ اس نسبت سے ہو ۔ چرخ پر پہلے سے دی جاہ و شان آفتاب

ہیزہ کو عرض تیرے گر شجر دیجے قرار ۔ ہو کہان اسکے سوا پھر آشیان آفتاب

خانۂ دشمن کو تیرے کیونکر روشن کرینگے ۔ اس جگہ چھپا ہی کرنا امتحان آفتاب

ق

تولتے ہین کسلئے ہر سال میزان مین اسے ۔ تو ہی سمجھا ہو تو ہوا ہی رازدان آفتاب

عقل ناقص مین میرے لیکن یہ ایک آئی ہی بات ۔ قدر افزا تو جو ہی ای مہربان آفتاب

دیکھتے ہین وزن کر کر کارپرداز قضا ۔ کتنی اسکے بڑھ گئی ہی جاہ و شان آفتاب

ہو گیا ہی ذکر تیری رائکا جب سے سمر ۔ کون سنتا ہی جہان مین داستان آفتاب

ق

تو جمال عالم آرا شاد کہلاوے اگر ۔ دہر مین ڈھونڈا کہان پاوے نشان آفتاب

جمع ہون چارون طرف سے تیرے در پر مشتری ۔ بند رہوے تا قیامت پھر دکان آفتاب

تیرے بزم عیش کا دیکھے اگر جام شراب ۔ لے لی گردون کو ہو بیشک گمان آفتاب

پردہ کیا جلنے کہ یہ تیرہی در و عشقین ۔ گھل کے پانی ہو گئے ہین استخوان آفتاب

جسے چرخ پر اسکا سما نا ہو سکے زرہ ہی محال ۔ اتفاقا تو اگر ہو میہمان آفتاب

گر تیرے خوان نعم کا ذکر سن پاوے کہین ۔ حشر تک پانی سے پھر ہووے دہان آفتاب

جس طرف تیرا روان ہو لشکر جاہ و جلال ۔ ہو وہ گو وہ کے سہلے اسکے نشان آفتاب

نیر حسن عمل تیرا ہی از بس نور ریز — مشتری بہی تجہہ عاشق ہی بسان آفتاب

رات دن یکسان رہی ہرگز نہ ہووے زوال — ہووے برج قصر تیرا گر مکان آفتاب

دیکھکر جیسے ہین تجکو دیدہ ہای روشن ضمیر — تجکو سارے نکتہ رس کہتے ہین ثانی آفتاب

گر مسیحا کی زبان پر آوے تیرا حسرت حلم — کر سکے جنبش نہ ہرگز آسمان آفتاب

گر تیری رفعت ہوا سمن جا ہی یوسف فی المثل — چرخ ہشتم سے بہی گذرے کاروان آفتاب

ذکر تیرے خاک در کی ذرہ کا مفہوم ہو — گر کہین باہم ذکر کیجئے بیان آفتاب

ق

یک بیک وقت سحر کوکب جو سارے گم ہوے — ہو گیا ہی فی الحقیقت یہ زبان آفتاب

پہنچتا ہی تیرے در پر آکے ای فریاد رس — روز پر روشن مین لٹتا ہی کاروان آفتاب

مجکو حیرت تہی کہ کسکی اردلی کا ہی سوار — یہ جو شبدیز فلک ہی زیر ران آفتاب

تیرا رخش عزم جس جانب کو ہوتا ہی روان — منعطف اس سمت ہوتی ہی عنان آفتاب

دیکھے در کو تیرے روز ای نیر چرخ کمال — ہووے جسکو اشتیاق آستان آفتاب

گر نگاہ مہر سے دیکھا نہین تونے اسے — کانپتا ہی کیون یہ جسم ناتوان آفتاب

آفتاب رای تیرا ہو اگر حدت پذیر — سو یہ مانی اپنے عیسی سایہ بان آفتاب

تیرے شمع بزم سے بیجا ہی اسکو روشنی — ہمنے جو دیکھا غلط ہی یہ گمان آفتاب

تیرے سوز عشق مین عیسی ہی اسکا ہمگسار — پونچہے ہی دامن سے چشم خونچکان آفتاب

مشعلہ ایوان جو تیرا گیا اسکو نظر — جیسے کیا نادم ہین دلمین عاشقان آفتاب

تیری سوز عشق سے جلتا ہی شاید رات دن — تجکو ہی معلوم ہی اے راز دان آفتاب

بار کب تونے دیا اپنے شبستان مین اوسے — بے اثر ہی نالہ آتش فشان آفتاب

مہر از رہ محبت تونے رکہا اسکا نام — جان سی شیرین تر نکیون ہو وہ آستان آفتاب

پردے ایوان کے تیرے اٹھتی ہین خسرو ترے
پہنچتا ہے عرش تک شور و فغان آفتاب

دیکھ کر مجکو منجم کہتے ہین تیرے قریب
روز ہے یہان سعد اکبر سے قران آفتاب

شاعران دہر پر غارت تپاوے کیون فروغ
ہے ثنا خوانی مین تیرے ہمزبان آفتاب

قرب ہے تیرا میسر مجکو جو اسسے سوا
میری سوز رشک سے جلتی ہے جان آفتاب

دیکھ کر صورت میری ناگاہ ہوجاتا ہے آگ
کرچکا ہون بارہا مین امتحان آفتاب

کوکب اقبال تیرا ہووے رخشان دہر مین
چرخ پر چمکا کرے جب تک نشان آفتاب

تیرے دشمن جون دل ہے ہوین رہے جب تک
پر شراب نور سے رطل گران آفتاب

غزل عارف

مطلع

لذت درد سے محظوظ وہ ناکام نہین
جس سے بے تابی دل باعث آرام نہین

مطلع ثانی

واقف اس دل سے کبھو شادی و آرام نہین
جو محبت مین ترے مسکن آلام نہین

مطلع ثالث

جبکہ مرنے کے سوا عشق کا انجام نہین
پھر تہ خاک مجھے کس لئے آرام نہین

جان دل لیکے نہ اب بھیجئے قاصد اپنا
کوئی شی پاس مرے قابل انعام نہین

اسقدر شیرینی لب آگئی شاید غالب
اب جو پہلے سے تری تلخی دشنام نہین

بہکے مت دیسے نہ عاشق کہین بوسے تک آپ
فقط اس وہم سے سنتے وہ لب بام نہین

خاک پر مجکو تمنائے اسیری نہ لٹا
دہر مین میرے نصیبونکا کہین دام نہین

جا لگی جو ارغم عشق کو پروا کسکی
نعمتین لاکھ لٹین پر ہمین کچھ کام نہین

دل غم دوست ہے میرا نہ کسطرح ملول
جسقدر چاہیے وہ کثرت آلام نہین

نظر ہمین کیا آپ کو تاحق مشہور نہ
دیتے اسیر بھی ہو تو مے کا مجھے ایک جام نہین

دل کیا سوز الم سے تیرے ملنے کا خیال
اور ہم و لین بہشت دران ہین کہ وہ خام نہین

صفت گم شدگی اور ہی کچھ ہی عنقا
نام جسکا ہو زبانو پہ وہ گمنام نہین

کیون نہ کالون اسے ہر طرح سے ای رشک قمر
ہی شب ہجر تیری زلف سیہ فام نہین

کچھ تو ہی بات جو خاموش یہان کرتا ہون
کچھ تو ہی کام جو عالم سے مجھے کام نہین

زندگی اور کوئی دن کی ہی اسکی باقی
یا دہ رہتا میرا قاصد کو جو پیغام نہین

کیون در دہر سے سر اٹھہ نہین سکتا میرا
پھر رہی اسمین اگر سجدہ اصنام نہین

ہی نگاہ غلط انداز سے یہ بات عیان
ہی تیری چشم وہ وحشی کہ تیری رام نہین

ہمسر کاکل جانان ہی میرا مقصد دل
جسمین سو عقدے نہو دین وہ میرا کام نہین

ای پری تیری زبان کی نہین فہمید ہمین
اسسبب اٹھتی ور الذت دشنام نہین

دست وحشت میری جاتی نہین تھکتی تجھسے
سینہ کوبی کا لیا تجھسے ابھی کام نہین

تمسے مشہور ہوا مین تو ہوئے تم مجھسے
نام ور آپ ہین تو بندہ بھی گمنام نہین

امتحانا وہ مرض کا میرے کرتے ہین علاج
یہ بھی ہی فضل خدا جو مجھے آرام نہین

انکے گھر پہنچے کس طرح سے کوئی ہے کو
پہلے جب خانہ ویرانمین میرے بام نہین

آہ کے ساتھ چلے جاتے ہین اکثر ہمدم
عرش نزدیک ہمارے رہ یک گام نہین

خاک تم ڈالتے ہو کس لئے آنکھون مین میرے
سوچنا پہلے ہی یہان عشق کا انجام نہین

تیر روزی نے کیا خلق مین ہمکو جھوٹا
شب فرقت کی کہا کرتے تھے ہم شام نہین

مجھ جادو نہ کرے سنتے کہین اسسے عدو
اسلیے ٹھیک بتاتا انہین مین نام نہین

دیکھ لے ایک نگہ مست سے میری جانب
ہی جو شیشہ مین ساقی گلفام نہین

می کوثر زہد نکھو ینگے کچھ ہم خمار
جب تلک ہاتھ سے ساقی کے اڑی جام نہین

خون میری تھا تن لاغر مین کہان تھا قاتل
تجھی کیا تشنہ کیسذن خونکا دعوا کیجے

وہم جب تند مین ہو رگ بس کا اغلب
کیون نہ ہر ایک تری بات کو بیہا مانا کیجے

دو سر ازلعت مین دکہلا دو کوی مو یا سفید
بجا کمر پی ہی نہ صاحب تجھی انزا کیجے

خاک جمشید لگی ہاتھ تو یہ ہی دل مین
گوندہ کر بادہ مین خشت خم صہبا کیجے

دفع الزام سی انسان کا دل بڑھتا ہی
شکوہ جب کیجی معشوق سی بیجا کیجے

آب حیوان جو لگی ہاتھ تو سکرتا حشر
ٹوٹ سی ذبح ہو مین اور لہو مین نہا کیجے

ہم ہو جاتی ہین تر سو کی مری اشکون سے
خاک کا ڈہون یہ غم ہجر سی لوٹا کیجے

ہم تو دیوانی مین جستجو کی کہی جا دین گی
مین حسین آئے فدا ریحا لیلی کیجے

اپنی کو جیسن اگر قتل کیا خوب کیا
داب دیجی مجھی لیکن یہین آنا کیجے

اسکو دیکھ کے کیا رنگ بدل جاتا ہے
دل نازک کو ذرا اپنی سنبھالا کیجے

اوسکی کر دینہ سے جھنجلا کی وہ بڑہ سکی ابہی
او نہین کیا فکر ہی گر خون کا دعوا کیجے

خاطر نازک دلدار پہ کیون بار رہین
حلق مین ہو کے سسک سسک کو ملکا کیجے

پائی نازک کو نہ پہنچی کہین ٹہوکر سی گزند
اس سے تو لب سے ہلاکر نہی زندا کیجے

کسی سون یون جو نہ مین تمکو خدا کو سونپون
اور عالم مین کہو کسکا بہروسا کیجے

کہہ کی لکھی ہی سحا تم غم مین پری ہو سو بار
اور کنا کیا وہ ابھی کرتی مین لکھا کیجے

نحت وہ میرا اسیح تو ہی کیونکر ہوگا
جو سیاہی مین تری زلف کے ہمسر ہوگا

حال دل کس سے کہون کس کو یاد ہوگا
آپ سے نہ ہی گا جہان جسکہ یہ مضطر ہوگا

لوح محفوظ مین لکھی ہی یہ ابھی یارب
کالجا پار اور رکھا پھر اتنقدر ہوگا

اونکی دربان سی دست نگار ہی لاچار
نگر از چشم تن زار سی اک قطرہ خون
لذت درد جراحت ہی عیان چہرہ پر
وہان شب وصل مین رہتا تہا جہان [illegible]
نہین دنیا مین کوئی صاحب شکوہ تمنا
آج کچھ شکل ہے کل اور ہی صورت اسکی
اونکا گہر خلد ہی تو اوس مین ہمین جانیکی
ساقیا ہمسی ہی ہوتے ہین کہین جی جی کشش
دم بدم شادی اندوہ سی دل پہرتا ہی
یا زمین خاک ہوئی گرمئ درد کسی جل کر
نظر آتے ہی فقط کچہ نہین ہوتے محسوس
اور اولٹی دم سوزان سی بہڑک اوٹہینگے
کوچۂ یار سے کے دہوکے مین چلی آئی ادہر
دفع کر ہمکو بہی یہان سے کسی جا [illegible]
اب ہی یعقوب کہان وان کسی کی دہوکا
گو ہین بیمار پر ایسی نہین ہم نادر بے
ہم وہ ناکام ازل مین کہ ہوئی شادی مرگ
کام دو بانو کا ایک سر سی نکلتا ہی کہین
کردیا دشت ہمین ہو گئی تسکین مساک

ضعف مین جان ہوا حیف گریبان ہمسی
جان دیکی پر نہ ہوئی روشن میدان ہمسی
چہین کر کیون نہ وہ لیجا مین نمکدان ہمسی
ہوگئی چوک پری مرغ سحر خوان ہمسی
کہین عالم مین نہین بیسر و سامان ہمسی
عاجز آجا ہی نکمو نکر تر آذربان ہمسی
کب توقع ہے کہ وہ لیسنگی ایمان ہمسی
صاف بندہوی رہی کیون یہ خمستان ہمسی
تم سلے جاؤ لہو دیدہ گریان ہمسی
کو نکالی تہ گئے خار بیابان ہمسی
کو کہ کسطرح سے گئے کیا شب ہجران ہمسی
صبح کہوا لے ہو گیا شمع فروزان ہمسی
کیون اولجہتا ہی در خلد پہ رضوان ہمسی
اگر آباد ہی کچہ خانۂ ویران ہمسی
کسلئی پوچہتی ہو تم اب رہ کنعان ہمسی
تم چہپاتی ہو عبث سیب زنخدان ہمسی
دو قدم چلکر رہا کوچۂ جانان ہمسی
ہو سکی طی نہ رہ کوچۂ جانان ہمسی
کب بیان ہو سکے مین تا صبح تری [illegible] ہمسی

نہ تعلیم ہمیں شادی ہی ہمنا سبے دیکے
ہو اگر ضد ہی تجہی گردش دوران کو

کونسی جا ہی جہان خاک نہیں ہی اپنے
یہ کی چلتا ہی کہ ہر سر و خرابات ہمیں

مدت العمر تجا وہی ہمین جس کا رونا
انسی کیجو نہ ہنسی فتنہ دوران ہمسی

جمع جب تک نہ کی حرف مقطع ہمنی
خط مین لکہا نہ گیا حال پریشان ہمسی

کبہو نامہ بہیجو کی تو کیا ہونگی خجل
دل کو لیجا وہ نہ لیجا و مگر جان ہمسی

کشت وصل مین تو لی جو عزیمت خوانی
بر کسے دن کا نکالا ہی پریخوان ہمسی

گہر لی تنگی نے کے سبب در پہ کل مٹہی مین
غم ہی ازردہ نہ ہو دیے کہین مہمان ہمسی

مشق تحریر سخن گر اسی کثرت سی رہی
کہین کہینچی کا نہین کوئی نیستان ہمسی

ای فلک نقص بہہ ہی ہم مین کہ کبہی تیر خیال
ہو گیا نفع کے امید نقصان ہمسی

جرم تکمیل ہنر بہی کبہو ہو جاے معاف
ہو گئی اب تو خطا گردش دوران ہمسی

تحط الصاف جو ہوتا نہ وفا کی امید
سیکہتی طرز سخن ساری سخندان ہمسی

ہستی مین تشکل کو ہم دیکہی اوسکی عارف
مانگتا ہی جو ہمارا کوئی دیوان ہمسی

یہہ تو معلوم ہی ممکن نہیں احسان کرنا
کب تلک لیک ستم گردش دوران کرنا

یار عالم سبی ہی ہر کہ نہ ہووے سو جہان
کہیں ایسا نہ غضب دیدہ گریان کرنا

سا کیوان نہ غیرت سی مرن مین کہ کبہی پردہ نشین
عالم الغیب سی ممکن نہیں پنہان کرنا

تنگ ہم نسبتی کعبہ ہی مانع ورنہ
حیا ہی سجدہ سوے کوچہ جانان کرنا

نہ خداوند کو گر پاک و منزہ سمجہو
لب گوارا ہو تجہی کہنے کہ بہتان کرنا

کبہی دن حال کو تم غور سی دیکہو سرسے
سیکہنا ہو جو تمہین طرہ پریشان کرنا

وہ جل رہی ہے کسیکے غم مین قطرہ زن ہے کسیکی رہ مین
بچے محبت کے کب اثر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

تڑپ تڑپ کر اچھل رہا ہون تمہاری فرقت مین روتے روتے
عیان ہوا صاعقہ کے سکسر سے فلکپہ بجلی زمین پہ باران

مزا ہے بادہ کشی کا عارف کہ لحظہ لحظہ کہا ہی ڈولے
کبھو ادہر سے کبھو ادہر سے فلکپہ بجلی زمین پہ باران

دیر و دل ضعف مین جب یار اٹھے اور بیٹھے
ہے یہ مشکل ترا بیمار اٹھے اور بیٹھے

اثر آہ پہ غالب میری قسمت آئی
پاس سے اسکے جو اغیار اٹھے اور بیٹھے

کچھ تو تھا نقص میری شوق شہادت مین کہ آج
ہاتھ مین لیکے وہ تلوار اٹھے اور بیٹھے

راہ عشق نہ اٹھے خم دل سے ہرگز
سیکڑون جوش بھی ہر بار اٹھے اور بیٹھے

جس زمین پر کہ مرے ضعف کا ہو جاے اثر
وان جو تعمیر ہو دیوار اٹھے اور بیٹھے

دعوی ضعف پہ میرے وہ ہنسے کل کیا کیا
موے تن میرے جو ہر بار اٹھے اور بیٹھے

جھپکے تو حال کو دیکھ اسکے نہین ہے یہ عجب
سامنے گر ترا بیمار اٹھے اور بیٹھے

کبھی اے نالۂ دل اتنی تو تاثیر دکھا
ہو کے مضطر وہ جفاکار اٹھے اور بیٹھے

ناتوانی کا برا ہو کہ قدم اٹھ نہ سکا
طرف کوچۂ دلدار اٹھے اور بیٹھے

واعظی سمجھے تصور مین ہم آنا انکا
شب جو تعظیم کو ہر بار اٹھے اور بیٹھے

شب فرقت مین سحر ہاتھ میرے یاری کی
صبح تک سب میر غمخوار اٹھے اور بیٹھے

اڑ چکے تمہی تو کیا دیدین تمہاری تعظیم
مردہ کیا صورت جاندار اٹھے اور بیٹھے

بار سر دوش سے جس وقت کہ اترا قاتل
کیا ہی ہم ہو کے سبکسار اٹھے اور بیٹھے

تمکو نازک نہ کہیگا کوئی جو کان مین تم
ڈال کر گوہر شہوار اٹھے اور بیٹھے

نسبت ہی ضعف فلک اور زمین ہے عارف
جا بجا ہو کے خبردار اٹھے اور بیٹھے

جب تو البتہ تجھے بھی کہون بے شبہ صنم	بت اگر ای بت عیار اٹھے اور بیٹھے

طمع علد یہ عارف کوئی کیسی بھی بکار
ہاے افسوس کہ بیکار اٹھے اور بیٹھے

فلک جو دیکھے مرے رشک حور کی قندیل	نہ آفتاب کو پھر سمجھے نور کی قندیل
حباب بحر مین گر عکس رخ پڑے تیرا	اثر سے اسکے وہ ہوجاے نور کی قندیل
سوا نہ حد سے کہین شعلہ زن ہو آتش غم	بھڑک اٹھے کی دل ناصبور کی قندیل
وہ ہی تو ہے در دار العدالت یزدان	جہان کہ لٹکی سر پر غرور کی قندیل
تمہاری تبریہا کرتے تھے میرے دل مین	پھر اسکو توڑ کے کیون جور جور کی قندیل
فروغ حسن سے روشن ہو اسکے لگا دے	وہ بے چراغ جو گھر مین طور کی قندیل
منگا کے وہ سنے صابون کرے جو شغل تو	ہر ایک پھونک سے پیدا طور کی قندیل
ہوا کو دخل کہان از دحام رحمت مین	بجھے گی کب مرے بالین گور کی قندیل
یہ شیخ جی کا عمامہ تو دیکھیے گویا	منڈھی ہوئی ہے کسی بے شعور کی قندیل
جہان عیش کا ایک آسمان سمجھیے کہیے	کبھی ہے یہ تیری بزم سرور کی قندیل
ہمارا گھر ہے بہت تنگ پھر آرایش	ہمین جو بھیجیے تو چشم مور کی قندیل
ستارہ سا جو چمکتا ہے اسکے کوٹھے پہ	انہین نے رات کو روشن ضرور کی قندیل
ہزار تیر نگہ جلتے ہین جو ایک پل مین	نہان ہے جشنہ مین کیا رشک حور کی قندیل
ہمارے آبلۂ دل کو با بس سے دیکھو	دکھائی دیتی ہے جھوٹی سی دور کی قندیل
بچاؤ کچھ تو ہے پروانہ کا نکالے ہوے	قدیم سے ہے کسی باشعور کی قندیل

ہے سبو کی کمی نظر آئی جو لٹے مین عارف

تو سمجھیے ہم کہ یہ بھی مرد مسوریا جنیل

قطعہ

جب سے سرکار عشق مین عارف / ہم ملازم ہوے یہ بندی ہی

کہ خوشی کا نہ لیجو نام کبھو / غم سے ہی تجکو بہرہ مندی ہی

کیونکہ شادی کو پھر پھٹکنے دون / نوکری ہی کہ بھای بندی ہی

قطعہ

رہتی غم فرقت مین کچھ بھی جو توانای / شہرت میری افغان کی تا عرش برین ہوتی

امید ہی کب عارف نالہ کی رسای کی / یہ بیل منڈھے چڑھتے معلوم نہین ہوتی

قطعہ

غیرون سے خوشی رہتی ہی تو رہے وہ سیم تن / عارف یہ ہی ہی واہ دل بیقرار کی

آہن دل کا اسکے جکھا دیوینگے مزا / سو دن سنار کی ہی تو ایکدن لہار کی

قطعہ

اب سے بجز خرام رہو عارف / گو کہ دم دوستی کا بھرتے ہین

یہ وہ ہین لوگ کہاتے جس مین / اسی ہانڈی مین چھید کرتے ہین

قطعہ

اس اربان سرا مین عارف قیام کب تک / غفلت یہ آپ اپنے ہم رنگ رکھتی ہین

بہر وزن اپنا میزان زندگی مین / دھڑیان تو تل گئی ہین پاسنگ رکھتی ہین

قطعہ

رہتا ہی دل میرا تب غم سے وہ مضطرب / لرزا لگا ترپنے سے گویا پہاڑ کو

نکلے تو نکلے سینہ سوزان سے کسطرح / گو سورما جنا ہو کیا ہو رہے پہاڑ کو

آتش

آتش تخلص خواجہ حیدر علی نام یہ شاعر شعراے مشاہیر لکھنو سے ہے مصحفی شاعر کی استادی مسلم الثبوت ہونے مین کچھ شک نہین چنانچہ بعضے بعضے آدمی وہان کے یہ بیان کرتے ہین

کہ یہہ شاعر اور ناسخ دونوں ایک رتبہ کے شاعر ہیں پس ہر چند اشعار واسطے ملاحظہ ناظرین
گلدستہ ہذا کے دیوان شاعر مذکور سے منتخب ہوے

انتخاب دیوان آتش

غزل

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

یقین ہے اٹھے گی جان اپنی آکے گردن میں
سنا ہے جا ہے قریب رگ گلو تیری

وہ گل ہوں میں کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہے
وہ غنچہ ہوں کہ بغل میں ہے جسکے بو تیری

پھرے ہیں مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہے صنم ہمنے چار سو تیری

شب فراق میں اکدم نہیں قرار آیا
خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری

دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہے
صبا ہی کے نہیں حصہ میں آئی بو تیری

پڑھا ہے ہمنے بھی قرآن قسم ہے قرآن کی
جواب ہی نہیں رکھتی ہے گفتگو تیری

میری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہے بہت پیرہن سے بو تیری

فرشتہ بھی تجھے کہتے ہیں آبشر شاعر
یقین ہو الملک الموت میں ہے خو تیری

یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف کو کرتی ہے جستجو تیری

شراب شرم و حیا و حجاب کھو دیگی
دکھا دیگا ہمیں کیفیتیں سبو تیری

رہا نہ شبہ ہمیں اسکے حلقہ ہونے سے
یہ عقد ناف نے کھولا کمر ہے مو تیری

ہوا جو دست رس اپنا بھی اے قاتل تک
حنا بھی لائیگا شوخی میرا لہو تیری

شب فراق میں ہے روز وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ میں ہے اور جستجو تیری

جو ابر گریہ کناں ہے تو برق خندہ کناں
کسی میں خو ہے ہماری کسی میں خو تیری

یہ چاک جیب کے حشمت و دغا سے مخون ہی
نہ ہو وہ دن کہ درستی کرے نہ تیری

کسی طرف سے تو نکلے گا حسرای حسن
قصور دیکھتے ہین راہ کو بکو تیری

چمن مین صبح کو جا کر نہ منہہ دکہانا تہا
برنگ آئینہ حیران ہی آب جو تیری

زمانہ مین کوی تجہسا نہین ہی سیف زبان
رہیگی معرکہ مین آتش آبرو تیری

ٹہوکرین مار کے مردون کو جلاتے نہ چلو
رشک سے خاک مین زندون کو ملاتے نہ چلو

انکی پازیب سے جہنکار کی آتی ہی صدا
فتنہ حشر کو بد خواب جگاتے نہ چلو

باغین اتنے ہو ساتہہ انکے بہی پہر لو دو کام
کبک و طاؤس کا جہگڑا ہی چکاتے نہ چلو

برق و شمشیر کی اچہی نہین چالین چلنین
راہ کو کاٹتے جادہ کو جلاتے نہ چلو

سائل بوسہ کو منہہ پہیر کے کہتا ہی شوخ
نیک طینت ہو تو بد ذاتی پہ آتے نہ چلو

گرے پڑتے ہین کنوون اور گڑہون مین نکیر
وقت وفات کے عالم کو دکہاتے نہ چلو

دو قدم ساتہہ جو چلتا ہون مین گریان سکے
یہی فرماتے ہین ہنس ہنس کے ہنساتے نہ چلو

کوشمالی دو نہ گلگشت مین گلگو ماری
طفل غنچہ ہی غریب اسکو ڈراتے نہ چلو

پر مشقت ہی رہ عشق نہ طی ہو دو گام
کوسون دریا جو پسینے بہاتے نہ چلو

منہہ چہپا کر یہ نکلتا ہی تمہارا اندہیر
رہ نشین عاشقون کو راہ بتاتے نہ چلو

مشق رفتار کرو گرم روی کی نہ سہی
کونسی چال ہی یہ آگ لگاتے نہ چلو

بہانک کر عاشق شیدا سے کہان جاؤ گے
قدم آہستہ رکھو ٹہوکرین کہاتے نہ چلو

زینے پاتہو لیسے نہ اندہو نکو گلا کٹوا دو
یون جہلو پاؤن کی آواز سناتے نہ چلو

کوی بہی معشوق مین ای عاشقو جاتے ہو تو جاؤ
یہہ شگون خوب نہین خاک اوڑاتے نہ چلو

اُنسے کہدے کوئی آتے ہین جو یہہ لگکے ابر
چشمۂ آتش کی طرح آنسو بہاتے نہ چلو

واسوخت آتش

لگے ایک یار نہ تہا یار تیرے یار تہے ہم
لطف و اشفاق و عنایت کے سزاوار تہے ہم

ہمدم و ہمسخن و مونس و غمخوار تہے ہم
مدعی اب جو ہین محبوب تجھے مختار تہے ہم

چین جبین پر نہ تہی رنجش کی نہ یہہ باتین تہین
مہربانی تہی شب و روز ملاقاتین تہین

انس تہا ہمسے تمہین ہم تہے تمہارے مائل
غم و اندوہ جدائی سے نہ واقف تہا دل

عشق تہا حسن خداداد سے ہمکو حاصل
باغ عالم مین مرادین تہین ہماری حاصل

سرو قد قمری بیصبر و تحمل ہم تہے
گل تمہارا رخ گلرنگ تہا بلبل ہم تہے

گوشش زد یار تیرے نام نہ تہا غیر و نکا
خلوت و بزم مین کچہہ کام نہ تہا غیر و نکا

لانے پاتا کوئی پیغام نہ تہا غیر و نکا
گرد حلقہ سحر و شام نہ تہا غیر و نکا

دامن پاک سے گرد کجش آگاہ نہ تہی
کوچہ گردون کو طبیعت مین تیرے راہ نہ تہی

دلبری اپنی تجہے رہتی تہی منظور اے دوست
دشمن اسطرح پہرتے نہ تہے مغرور اے دوست

ایکدم آنکہون سے ہم ہوتے نہ تہے دور اے دوست
جو جدا آپ سے کرے بندہ ہی مجبور اے دوست

پاس ہوتے ہین وہ جو دور رہتے تہے
بیٹہتے وہ ہین برا جو کہڑے رہتے تہے

گفتگو تھہر کے کرتے ہو سخن سب زورون سے — پھرون سرگوشی رہا کرتی ہی غمازون سے
حال دل کا ہی بیان تفرقہ اندازون سے — صحبت اب آن رہی ہی خلل اندازون سے

شرق آیا ہی کانون مین سپید اخیر کرے
تہ نکلنے لگی باتون مین حسد اخیر کرے

جو کڑی کہتے تھے ہم تم یہ اسنے سہتے تھے — سخت کہتے تھے تو سنکر اسے چپ رہتے تھے
رونے لگتے تھے نہ یون ہوٹ نہ یون سہتے تھے — اس مروت پہ تمہارے یہی ہم کہتے تھے

اسپہ قربان رہینگے ہم سے آجائینگے ہم
منہہ سے نکلا ہی جو کچھہ اسکو نباہینگے ہم

کوئی اسکتا نہ تھا اپنے سو صحبت مین — دوسرے کو نہ رسائی تھی میری خدمت مین
مختصر قصہ ہمین ہم تھے ہر ایک حالت مین — انجمن مین ہمین ہوتے تھے ہمین خلوت مین

مصحف رخ کو سمجھتا تھا ایمان کوئی
خال ہندو کا نہ عاشق تھا مسلمان کوئی

کیسی تدبیر تمہاری ہی یہ کیسی تجویز — نہ رہی آپ کو ہرگز کس و ناکس کی تمیز
چیز ایک انکو سمجھنے لگے جو تھے ناچیز — جسے دیکھا نہین جاتا ہی و لیلونکو عزیز

انسے نیکی کرو ممنون جو پامال ہون
لوٹین وہ دولت دیدار جو کنگال ہون

عیش باغ آپ کبھی سیر کو جو جاتے تھے — خار ہوتا تھا جو میرے کو نہ وہان پاتے تھے
غنچہ بسان میری جدائی سے تنگ آتے تھے — ہیچ کر ایک صیاد ڈھونڈھ کے بلواتے تھے

ہر روش پر مجھے تم ساتھہ لیے پھرتے تھے

ہاتھہ میں آپ نے میرا ہاتھہ لیے پھرتے تھے

ناخوش تھا رنج میری جان کدورت نادر
حال پر اپنے توجہ تھی تمہاری خاطر

کبھی خدمت میں جو ہوتے نہ تھے چندے حاضر
منتیں لیتے پھرتے تھے ہماری خاطر

روشنی مسجد و میں جا کے کیا کرتے تھے
چلتے در کا ہو نہیں نذرات نذر کیا کرتے تھے

روز وسب وہ جو رہا کرتے صحبت نہ رہی
ہمنشینی کی جو خدمت تھی وہ عہد نہ رہی

قصہ کوتاہ ہو رہ مہر و محبت نہ رہی
منہہ دکھانے کو ہمارے کوئی صورت نہ رہی

التماس اتنا تو رکھتے ہیں تری ذات سے ہم
پھر گیا تو مگر اپنی نہ پھرے بات سے ہم

اٹھہ گیا مہر و محبت کا زمانے سے رواج
بیٹھے بیٹھے اس الجھہ پڑنے کا کیا کیجیے علاج

یوں تو معشوق کا ہوتا ہی تلوّن کا مزاج
پر نہ اتنا بھی کہ کل تھی سو طبیعت نہیں آج

یا ہمیں ساتھہ رہا کرتے تھے اندر باہر
یا ہمیں ہیں کہ ہمیں حکم ہے کہ جا باہر

یہی طرزیں ہیں صاحب کی یہی ہیں انداز
جبکہ بھی عہد کیا دل سے لیے بس ای بندہ نواز

کریں گہر کی طرف تیری کبھی روئے نیاز
اس طرف کعبہ بھی ہووے تو کریں ترک نماز

وہاں نکل جاویں جہاں کا نہ پتا ملتا ہو
نہ ملیں ملنے سے ترے جو جدا ملتا ہو

جان جان دلکا جلانا نہ تمہیں آتا تھا
کر بھی عہد رت کا نبانا نہ تمہیں آتا تھا

خندہ زن ہو کے رلانا نہ تمہیں آتا تھا
منہہ کو دکھلا کے چھپانا نہ تمہیں آتا تھا

گرہ ابرو مین نہ تہی کاکل پیچان کی طرح
زلف نگار رخ نہ بہار ملتا تہا مژگان کی طرح

جو خود فروشی کے مقید ہے نہ خود کامی سے
پہوٹ بہہ سلواتے تہے دم بازون کے بیعامی کے

پختہ کامی سے جو چلتے نہ تہے خامی کے
ننگ آتا تہا تمہین نام سے بدنامی سے

پری و حور سے بہی حسن مین فرشتے سرور تم
پاس تمکو نہ کسیکا تہا بہت روتے تم

سرمہ دیتے تہے تو آنکہون کو چراتے تہے تم
مہندی ملتے تہے تو ہاتہون کو چہپاتے تہے تم

پان کہاتے تہے تو منہہ کو نہ دکہاتے تہے تم
پاؤن خلخال پہن کر نہ ہلاتے تہے تم

قتل عاشق سے صادق تہے وفا مانع تہی
خون ناحق سے تمہین شرم و حیا مانع تہی

جو خوشی خاطر نازک کی نہین اسکا غم
رہ نہین سکتے کہ یہ شغل بہی کہتے ہین ہم

کہا سنیے ترک محبت کی جو کہاتے ہو قسم
ڈہونڈ لینگے کوئی ترسا صنم عیسی دم

عشق یار نکلا نہ بہولینگے مزا یاد رہے
دل لگا لینگے فرنگی محل آباد رہے

یہہ غلط فہمی ہے جو ہمسا کوئی محبوب نہین
راست بازو تو ہے یہہ اور کی کجی خوب نہین

کیا کوئی اور زمانے مین خوش اسلوب نہین
نہ سہی دوستی صاحب کو جو مطلوب نہین

تمکو غیرون کی مدارات مبارک ہووے
ہمکو جیسے ہی ملاقات مبارک ہووے

ایسا شاہد ہی اب جہہ سے نگہ مطلوب

آشنائی جسے مقبول ہو بخشش مردود

سامھنے اپنے تجھے کچھہ وہ سمجھے موجود
رخ گلرنگ جو دکھلاوے تو بسیچے بود و دود

نرگس چشم کا حیرت سے تماشائی ہو
سنبل زلف کی بو سونگھہ کے سودائی ہو

خون کرے دلکو تمہارے رگ جان جیسے وہ کمر
ہاتھہ ملتے پھر رہ جاتی ہے بار ان پہ نظر
حلقہ ناف کی تنگی سے رہتی تنگ اکثر
چھلے ہاتھہ آئین تو گل کھایا کرے چھاتی پہ

پھول لب دیکھے تو پستہ سے بہت تنگ سے ہو
ہونٹ چبایا کرے نام دہن تنگ سے تو

خوبی گوش کرے اپنا تمہیں حلقہ بگوش
دیکھہ کر آئینہ سان سینہ ہو حیرت سے خموش
پھیرون ہی رکھے وہ گردن کی صراحی مدہوش
حسن میں اسکے عوض ہو نکلے دوش بدوش

نقش دل پر ترے نقش در دندان سے رہے
خار خار اٹھہ پہر کاوش مژگان سے رہے

شعر اسکا ہو وہ الزام بجے جو جو دہن سے
خندہ زن ہوکے حقیقت کو تیری کہو کہودے
عرق شرم سے رخسار و جبین دھو دھو دے
آنگے اس گل کے تو شبنم کی طرح رو رو دے

طعن و تشنیع وہی مہرلقا تجکو کرے
صورت ماہ نو انگشت نما تجکو کرے

طنز آمیز کلامات سے آگاہ کرون
اسکی زلفون کی طرح کان تک اسکے پہنچون
چھیڑ کر باتین بتاوین تجہے سے سمجھون
جو فرشتے نے نہ بھوکی ہو سو اسکے نیچ کون

دل جلاوے وہ ترا جیسے جگر جل نکلے
جیسے جل نکلے وہ تو اسکے نکل ہی نکلے

راہ پہ لاؤں اسے راہ بتاؤں تجھکو
لب پہ لب اتنے رہوں منہہ نہ لگاؤں تجھکو
تنگ آغوش میں لوں اور دکھاؤں تجھکو
جسطرح تو نے جلایا ہے جلاؤں تجھکو

شادمان خاطر نازک ہو تجھے غم ہووے
میرے گھر عید ترے گھر میں محرم ہووے

گفتگو اسنے لیے تھی یہ شکایت انگیز
یاری غیر سے تا آپ کرو تم پرہیز
نقص بیجا کے لیے میرے لکھو دست آویز
متوجہ ہوا یہ ہر گونہ لطف آمیز

پھر پری ہو وہی تم اور وہی دیوانہ ہم
پھر وہی شمع ہو تم اور وہی پروانہ ہم

غیر معشوق کا نکلا ہے زبان سے جو نام
چھیڑنے کے لئے صاحب کے فقط تھا یہ کلام
حرف حق کہنے یہ واسوخت کو کرتا ہے تمام
مت برا مانیو اسبات کا آتش ہے غلام

دوستی غیر سے واللہ جو منظور ہی ہو
آنکھ اٹھا کر نہ کبھو دیکھیں اگر حور ہی ہو

ناسخ

تخلص ناسخ امام بخش نام لکھنوی تمام عمر لکھنؤ میں بسر کی ایک دفعہ وہاں کے حاکم سے کچھ رنجیدہ ہو کر الہ آباد کو چلا گیا پھر وہاں سے کانپور میں آیا بعد اسکے جا زمانہ جو موافق ہوا وطن میں پھر گیا اب دو تین برس ہوئے کہ اس جہان فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت کی الغرض کہ ناسخ ناسخ تھا شعرائے سلف کا یہ تھوڑے سے شعر اسکے دیوان سے انتخاب کئے گئے

انتخاب دیوان ناسخ

غزل

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجراں کا
طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریباں کا

کسی خورشید رو کے جذب دل نے آج کھینچا ہے
کہ نور صبح صادق ہے غبار اپنے بیاباں کا

چمکنا برق کا لازم پڑا ہے آب باراں میں
تصور جب بنے ہے گو نہیں اسکے روی خنداں کا

کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہوں کنج مرقد میں
تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجراں کا

تصور میں حضور آنکھوں کے جو ایک ماہ رہتا ہے
میری زنداں میں عالم ہو گیا یوسف کے زنداں کا

کوئی مضمون اگر لکھتا میں اس حال پریشاں کا
کبھی بند ہوتا نہ شیرازہ میرے اوراق دیواں کا

یہہ عشق ایسا بلا ہے جسکے نام کی دولت
درختوں کو سکھاتا ہے لپٹنا عشق پیچاں کا

وہ پا میرے غبار کو جو کاندھا اس پر رکھ لے
گماں ہے تختہ تابوت پر تخت سلیماں کا

وہ شوخ فتنہ انگیز اپنے خاطر میں سمایا ہے
کہ ایک گوشہ ہے صحرا سے قیامت جسکے داماں کا

اثر بعد از فنا میری سیہ بختی کا باقی ہے
ہوا ہر خاک انداز اپنے دود بریاں کا

تری شمشیر قاتل کسقدر بشاش تہا تا سحر
کہ عالم ہر دہان زخم پر ہے روی خندہ کا

ولہ

عالم سے کے آگے یار میرا منفعل ہوا
مرکر غم فراق میں میں کیا خجل ہوا

دریا کا نام چشم ہوا میرے ہجر میں
دوزخ کا نام سینہ سوزاں میں دل ہوا

کیا چین سے ہم اسکے تصور میں محو ہے
کشور لحد میں شور قیامت مخل ہوا

ہو روشنی چراغ کی روغن سے مضطر
مرہم سے اور داغ جنوں مشتعل ہوا

ولہ

کیا اثر میری سیہ بختی سے لگے نور کا
ماہ ہے ایک خال رخسار شب دیجور کا

کیا کہوں میں سوز اپنے داغ کے ناسور کا
شمع سوزاں ہے فتیلہ مرہم کافور کا

پاس ہوں یاروں کے جب تک مجکو کہتے ہیں رگ / نزد آتا ہی نظر انسان کو نشان دور کا

حسن عالم سوز جانانکا کیا ہی جب سے وصف / ہی میرے منہہ مین زبان کے بدلے شعلہ طور کا

دفن کرو دکھلائے قاتل مین مجھے تا ہو نہ حشر / ورنہ نالون پہ یقین مردونکو ہوگا صور کا

ترک لذت کر دلا پہنچے نہ تا تجکو گزند / نوش سے تو پیچھے ہی پہلے نیش ہی زنبور کا

شب جو دیکہان اسماہ کا آیا دم وقت سحر / صبح تک مضمون نہ تہا آیا شب دیجور کا

ہجر مین ساغر سے آئی مجکو ساقی بوی خون / بادہ کہچوایا ہی شاید زخم کے انگور کا

دل ہمارا اس قدر سوزش طلب پروانہ ہی / شمع سے بہاگے جو اسمین میل ہی کافور کی

ہی کجا نزدیک والے مجہہ سے آپ واقف نہین / میرے شہرہ نے ارادہ اب کیا ہی دور کا

مین گیا خمیازہ تا سنج خندہ جام شراب
جب خیال آیا کسیکے نرگس مخمور کا

مرگیا ہوں دیکہکر جلوہ رخ پر نور کا / میری لوح پر قبر پر زیبا ہی پتہر طور کا

دعوی باطل سے ہوجاتی ہین اکثر نامور / شہرہ کیا یانکا انا الحق نے کیا منصور کا

مین ترا عاشق ہوں ای عیسی نفس ہی جای رشک / گور لیتی ہی بغل مین لاشہ مجہہ مہجور کا

اسقدر مشرب مین وسعت رکہتے ہین ہم مست / ای ہی گلشن مین فلک بہی گوشہ انگور کا

وحشت مین وہان سے دیوانے نکلا جاتی غبار / اڑ گیا سایہ جہان میرے تن محرور کا

رشک سی ہر دم جلاتی ہی جو تیری برق حسن / ہی گمان ہر سرو قد پر مجکو نخل طور کا

ہم سے بعد از مرگ بہی چہوٹے حسینونکا لحاظ / جب غبار اپنا اڑے سرمہ ہو چشم حور کا

جسمین تیرا جلوہ فرما جسم عریان مین ہو / وہ الٹ سوا بہنے جاے اگر وا اٹھتا ہی شعلہ طور کا

خط سے زایل ہو گئی رخسار جانا کی بہار / تہا حسین نازک اٹھا صدمہ نہ تا بے مور کا

میرے سینہ پر بتون کی سرد مہری سے ہی داغ
ہے ہمنے جو بچی مائی ہی ترے ہو بات کی

مشک سے بدتر ہی بہا یا مرہم کافور کا
نافۂ مشکین ہوا ہی منہہ ہر ایک ناسور کا

کب ہماری فکر سے ہوتا ہی سودا کا جواب
ہان تتبع کرتے ہین ناسخ ہم اس مغفور کا

تشنگی مین گر مرا حلق ای سکندر خشک ہو
آئینہ سے چشمۂ حیوان فزون تر خشک ہو

تر جو دیکھے تیرے ہونٹھون کو شراب لعل سے
کیون نہ پھر لعل بدخشان مثل اخگر خشک ہو

دل شکستہ گلشن عالم مین ہون ای رشک گل
صورت شاخ شکستہ کیون نہ پیکر خشک ہو

بادہ گلگون ہونٹے ساقی الہی مجکو آگ
چشمۂ خورشید سان لبریز ساغر خشک ہو

تب تو جانیگا تو مجکو بے گنہ مارا گیا
تا قیامت تک نہ خون چشم جوہر خشک ہو

بخت بدلے آب دریا کو کیا ریگ روان
میری قسمت سے مبادا حوض کوثر خشک ہو

ہی گرہ مین قابل نقصان متاع ممسکات
تنگ چشمی سے نکیون گر آب گوہر خشک ہو

کون باقی خلق مین اسکے جدا ای وقت نزع
جسکے مرتے ہی تو لد شیر مادر خشک ہو

جو کہ ظالم ہین ہرگز تر زبان ہوتے نہین
کیون نہ خون ریزی سے آب تیغ خنجر خشک ہو

گریہ ہی منظور ہم رندون کی آنکھین تر نہون
فصل گل مین ایکدم ساقی نہ ساغر خشک ہو

گر کرے زاہد وضو تا تیر زہد خشک سے
موج دریا خوار ماہی کی برابر خشک ہو

گر پسیجے میرے نالون سے تو پھر ای سنگدل
ہی یقین تا حشر ہرگز نہ پتھر خشک ہو

وہ ہوی دریا مین اگر تو اپنی زلف عنبرین
مثل موج ریگ جیسے موج عنبر خشک ہو

شعلہ زن ہی آتش رنگ گل رخسار یار
کیون نہ شاخ سنبل زلف معنبر خشک ہو

دیکھکر آغاز خط اسگل کی آنکھین تر ہون
کیون نہ پایا آئنہ دست سکندر خشک ہو

مصحفی

تخلص غلام ہمدانی کا ہی اصل اوسکی قصبہ امروہہ ہی مضافات مراداباد ہی شروع جوانی مین شاہجہان آباد کو آیا اور اقامت گزین ہوا آخر ایام حیات لکہنو مین جاکر بسر کی بڑی عمر پائی ابتدا اوسکی انتہا دورہ سودا کا تہا ہمراہ انشا اللہ خان اور جرات کی اکثر مشاعرہ کئی چہہ دیوان ریختہ کے اور دو تذکرہ تصنیف کئے ایک دیوان فارسی اور ایک تذکرہ فارسی لکہا یہہ شخص اوستاد مسلم الثبوت ہی وفات اوسکی کو یہہ اکتیس سال ہی لکہنو کے اکثر لوگون نے اکتساب فن شاعری کا اس سے کیا اسکی کلام سے طبیعت بہت خوش ہوتی ہی

مین اسی رشک سی مرتا ہون کہ کل عمر نہ ہی
کی تگ ایک اب دم شمشیر قاتل سے کہی
درد و غم کو بہی ہی تصیبہ شرط
بہتی ہی ایک آدہ کی ہی میری ہاتہہ موت
تہا اگر روز قیامت تو بہی شادان ہم رہا
ای مصحفی تون مین ہوتی ہی یہہ کرامات
شوخی تو دیکہو تیر کو سینی سی کہینچ کر
نامی کی مری پہ زلا ڈالی مری آ گئے
مرض عشق سی گر ایکی سنبہل جاوینگا

یا نہ یہہ ہنگام قسم کیوں تیغ کی سر پر رکہا
ورنہ یہہ پیمانہ ہماری عمر کا لبریز تہا
نہ یہہ بہی قسمت سوا نہین ملتا
ہم بہی سمجہتی مین نہ چہتاتی ہو ہمکو کیا
وہ جو اک دن اوسکے ملنی کا مقرر ہو گیا
دل بہر گیا نہ تیرا آخر خدا سے دیکہا
کہتا ہی میرے تیر کا پیکان رہ گیا
نامی کا برے قاصد پہہ کیا جواب لایا
تو تین دو چار برس مین کہین مل جاوینگا

مجھکو قاصد کی تغافل نے ستا رکھا ہی
اوڑتی ہی اوڑتی اوسکی کو جہین چرچا نکلی کہین
چاک ہو جاویگی لاکہون ہی گریبان ظالم
مصحفی ہم تو یہہ سمجہی تہی کہ ہوگا کوئی زخم
دامن ترا ہی گا گریبان عاشقان
مت سیر ہی رنگ زرد کا چرچا کرو کہ یہان
مین جسم تین سی ازبس چرانی جاتا تہا
صیاد کی گلی ہی وہ کوچہ کیا کہ جسمین
فصل گل فصل خزان دوگنین ای صبا
بہیج دیتا ہی خیال اپنا عوض اپنی مدام
عشوہ و ناز و ادا اوسکی یہی کہتی ہین
چین سی کیونکہ مین سوون کہ شب ہجر مجہی
کیا یار کی دامن کی خبر پوچہو ہو ہم سی
تلوار کو کہینچ ہی بس سی واہ
تیری کو مین اس بہانہ مجہی ذکورات کرنا
آنکی تیری لیکی مرا دل تو جو خوش ہوا
گلی کو یار کی سمجہی اپنا وہ کعبہ
تہا آپ ہی دیوان مرا نامۂ اعمال
چشم بیت ہر وہم نہ آئینہ دیکہا

روز ظالم یہی ہی کہتا ہی کہ گہل جاون کا
جا مون سیلی دوش سی تخت سلیمان رکہدیا
چاک پردی سی تو یون ہاتہہ دکہاتا آیا
تیری دلین تو بہت کام رفو کا نکلا
گر تو نہین ہو کرین جو ہم رخصا رکہا سکا
ترک کیا ہیشہ کسیکا نہین رہا
چارہ دوش یہ بار تو کی تہا گران میرا
سر خاک پر پڑا ہی اکثر کبوتر دل کا
مرغ دل کونسی موسم مین رہا ہو وہی کا
کسقدر یار کو غم ہی مری تنہائی کا
لی سکی کون یہان نام شکیبائی کا
یاد آتا ہی وہ راتون کا جگانا تیرا
یہان ہاتہہ سی اپنا ہی گریبان گیا تہا
ہی مصحفی کشتہ اس ادا کا
کبہی اس سی بات کرنا کبہی اوسکی بات کرنا
قاصد نی گو کہ اپنی طرف سی بنا کی بات
یہہ مصحفی سی پوچہو کہ مری سجدہ رنگت
کا ہی سکو فرشتون نی لکہا نامۂ اعمال
اپنی صورت سی خفا بیٹہی ہین سنم

سنتی تھی تا بہ دہن اوسکی سی دشنام تمام

اپنی دوا اوس جیسی کی سبب لئے چاک کیا ہی

جب تلک کہ خنجر سے کا کلاب ٹپکے اگر

ہر دم کو سمجہتی ہین دم بازپسین ہم

بہت ٹہکا جب سی گریبان تب سی

وہی وحشت اور وہی گریبان چاک

تو آئی نہ ابہا ولی ہم تو ہر شب

ہای وہ دل کہ جسکی مینی لعلین پالا

فلک کر چہنتا ہی مجہ کسیکو

بہلا تو سا تہہ تو جلتا مرے جنازے کی

کہانی نہین دیتی ہین مجہی خون جگر بہی

وہ سنتی ہی نہ سنی اوسکو ہم اپنا احوال

کوچی سی نکل کر تری مین نالہ کرونگا

مین وہ ہون تلخکام کہ روز وصال بہی

اپنا ہی جی سی جانا اب تو ٹہکا مسلم

اپنی مژگان زخم جگر کو دیکہ کر

زلف کا بوجہ دے کمر یہ نہ جان

تہا شب وصل کہین لگی جو مین آنکہ

کم ہوئی تری یہان تک غم فرقت آفاق

جنبش لب ہی سے اپنا تو کیا کام تمام

ناصح سے گریبان کو سنبہالتی نہین ہم

اس عشق سے کبہی ہوش مین آتی نہین

غافل تو ہوا ہم سی ذرا بہی تو نہین تم

ہاتہہ پر ہاتہہ دہرے بیٹہی ہین

جب تلک ہاتہہ پانون چلتی تہین

تری راہ ناصحہ دم دیکہتی ہین

اب اوس سے یون ہدف ناوک مژگان دیکہون

مین بیٹہکر فلک کیطرف دیکہتا ہون

نہ آئی موت بہی روز وصال میری جتنی

نالی تو مرے حلق تیکے در بان بجہی مین

پس دیوار کہڑے ہو کی سنا جاتی ہین

معلوم ہوا اب مجہی تاثیر نہین یہان

آئی جو لب خندہ مری زہر چشید

ہم رہ سکین مین کوے جب ہم چلی سفر کو

آنکہ بہر مرے جگر کو دیکہہ

زلف کو دیکہہ اور کمر کو دیکہہ

رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکہہ

کر سر کے بال نرنے دیکہنی کمر کو چلی

تسکین

تخلص کہ اسم شریف اونکا میر حسین ہی اور سلسلہ اونکی نسب کا میر حیدر خان قاتل وزیر فرخ سیر کو پہنچتا ہی فی الواقع یہہ صاحب بہت فکر بلند اور طرز گفتار اپنی کی دلپسند رکھتی ہین اور مضامین خوب اور الفاظ مرغوب اشعار اونکی سے پیدا ہین یہہ چند اشعار جو کہ تذکرہ گلشن بیخار مین تہی بطور یادگار روزگار واسطی تفریح طبع لاحظین گلدستہ ہذا کے لکہی جاتے ہین

انتخاب اشعار تسکین

دیکھو خانہ خرابی غیر وہان قابض ہوا / جسکی گہر کو ہم یہہ سمجھی تہی کہ اپنا ہوگا

ہمکو ہر دام مین لازم ہی پہنسانا دل کا / سیکہی مین تری لگاوٹ سی لگانا دلکا

بی بال و پری کہوتی ہی تو قید اسیری / صیاد کبہی پہنسکی یہان دام نہ آیا

ہر صبح وہ ڈہونڈہی ہی کوئی تازہ خریدار / صورت مری ہر روز بدل جائی تو اچہا

چپ لگی تجکو تو چرچا ہی پہر وہان ہوگا / راز اپنا نہ خموشی سی بہی پنہان ہوگا

اوس دربی نجاون کا کبہی لاکہہ کہو تم / دشمن ہی سبہی تابع فرمان تمہارا

یہان آنکہی کسو واسطی جلتا ہی ہمارا / عاشق تو نہین ہی کہین دربان تمہارا

تمکو بہی تو غیرون سی یہہ اخلاص نہین ہی / جو ربط کہ اس وقت دگر مان مین دیکہا

کیا مجنون نکل کر گیا یہہ دیوانگی دیکہو / قضا ہی کوچہ لیلی کو اوسنی تنگ ٹہرایا

وحشت اب لاکس لی بہاگی گے / تنگی گور سے گہر یاد دلایا

بہول جانیکی وجہ اعتبار کو مین / مر گئے پر بہی اگر یاد آیا

توجیہہ یار مین نہ سمجہی تسکین / اون رکہا تہا کہ ستانا یاد آیا

فزہی ادہکی ہی ذہمیات مکرر آیا
ہی اجلی نیم نگہہ سے کے تو مجہی مہلت دی
نزیاہا ہی مجہی لذت آزار سے حین
شوق مردن تو ہے پر جیتی سے ان آنکہ کی
ہیجر آشنا حسن غم مین ہیجا کیا یا لیدگی
اٹہا اوٹہا یا اوسنی قتل ہی گہر سے میری نعش
شعلہ روبار شعلہ رنگ شراب
نقش تسخیر غیر کو اوسنی
مری ناکامی سی فلک کو حصول
کیا دون جواب. داور روز شمار کا
گہبرا کی اور غیر کے پہلو سے لگ گئے
ایسی جفا سے یار مین پائی کہ بس
بسکہ آغاز محبت مین ہوا کام اپنا
ذکر عشاق سی آتی ہی جو نفرت اوسکو
کیون نہو دشت دلسی مجہی جو آتش کہ
تاب ہجر اسکی کسی دن بہی رہا اب شیفتہ
آپ جو ہنستی رہی شب بزم مین
غیر ہی جاتا ہیکی اب شیفتہ
ک شمین حاجت پہ تیر سے

وہ تو آپ سے نہین مین آپ مین کیونکر آیا
اہل ماتم مین یہہ چرچا ہے کہ دلگیر آیا
دل ہوا رنج سے خالی ہی تو جی بہر آیا
شیفتہ ضد ہے جو وہ اپنی ستمگر آیا
جو ہلال غرہ تہا سو ماہ کامل ہوگیا
طالع اغیار سی جلا دعا دل ہوگیا
کام نہان کیا ہی دامن تر کا
خون لیا تو مرے کبوتر کا
کام ہی یہہ اوسی ستمگر کا
ہی اب تلک خیال اوسکی غفلت شعار کا
دیکہا اثر یہہ نالہ بی اختیار کا
منکر ہی ہوگیا مین عذاب الیم کا
پوچہتی مین ملک الموت سی انجام اپنا
آپ عاشق ہی گر وہ بت خود کام اپنا
سب کو دنیا مین پسند آتی ہی آرام کا
کر چکی کام یہان لذت دشنام اپنا
جانکو دشمن سے کے بین رو دیا کیا
کیجہہ تو ہی جو یار سے لے ایسا کیا
غم نہ کہایا تہا کہ ستم یاد آیا

ممنون

تخلص نظام الدین نام بیٹا سید قمر الدین منت تخلص کا ہی اوسکی اصل قصبہ سونی پت اور مولد و منشا شاہ جہان آباد کسب فنون اپنی والد بزرگوار سی کیا بمدت تک لکھنو مین رہا اور ایک زمانہ جبکہ شعرا ر پایہ تخت حضور والا کے تہا چنانچہ پیشگاہ خلافت سی فخر الشعرا ر خطاب عطا ہوا من بعد ضلع اجمیر مین پیشگاہ کمپنی بہادر سے عہدہ صدر الصدوری کا ممتاز رہا وفات اوسکی کو تخمیناً عرصہ چار برس کا ہوا اوسکی کلام کے طرز نہایت دلچسپ اور شیرین ہی غرض کہ گلشن فصاحت کا بلبل ہزار اور گلستان بلاغت کا طوطی شکر فشان اسواسطی یہہ چند اشعار بطور نمونہ کے اوسکی دیوان سے منتخب ہوئے

انتخاب دیوان ممنون

تہی اوس حسن مطلق سی کب آئینہ عیان کا
دل ہر ذرہ ہی جلوہ گہ خورشید تابان کا

تشکوہ جلوہ پر جسکی دو عالم تنگ ہی دیکہا
یہان پیدا ہی دیکہو ظرف اس اپنے جہان کا

بہارستان معنی دیکہہ وا کر تنگ گرہ دل کا
کہ اس غنچہ کی کہلنی مین ہی سامان گلستان کا

جلایا طور سینی ایک ہی جہمکی سی آیا ہی
ہماری طاقت عجز مین کو دیا [illegible]

الہی کسقدر وسعت کہہ میدان محشر تہی
کہان سمائے جا بکی تیرا طومار عصیان کا

تعجب اور اب ہی ممنون کو دیکہنا بتکدے مین
کہ سخت افسوس آیا ہمکو اپنی دین ایمان کا

ہدہ ہوان حسن صورت عشق فخر ناز کا
ہر آئینہ مین جلوہ ہی اوس جلوہ ساز کا

قاسم

تخلص حکیم میر قدرت اسد خان کا ہے جو مشہور و معروف مرو دہلی سے ہین۔ ایک تذکرہ بطور یادگار اور ایک دیوان چھوڑا انکی وفات کو یہ پندرھوان برس ہے دیوان انکا دیکھنے مین نہین آیا یہ چند اشعار فقط انکے تذکرہ سے لکھے گئے فقط

انتخاب اشعار قاسم

جہان مین آکر یار و زمین و آسمان دیکھا
وہی آیا نظر ہمکو غرض ہمنے جہان دیکھا

تمنا ہے یہی قاسم کہی یون خلق بعد از
جہان سے کس مرے سے ہمکو اٹھا دیکھا

حرف ے

ہم تکتے تھے نہ دیکھ آئینہ حیران ہوگیا
زلف کو شانہ نکر کا فر پریشان ہوگیا

کیا مرے قتل کا دیوینگے جواب آپ بھلا
جسگھڑی حشر کو دیوان عدالت ہوگا

رباعی

پاؤن تلک جو پہونچا تصویر لکھتے لکھتے
مانی نے ہاتھ اپنا بے اختیار کھینچا

پتھرا گئین کل انکھین بس راہ تکتے تکتے
اس سنگدل کا میننے یہ انتظار کھینچا

چھین کر دل جو میرا کرتہ رکھا کاکل مین
آپ کے سر کی قسم آپ نے احسان کیا

یاد کرتے ہی تو آیا بزم مین او شمع رو
کیا بڑی ہے عمر تیرا ہی ابھی ذکر تھا

اندوہ دو عالم سے چھڑایا ہے تونے مجھے
بندہ ہون مین اے وحشت دل تیرے کرم کا

گریبان پھاڑ سر کو پھوڑی مارتا قاسم
چلا دشت جنون کو واہ رے دیوانہ پن تیرا

ہوا جب خوب ترکی ہے گھٹا البتہ برسے ہے
گھٹا ہے کسطرح اب دل یہ ہے آثار رونیکا

جی ہے آنکھون مین کلیجا ہے لعل ہے دل ہے
جو نشانہ تھا نے مکان ہی نکلے اشکین ڈھیرا

لہنے سیر کی کا فرشتہ ای جوشش گداز عشق سے
نکلے ہے جب استخوان گلی سینے وہ شانہ ہوا

ہجوم آہ ہے اور موج طوفان ساتھ ہے قاسم — بھلا تو اسکے کوچے سے ہی باہر اٹھ گیا

ادھر ہے اب نکلی رہتی ہیں آنکھیں برسات — لگا کرتا ہے کیوں تو رخنہ دیوار کیا باعث

وله

دیکھئے کیا اسکے ہو اب جیب و داماں کیطرح — پھر لگے ہمکو خوش تونے تجھہ بیابان کی طرح

چشم نرگس سرو قد گلبرگ لب غنچہ دہن — جلوہ گر ہے یک قلم تجھہ میں گلستان کیطرح

حال چشم زار و تپلک زینو جدائی مشکین — برسے ہیں دو دو پہر ابر و بارش کیطرح

قسم ہے ہمکو سر زلف یار کی قاسم
کہ شب تہی کاکل مشکین سے ہمکو گستاخ

عشق

تخلص حکیم میر عزت اللہ خان خلف الصدق حکیم قدرت اللہ خان قاسم کا ہے اصلاح شعر و سخن کی حکیم ثنا اللہ فراق سے لی اور اپنے والد ماجد سے بھی علم طبابت کا تحصیل کیا صاحب دیوان ہے مگر دیکھنے میں نہیں آیا چنانچہ یہ چند اشعار بطور یادگار تذکرہ حکیم صاحب یعنے والد ماجد انکے سے لکھے گئے

انتخاب دیوان عشق

لیا جو ایک میں بوسہ تو کیا ای یار ہوا — خانہ ہو تیرے صدقے گیا نثار ہوا

جنون ضرور ہے اب مجھہ سے دشت بروار — کہ ایک جیب رہا تہا سو تار تار ہوا

تمام قصہ غم تجکو میں سناؤنگا — کبھو جو ٹک دل بیتاب کو قرار ہوا

تیری گلی سے تو رہنا لگا ہوا گلرو — مجھے یہ غم ہے کہ پھولوں کا کیوں شکار ہوا

اب ایک بوسہ کے دینے پہ تہا تنا ہو — ادھر تو دیکھو وہ کیا رات کا قرار ہوا

ہمارے سینہ پہ ناخون سے بھی وہ گلکاری — کہ داغ داغ جیسے دیکھہ لالہ زار ہوا

ہدایت

تخلص ہدایت خان تھم ثناء اللہ خان فراق کا ہی یہہ شخص بہت متقی اور پارسا اور رنگ گذری مین خواجہ میر درد علیہ الرحمہ سی نسبت مریدیکی رکہتی تہی شعرا مین اس جہان فانی سے رحلت فرماتے یہہ چند اشعار تذکرہ حکیم میر قدرت اللہ صاحب سے لکہی گئے حقا کہ یہہ شاعر بڑی رتبہ کا ہی

اشعار ہدایت

جیسی کہ زلف سے یہ تری ڈسا ہوگا
غرض وہ مری گیا ٹو کا گیا جیا ہوگا

بہلا تباہ و میری جہان کچھہ ہدایت نی
تمہاری جور سی شکوہ کبھی کیا ہوگا

مگر یہی نہ کہ بی اختیار ہوکے کبہو
کچھہ اور بس نہ چلا ہوگا رو دیا ہوگا

ولہ

گر عشق کی آتش ہی تو گلزار کی مانند
گھر اپنا جلا دیکھہ مری جان تماشا

اپنا تو ایکدل تہا سو بکا نہ ہو گیا
کیونکر کسی کے ہوتی مین دو چار آشنا

کیا ہی خون جو دوستون نی آئینی کا
ہوا ہی بزم مین کیا خوب کام مینا کا

نہ پیوی خضر پلاوے اگر جو آب حیات
مزا پڑا ہو جسی خون دل کی پینی کا

تنہان سی فائدہ ای یار دل لگانی کا
خدا کسی کو سی کسو نہین ملانی کا

کچی کو چھوڑ کر لعت رست کہہ مجھسی
نہ کچھہ سبب سے بہلا پیچ وتاب کیا تکا

مریدیون مین تری چشم کی گہرائی کا
نہ تجکو ننگ ہی اتنک مری گہرانیکا

وصال دلکو ہدایت فراق انکہون کو
نہین شریک کسو کی کوئی نصیبون کا

نہ عشق دلکی آپ یار ہو چکا
ہوتا جو کچھہ کے تہا سو مرچکی یار ہو چکا

ادا و ناز سب کرلی مین خوبان جہان لیکن
بیان یہہ سے ہی کو ڈہب ہی کسو کی جفا کا

کیا حسن سے اُسنے انکا ہ اوسکو
ہزار حیف تو مر گیان عاقبت دل کی
آتش سی یہ داغ دلکی سراپا تو جل گیا
اتنے رہی انکہڑیان کہ جیتی دیکہہ بزم مین
بزم بتان مین جیسے دم ہم بیٹہی مینا جم کر
زلفون کو چہوڑ اوسکی جاوین کدہر بہلا
کچہہ زرد ہو گیا ہی ہدایت تو اندنون
کر جاوین اب تو ماہر سیہ کو بہی زہر مار
مجلس مین اوسکی رات ہدایت مین جو زردل
کوئی بہرا ہی ملک عدم سی نہ اب تلک
مین بخیہ سعر سنگ حوادث سے پایمال
اب تک بہی دلکی تجکو ہدایت امید ہی
کوئی بہی چشم ہدایت ہی تا اشک سی خالی
یاد مین کسکی آہ سارے رات
سحر کبہو ہم بہی زہد وعبادت کیا کرین
افسوس ماہرو کو دیکہنی پایا نہ ایکدم
ٹکڑی پڑی مین گل کے جگر کے ہزارہا
دکہلا کی اپنا غنچہ دہن تنگ منک
وحشت سی مثل قیس گیا کوہ سی فرہاد گیا

ہی یہ ہوتا ہے خراب آرسی کا
یہ آئینہ ہو کو یہ بلا سی ٹوٹ گیا
گلزار ہو لیا کہ بدن سارا پہل گیا
شیشی کا پانو شیشی سی اکر نکل گیا
اوٹہتی ہتین وہان سے دستور ہی ہمارا
آئی ہی شام سر پہ گہر دور ہی ہمارا
ایسا یہ کسکی چشم کا بیمار ہو گیا
زلف سیہ نے ہمکو بلا نوش کر دیا
یہانتک کہا کہ شمع کو خاموش کر دیا
پایا جہان کسونے کچہہ آرام گیا
افسوس بچ رہا جو ثمر خام رہ گیا
چہوٹا ہی دام زلف کا کوئی پہنسا ہوا
بہرا ہوا ہی یہ ہر یک حباب مین دریا
درد دل سی مین بیقرار رہا
زاہد ملینگے خلد مین غلمان وحور گیا
قسمت اولٹ گئے کہ مرا ولٹ گیا
شبنم نے ظاہر اسی ہیرا کہلا دیا
بلبل کو چٹکیون مین دیکہو اوڑا دیا
کارخانہ ہی وہ بہت عشق کا برباد گیا

چشم الفت ہی تجھی سی تو ای طفل سرشک
یاد کر سبزۂ خط اشک جگر سی نکلا
یہ ہدایت سی نیاز بختی کے تھی قائم
دنیا مین کسکو بہر کے یہان خون ریختی تمام
موجب اس اپنی پریشانی کا بخت شوم تھا
خط کو دیکھا آئینہ مین تو سینے کچھہ خاطر آب
چشم سی گرتے ہین مانند ہوا طفل سرشک
ہر ایک سنگ ہدایت مجھی لو کعبہ ہے
انتہا ہی نہین کچھہ طرز جفا کاری کا
سر میں جا ہی کی ہی دختر رز نکلو قسم
سخن سخت سی آتی ہی مری دلکو شکست
بادۂ عشق سی معمور سدا رکھہ دل کو
خط سی عارض کو سیہ فام کیا
قصۂ غم تو مین چھیڑا ہی نہین
جسمین تھا درد ال کہون اوس سے
وقت خاص اپنے مین حضرت دل
یہی صورت اگر رہے پیارے
خاک پر لوٹتا ہے طفل سرشک
آغاز ہی مین خط نکلے ہوا کام ہمارا

ہائی دنیا سی تو ٹلے یہ مین ثابت دیا
روٹھہ کر گہر سی یہ لڑکا خضر آتا دیا
حیف صد حیف کہ دنیا سی شتاب اٹھہ گیا
قسمت سی اپنی دیدہ خونبار مل گیا
زلف کی یون پیچ مین پڑنا کسی معلوم تھا
حال میرے دلکی بیتابی کا کسکو معلوم تھا
کچھہ نہ دیکھا اسنی دنیا کا عجب معصوم تھا
تیوری سی جو ہوا مین تو خدا سی ہوا
یہ عشوہ ہی میان کو سے دل آرائی
کوئی دیکھا ہی جوان ایسے طرحداری کا
کتنا نازک ہی کہ ٹوٹے ہی یہ دل شیشا
خالی رہتا ہی تو بہرتا ہے ہوا سی شیشا
کسو کے آہ نے کیا کام کیا
ایسی سی آپ سے آرام کیا
کیا کہون کچھہ مجھے حجاب آیا
کچھہ مرے حق مین دعا کیجئے گا
ایک عالم فقیر ہووے گا
یہ بھی لڑکا شریر ہووے گا
کیا جانے کیا ہووے گا انجام ہمارا

رکھہ شکستہ دلکو تو ہدایت تو سنبھالی
ای یار کسو کو کہین الزام نہ دینا

جون رنگ پرنم ترے موہنہ پر
رنگ شب ماہتاب دیکھا

ای گریہ چشم تر بے تانون
بتخانہ دل خراب دیکھا

در دنہ جام مے سے ہمنے
ہر ذرہ مین آفتاب دیکھا

کیا کہی بیان اوس لب شیرین کے حلاوت
آتا ہی مزا جان سے دہان شکری کا

گر دل دیا تہا نکو ہدایت تھا اپنا شوق
کچھ عاشقی سے بیچ کسی کا اجارہ تہا

کیا ہی کہل آیا نظر ایک جاروپا لہ ہمسم
جسکا لعل لب کو یا جام سے دو پیالہ تہا

ہوا کیا مجکو اسکا ہستی سی جون نقش نگین حاصل
وجود ناقص اپنی کو مگر ایک نام دہرنا تہا

دل تو اپنی بیکسی پر سر کہڑے روتا ہی کیا
یا دہوالے گردوانی دیکھہ تو ہوتا ہی کیا

قطعہ

شیخ نسی شیطان یون کہتا ہی ای محزین
جسکی دوا اکو دغا دے اوسکا یہ تو ہی کیا

ای ہدایت کچھہ بہی رکہتا ہی اگر عقل و شعور
مل سکے ان یارون سے تو اوقات کو کھو

موتہہ جو پہیری آشنائی اوسکو انسان مت سمجہ
آج یکو نک کوشش کر کر دیکھہ لے ہوتا ہی کیا

وله

جیسی زبان پہ یار ترا نام آگیا
کچھ دلکو چین جانکو آرام آگیا

اشک بیتاب نہیں دیدہ تر سے نکلا
کوئی لڑکا ہی کہ وہ روٹھہ کے گہر سے نکلا

سمجہو لعل مت اسکو نہ تو لعل و گہر
یہ وہ آنسو ہی کہ صد خون جگر سے نکلا

شعلہ آتش دل آہ بجہا یا نگیا
راز دل گو کہ چہپایا یہ چہپا یا نگیا

ایکدن مینے کہا یکہڑا ذرا مجکو دکہا
دل مرا مدت سے ہی مشتاق تری دید کا

کہنے لگا ای ہدایت تو دوانا ہی مگر
آنکہ کے حق مین برا ہے دیکہنا خورشید کا

نصیر

شاہ نصیر الدین تخلص نصیر عرف میان کلو ویسے شاہ عزیز کرشاگر شعرای دہلی تہا بلکہ بہت سی شاعران زبان اردو ساکنین دہلی اوسی معفور کی تلمذ ریختہ گوئی کا کرتی تہی اور یہی صاحب عالم حیات مین اپنے تئین مرزا محمد رفیع سودا اور میر محمد تقی پر فایق سمجہتی تہی پہر کیف ریختہ گوئی مین دست قدرت اچہے رکہتی تہی اور آخر عمر مین دہلی سے حیدرآباد دکہن مہاراجہ خاتم وقت راجہ چندو لال کے خدمت مین مشرف ہوئے اور وہان اسی جہان فانی سی رحلت کی یہہ چند اشعار بطور یادگار تذکرہ مصنفہ حکیم والفضل یعنی میر قدرت اللہ مرحوم تخلص باسم سی اور ایک دیوان سی لیے گئے

انتخاب اشعار نصیر

پشت لب پر سی تری یہہ خط ریحان ایسا
سو یہہ لوح پہ لکہی یاقوت رقم خط ایسا

تیغ بہلا کی جو پاس اوسکو کہلایا بیڑا
قتل پر میری بیڑا زلفون نی اوٹہایا بیڑا

ہون دل صد چاک کو مت دیدہ تر سے چہپا
یہہ گل تر دہی اسکو چہڑک کر سے چہپا

پہلو مین رکہہ اوس تیر کی پیکان کا لوہا
اے دل وہ دیکہیان تجہ تری جان کا لوہا

نکلی تہی دم تیشہ زنی کوہ سی آواز
فرہاد یہہ دشمن ہی تری جان کا لوہا

رات اوس بت کا ہوا بوسہ رخسار نصیب
جہوٹ بولون تو خدا کا ہو دیدار نصیب

چورا ہی چادر مہتاب شب مکش نی جیون بر
گہر کو راہ صبح دور اپنے لگا خورشید گرد ونیم

آودی دسمہ کی نہین تیری زرا ینی سر پر
گر صبح رات یہہ تار و ن بہری آئی ہی تیری سر پر

کیا صد یہہ اوسی کہیو زبانی کہنین چین
مین کیا کر دکہ تا حالت دل نالان کی تجہی

نذر کی سب وصل کی کر قتل مجہی تو لیکر
کیا اسی غصہ کی تاب یہہ کہ نکلا نہ تہا آہ
لطف ہن اوسکی ہی کیا بادہ کشی کا سا سے
قتل ہونے کو نہ باندہین اگر عشاق کمر
دیکہتا کیا ہی کہ ہی معرکہ آرا ہی آج
جانتا ہون مین کہ ہی یہ مژہ تجہسی بہی
امتحانکی ہوس ایک بہی ہی اوس ظالم کو
دم حورانکا گمان ہی یہہ کہ کرتا ہی تیر
لخت دل یہہ نہین تار مژہ پر طفل سرشک
قیس و فرہاد کہان جانین تری تیغ سی عشق
خار صحرای جنون خبر لی ہی برچہے
چہوڑا نہ تجہی نہ رام کیا یہہ بہی نہوا وہ بہی نہوا
افسوس عدم سی آکی کیا کیا ہمنی کلفت سہی مین
اوس ابرو کی وصل مین ہے مشتاق ہوس دیکہنا ہی
دل کہو کی تباہ مین جا بیٹہا دم خاک مین کو چہوڑ گیا
پہر طواف کعبہ سے گئی تہ تکلف بتخانہ ہوئی
ابہی تا صد اشک و سنگ جیسا اوس تک پیام خط بہیجا
کہیچ اوسکو نہ لایا جذبہ دل تاثیر نہ کچہہ نالی کی
اوس لب کا لیا بوسہ نہ کبہو سہاتے لٹیا یادان

تیغ پہر کر گیا ان سحر سے تلوار
تم مرے قتل کو لاے جو مشتقر سی تلوار
لب ساغر کی نہین کم یہہ شتر بے تلوار
قطرہ خون کو ستمگر تری ترسی تلوار
برق چمکا ہی انداز دگرسی تلوار
موج ہر اشک کی تلوار ہے برسی تلوار
مر گیا تا کمر کہا کے مین سرسی تلوار
میری تربت کی سدا لوح حجر ہے تلوار
پانو نہین بادہ کی پہرتا ہی ہنرسی تلوار
کاش لین راہ عدم یار کی سر سے تلوار
اگر کوہ مین ہی سبزہ ترسی تلوار

ہمسی تو بت کافر تجدا یہہ نہوا وہ بہی نہوا
چون شیشہ و گل رو دانہ ہنسا الخ
ای عالم حیرت تیرے سوا الخ
جیت آخر کار رقیب اپنا الخ
کیا شیخ و برہمن ہمسی کیا الخ
ہم کیا کرین ہان قسمت کا لکہا الخ
مین دو نو کا تماشائی ہی رہا الخ
دل تجہسی ترنگ پایین تو جینا الخ

مجنون تو پہرا جنگل جسکا ہوا تنی چیرا کوہ دلا
کیا وہ جو ہمنے غزل کہا تہی اوسی شب خوابمین ہی رو بلا
نزدیک نصیر اپنی آسمان تیش گویا تہی پہلو
شمیم زلف معنبر جو روی یار سے یون
قدم رکہی مری سینہ پہ آکے گروہ نکالے
اگر ملی تری پاتون سے اتنی حسن صورت
مری حضور رہیہ لوٹین ہین تری چہاتی پر
دلا مجہی کہین کہڑ بال تا مین گہر یونا کا
عجب ہی سیر کسی دن تو سا تہہ باغمین چل
مٹا ہی نام مری پاس گر ہو خنجر
جو ہیکسی کا ارادہ ہو کچہہ ترے دلمین
اگر صراحی غنچہ مین ہو نہ بادہ سرخ
ہو وی مطرب نغمہ سرا تو اوسکا کام
لگی نہ ہات جو کوے رباب چنگ نواز
یہہ جی مین ہو کہ نہ دیکہی کوئے بہ پردہ کو
بلا مین لینی سی میرے اگر خوشی ہو ترکو
اگر اسے بہی گل عارض کا تو ندیکہاوے
نصیر در سر عشق مین مطول کا

ولہ

کب غول ہی ہو لوٹی سی ہمارا ہمہ تن چشم

مین آہ رہا یدست دیا الخ

ولہ

طالع خفتہ کا ہو دی پرایہ بہی ہوا وہ بہی نا ہوا

ولہ

کچہہ سکا بہی کہنا مشکل تہا یہہ بہی ہوا وہ بہی نا ہوا
تو پہر خطا ہی مری مشک گر تتار سے لون
حنا کا کام مین خون دل فگار سے لون
قصاص آبلہ پا مین نوک خار سے لون
جو پہنچی ہاتہہ تو بدلا کلون سے یار کے لون
حساب اس شب ہجر شمار کار سے لون
کہان تلک مین قدم عجز و انکسار سی لون
تو یار تر سے لے ابر نو بہار سی لون
چمن مین ساغر گل دست شاخسار سی لون
تو شیشہ ہی جنس سرو جو بیار سے لون
قسم ہی مجکو تری عندلیب زار سی لون
تو اپنا وحشیانہ رکہہ مین کو کنار سی لون
کنار آب رواں جا کے آبشار سی لون
بلا مین بہر سی اخلاص سے یار سی لون
تو پہر مین جبر کرون اپنے اختیار سی لون
سبق نہ کیونکہ مین زلف دراز یار سے لون
نظارہ ساقی کو ہی تمنا ہمہ تن چشم

تو وہ چمن آرا ہی کہ ہر دستہ نرگس
دیکھی ہی ترا اوسکے تماشا ہمہ تن چشم

ای تیر فگن ہم تیرے ہاتھونکی ہین قربان
تودے کی طرح مجکو بنایا ہمہ تن چشم

ہر قطع کو اولٹ موہنہ سی جو کرتا ہی تو باتین
اب مین ہا ہمہ تن گوش ہون یا ہمہ تن چشم

کیا خاک ہو صیاد مجھی چشم رہائی
حلقون سے بنا دام ہی تیرا ہمہ تن چشم

ای رشک قمر تیسکو کہان نکلی ہین تارے
نظارہ کو تیرے ہی فلک کا ہمہ تن چشم

وہ می پی گر جام بلورین تو ساقی
بن جای حبابون سے بہی دریا ہمہ تن چشم

آنکہونکی تصور مین نصیر اوسکی شب و روز
دل صورت آئینہ ہی اپنا ہمہ تن چشم

وله

جدہر وہ مہر لقا صبح جلوہ گر ہو جائے
مرا ہی چون گل خورشید موہنہ اودہر ہو جائے

کشتی کا تشنہ خون وہ نگار اگر ہو جائے
تو اوسکی اسکے حنا ہاتہہ باندہ کر ہو جائے

تصور اوسکی ہی آنکہون کا روز و شب ہمکو
دل اپنا کیون نہ دو عالم سے بیخبر ہو جائے

شکر لبونکی کے قدمون کا یہہ ہی خیال مجہی
جو دل سے آہ بہی نکلی تو نیشکر ہو جائے

شتاب اوسپہ کہلی ماجرای دل اپنا
سرشک چشم اگر تو پیامبر ہو جائے

الہی عشق مین جون جو رکہا ہی قدم
اوسی قدم پہ مرے زندگی بسر ہو جائے

وہ جام می مین نہ کیون دیکہی عکس رخسار
جب آفتاب کے گہر مین عیان قمر ہو جائے

بہار ہی بسر پہ یہ پانی خبر ہی سوہر سے
رگ سنجاب جو مژگان چشم تر ہو جائے

تری کرم سے محبت کا ایسا رشتہ
ورنہ اوس سے جدا یا بیان اگر ہو جائے

تو سو طرح سے مرا متصل رشتہ تسبیح
یقین ہے مجکو کہ دل مین تو تیکی گہر ہو جائے

خدا دکھائے کہین روز وصل نصیر
شب فراق ستانی کسی طرح سحر ہو جائے

وله

دیکھا جو سفینہ تری تصویر کا ورقا
سمجھا دل اوسکو نسخہ اکسیر کا ورق

مضمون سراپا تری جب تاین رقم کروں
گم ہا یہہ اپسے کاغذ کشمیر کا ورق

کیون سطر کہکشان سیتی مزین نہو فلک
ہی یہہ کتاب کاتب تقدیر کا ورق

دیکہی وہ لب کو جسنی نہ دیکہا ہو اپسا
برگ گلاب جب سبزے پر کا ورق

تعریف تری روی مخطط کی کسی سی ہو
ہی مصحف مجید کی تفسیر کا ورق

ق

لیلی نی خط کو کہول کی قاصد سی تب کہا
ہی یہہ کسیکی عاشق دلگیر کا ورق

تب اوسنی عرض کی کہ اسی دیکہی یہہ ماجرے
احوال قیس پابستہ زنجیر کا ورق

گلگشت کی کہیل مین خنجر بکف نہو
رکہتا ہی یہہ غلام بہی شمشیر کا ورق

تو وہ ہی آج دیکہی جو جا سی یہہ خط ترا
دہو لائی آب شرم سی تصویر کا ورق

خط پر نظر پڑی سے تو زرد رو تبسم کری
سو بگڑی اپنی ہات کی تحریر کا ورق

لیلا نی جب مرقع عالم کی سیر کی
دیکہا ہی ایک عالم دلگیر کا ورق

بہا کر لگا لیا چہاتی سے اپنی پہر
مجنون پا بستہ زنجیر کا ورق

سودا کی دیکہہ کر تری دیوان کو شہیر
پہاڑا بیاض منتخب میر کا ورق

وله

دلکو اسی شاہد معنی جو منصف کرتا
تو اس آینہ مین صورت تری دیکہا کرتا

دست پر تو رجو تیرا یہہ ارادہ کرتا
تجہ مہر کا کیا مہنہ ہی جو تجہ کرتا

بہاتا جو سرشک آنکہہ سی تو کیا کرتا
بند کوزی مین بہلا کیونکہ یہہ دریا کرتا

می پرستی جو وہ مہ پارہ بیارا کرتا
جام خورشید کو اور چرخ کو مینا کرتا

کیونکہ بوسہ تہ قاتل سی تو جہگڑا کرتا
سچ ہی یہہ بات دلا کیا نہین مرتا کرتا

تشنہ تر سی مری اوسنی نکی بخشی
ورنہ پانی سی رگ ابر کو تیلا کرتا

آتش عشق کی شعلہ کو یہہ تیر کا ہی
پروانہ نہین شمع کو بیکہا کرتا

ذکر کسکی جا تو تری کا چمن مین ای صبا
ییکے جو بو کرے قبا بر گل بیلے بالا سمیت

مین خط پشت لب دلبر کے ہوتن یوی کحی خوش
زہر کا ادسی دیا یارو تو بان شکر سمیت

تو نے کیون صیاد بہکا لاشہ بلبل کو آ
داب جو بیا تہا کہین گلشن مین بال و پر سمیت

سوجہا ہی بحر کی ہو شوق بیتا بسے لے دو حبیب
گر تہا دن تا بسینہ مین دل مضطر سمیت

ابرو سے پر چین پہ ادسکے دل لطف کر عوض
دیکھتا ہین اصفہا سے تیغ کو جوہر سمیت

کیون تری یا تو سکے قربان یار تیر افگن کیون
کر دیا غربال سینہ یکقلم تکبر سمیت

ہمکو شوق وصل یہ تہا کہ نہ ہوئے سے جدا
شب کو تصویر تہا سے لی یار ہم بستر سمیت

پاپوسی پر تجا الشمع تو کلکر سے کے
عاقبت تاج زرالودہ یہ لیکا سر سمیت

حشر کو جا ہنکی کجی خوت بہا ئی دل صنم
ساتہہ اپنے مجکو لیکر تیغ اور خنجر سمیت

بہرا ہی داغ سے معمور ہے سینہ تمام
روبرو اللہ کے جا ینگی ہم محضر سمیت

شوق گر قلیان کشی کا ہی تو جہتا ہی میٹہہ
ای مرے سلطان چوبان شکو کر و فر سمیت

پیچوان مجہ سے ہا دحقہ ستین ماہ
عقد پروین سکے چلم کردون سکے ہی اختر سمیت

ہی تب ہجران نہ لکہہ نسخہ مین سے ابی طبیب
خرقہ و کشنیز تو رب انار تر سمیت

یار کے خال و لب تنگ مسی کا خیال
تخم ریحان دے مجہے عناب و نیلوفر سمیت

ہمکو ترغیب طواف کعبہ مت کر زاہدا
زاد رہ تو لیکے جا احرام کی چادر سمیت

ابرو نہی سے اپنی رخ پہ دکھلایا ہی یار
نقش محراب بیت اللہ کو منبر سمیت

پانکی سرخی دیکہہ مت کر مسی کی لب سیاہ
لعل کو رکھتا ہی ہان کو سے بہے اخگر سمیت

دل کو رو تون نیا کہ مین ہم استخوان تن کو آہ
نیستان پہونکا ہی تو ہینے اہ شیر تر سمیت

شوہ یہ تبدیل قولسنے اسکا مین میانی ظفر
دوسری کا ہی وہ غزل مضمون تازہ تر سمیت

شمس ولی اللہ

شمس ولی اللہ گجراتی کہ نہایت مشہور شعراء دکہن سی ہے اور لوگ بیان کرتی ہین کہ عہد عالمگیر اورنگ زیب مین وارد دہلی ہوا اور شاہ د والا جاہ نی اوسکی قدردانی کرکے پرورش فرمائی یہہ شخص اون شعراء دکہن سی ہی کہ جسنی زبان دکہنی مین ایک دیوان لکھا کہ قابل مطالعہ بیکے ہی اور بعض کا یہہ بہی مذہب ہے کہ زبان اردو مین شعر کہنا اسی شخص نے اختراع کیا ہے

وہ صنم جب سی بسا دیدۂ حیران مین آ — آتش عشق پڑے عقل کی سامان مین آ
یاد دیا نہین گر رخصت گلگشت چمن — ای چمن زار حیا دلکے گلستانکی آ
دیکھہ ای اہل نظر سبزۂ خط مین لب لعل — رنگ یاقوت چھپا ہی خط ریحان مین آ
حسن تھا پردۂ تجرید مین سب سی آزاد — طالب عشق ہوا صورت انسان مین آ
حاکم وقت ہی تجھہ گھر مین رقیب بدخو — دیو مختار ہوا ملک سلیمان مین آ
بسکہ مجھہ حال سی ہمرہ ہی پریشانی مین — درد کہتی ہی مرا زلف تری کان مین آ
غم سی تیری ہی ترحم کا محل حال ولی — ظلم کو چھوڑ سجن شیوۂ احسان مین آ
وہ نازنین ادا مین اعجاز ہی سراپا — خوبین گلرخون سے ممتاز ہی سراپا
میری دلکی تجلی کیون رہی پوشیدہ مجلس مین — ضعیفی سی ہوا ہی پردہ فانوس تن میرا
نہین ہی شوق مجکو باغ کی گلگشت کا ہرگز — ہوا ہی جلوہ داغون سی سینی مین چمن میرا

ولہ

دیکھنا ہر صبح تجھہ رخسار کا — ہی مطالع مطلع الانوار کا
دلکو دیتا ہی ہمارے پیچ و تاب — پیچ تیری طرۂ طرار کا

بیا ہمنا ہی اس جہان مین گر بہشت — جا تماشا دیکھہ اس رخسار کا
سرکشی آتش مزاجی ہی سبب — تا جھون کو گرمی بازار کا
ای ولی کیون سن سکی ناصح کی بات — جو ہی دیوانہ پری رخسار کا
آرزو ہی چشمۂ کوثر نہین — تشنہ لب ہون شربت دیدار کا
گر ہوا ہی طالب آزادگی — بند مت ہو سبحہ و زنار کا
مسند گل منزل شبنم ہوئی — دیکھہ رتبہ دیدۂ بیدار کا

ولہ

کری ہی عشاق کو جیون صورت دیوار حیرت سی — اگر پردی سی وا ہووی جمال بیحجاب اسکا
مرا دل پاک ہی از بس ولی زنگ کدورت سی — ہوا جیون جوہر آئینہ مخفی پیچ و تاب اسکا
نگہ سی تیری ڈرتے ہین نظر باز — سدا ہی خوف دزدون کو عسس کا
نہووی چرخ کی گردش سی اسکی حال مین تغیر — بجا ہی قطب کی مانند استقلال عاشق کا
نپوچھو عشق مین جوش و خروش دل کی ہیبت — بزنگ ابر دریا بار ہی رومال عاشق کا
ولی یون مصرع رنگین ہوا ہی درد جان دل — فدا ہی عشق مین دلبر کی جان و مال عاشق کا

ولہ

جنت مین کب تئی نہین وہ رضوان کو مگر — جو مرتبہ ہی تیری گلی کی مقیم کا
کرتا ہی اسکی زلف کی تعریف ای ولی — جو ہی مرید سلسلۂ مستقیم کا
ہی زبان کردہ کہ آج صنم — مسطر ہی بیان روشن کا

ولہ

حکمت عشق بوعلی سی نپوچھ — نہین وہ قانون شناس اس فن کا
آئینہ تجھ سی ہو کے ہمسر زانو — حیرت افزا ہوا ہے گلشن کا
بزم خوشان مین ہوا ہی شور تیری لعل رنگین کا — ہوا ہی چمن شہرت تیری [illegible]
بجا ہی صحن گلشن مین کہ خوش آتا نہین مجکو — بغیر از ماہرو ہرگز تماشا ماہتابی کا

نیو تھا اب ہوا ہی کم سخن وو دلبر رنگین
لب تصویر پر ہی رنگ وو بی لا جوابی کا

پریرو کو اوٹھانا نیند سی پر جا نہیں عاشق
عجب کچھ لطف رکھتا ہی زمانا نیم خوابی کا

نجا نو کس پریرو سی ہوا ہی جا کی ہمزانو
کہ آئینہ نی پایا ہی لقب حیرت مآلی کا

خط شبرنگ رکھتا ہی عداوت حسن خوبان سی
کہ جیون خفاش ہی دشمن شعاع آفتابی کا

ولی ہی حسابی بات کرنا بیحسابی سی
نہیں وہ آشنا ہی یار ہرگز بیحسابی کا

نہیں کوچے ستی احوال میری لکھنا بیکا
کہون کسکو گریبان چاک کر کہنہ تقریر کا

عجب نہیں اوٹہکی بیتابی سی اسرار کی کناری
سنی گر ماجرا دریا ہماری تشنگی جا بی کا

ولہ

یون غمزہ شوخ ساحر سی مین
استاد ہی سحر سامری کا

کفار فرنگ کو دیا ہی
تجھ زلف نی درس کافری کا

یون مہر سی قدم ملک جہلاک مین
گویا ہی قصیدہ انوری کا

ولہ

ہر زبان پر ہی مثل شانہ مدام
ذکر تجھ زلف سی درازی کا

آج تیری نگہہ سی مسجد مین
ہوش کھویا ہی ہر نمازی کا

گر نہیں راز عشق سی آگاہ
نحر بجا ہی محرم رازی کا

ای ولی سرو قد کو دیکھون گا
وقت آیا ہی سرفرازی کا

ولہ

پریرو تیون کی کوچہ مین خبردار ہی جا ایدل
کہ اطراف حرم مین ہی ہمیشہ در حرامی کا

ہوا جوہر شناس تیغ معنی ای ہلال ابرو
کہ جن نی درس پایا ہی تجھ ابرو کی حسامی کا

اگر تجھ حسن کامل کی ستی تعریف کرو یا ان
تمام اکر کرین اقرار اپنی نا تمامی کا

چھپا کر پردہ فانوس مین رخ شمع ہی کریان
سنا ہی جب ستی آوازہ تری روشن بیانی کا

شراب جسکو پیا چی ستی مت کر منع ای زاہد
یہی ہی مقتضا عالم مین ہنگام جوانی کا

مرجا دلکی حقیقت یون ہوئے کی شہرہ عالم
لی پہیر نہو ائی ولی اس شور سی ہرگز
نکلا ہی وہ سنگر تیغ ادا کو لیکر
رکہتا ہی کیون جفا کو مجہپر روا ای ظالم
اس قد سی جس چمن مین وہ نونہال ہوگا
آوی کا جب سخن مین وہ مایہ لطافت
البتہ وصف تیرا لاویگا ہر سخن مین
فوج عشاق دیکہہ ہر جانب
ای دیے گلبدن کو باغ مین دیکہہ
جلوہ گر جبسی وہ جمال ہوا
نشہ سبزہ خط خوبان
یاد کر تجہہ ہوا نکے بیت بلند
دیکہہ کر تجہہ نگاہ کے نتو تجے
وصف مین تجہہ ہوا انکی ایک مصرع
عزال مجنون کی بعد مجکو ولی
طاقت نہین کہ حشر مین ہو وے وہ دادخواہ
ہی پسند طبع عالی مصرعہ سرو بلند
کرتی ہین ہی خنجر بیداد خوبان کا شہید
پہر میری خبر لینے وہ صیاد نہ آیا

کہ جون مشہور ہی تذکور تیری دلربائی کا
اس درد کا درمان کسی دلبر سی کہون کا

وله

سینی کا اعاشقانکی اب فتحیاب ہوا
محشر مین کیسی میرا آخر حساب ہوگا
کیا سرو کیا صنوبر ہر ایک نہال ہوگا
شرمندہ اوسکی آگی آب زلال ہوگا
جو شعر مین ویسا صاحب کمال ہوگا

وله

نازنین صاحب دماغ ہوا
دل صد پارہ باغ باغ ہوا
نور خورشید پایمال ہوا
واسلی عالم خیال ہوا
ماہ نو صاحب کمال ہوا
ہوش عاشق رم غزال ہوا
تا بیفی مصرعہ پامال ہوا
صوبہ عاشقی بحال ہوا

وله

جسکی کہنہ پہ تیری نگہ سی ستم ہوا
جب سی گلشن مین ترا قد دیکہہ موزون ہوا
دامن صد چاک گل کسو اسطی پرخون ہوا
شاید کہ مرا حال اوسی یاد نہ آیا

نظیر و تذیر

نظیر تخلص شیخ ولی محمد اکبرآبادی کا ہی مکان اس شاعر کا وصند تاج گنج کے قرب تہا ایام حیات فن معلمی مین بسر کرتا تہا اشعار اس شاعر کے شیوہ تمام اور بر زبان ہر خاص و عام کے رہتے ہین اور بکثرت سے شعر کہتا تہا مگر اب تک کوئی دیوان اس شاعر کا نظر اس عاجز سے نگذرا اگرچہ گوئی نامہ جو مشہور او معروف ہی اور خمسہ اسکا مشہور بر شاعر شاہجہان آباد سے لیا گیا ہی درج گلدستہ ہذا کیا جاتا ہی

صفحہ رو پہ تیری خوبی خط کی ہے یہ ہین
ہی سویدا دل عاشق کا تری خال ذقن
رشک گل دست حنائی کو کہی دیکہہ چمن
مور قسم کشت قلم تو نشا ہے ای غنچہ دہن
اشتیاق کہ بدیدار تو دارد لمین

اب جو ملجائی کہین وہ تو بہہ ہم اوسکی ہین
کب ملک درد جدائی کو بہلا تیری سہین
اتنا ہی بس نہین ای یار کہ اب ہی ہا ہین
دور جب دن سی ہوا تجہہ چمن حسن سے تن
نہ مجہی باغ خوش آتا ہی نگلشن چمن

بید مجنون ہین کہ تا کی پریشان خاطر
پا ہین خاکستر خاشاک پریشان خاطر
عرض ہم ایسی ہین غمناک پریشان خاطر
چشم نمناک جگر چاک پریشان خاطر
چاک پر چاک گریبان سی لگاتا دامن

جور اور ظلم سی اوسکی نہ کبہی گہبراتا
نہ کبہی شکوہ بیداد زبان پر لاتا
کام ہرگز کسی سی نہ کہین آتا جاتا
کوئی کچہہ پوچہی تو مونہہ دیکہہ کے رہ جاتا
نہ تکلم نہ اشارت نہ حکایت نہ سخن

یاد اوس شوخ کی کیا کیا ہی ستم لاتی ہی
جان تن سی کبہی گہبراتی ہی
کرتا ہون نالہ تو بجلی سی نکل آتی ہے
جب مین روتا ہون تو آنکہون سی نکل جاتی ہی

کبھی سا لوکا جھٹپٹے اور کبھی بھاونکی پھرن

دشت اور کوہ مین وحشی سا پڑا پھرتا ہون — برق کی طرح سی بیتاب سدا پھرتا ہون
مین غرض تجہی بن صنم جیسی جدا پھرتا ہون — راتدن ہجر مین جوگی سا بنا پھرتا ہون

بیقراری سی تری نام کی جپیا کرن

جور اور ظلم مری دل نی ہزارون مین سہا — شکوہ جو رہا تیرا کہان تک کرے
تجہ بن یہہ حال ہوا ہجر مین ای یار مرے — دوش پر بار الم کا تو نمین غم کی گدڑیا

اشکون کی تار گلی مین پری سیلی کی نمن

عشق مین جوگی ہوئی جیسی بدن پہاری بہوت — بیٹھی در پر تری اور گرد ہی پھیلاتی بہوت
دیکھ کر اسکی کس روپ مین رنگ لائی بہوت — پرمین گیروا اور تن کی اوپر چہائی بہبوت

سر سی لی پاؤن تلک خاک ملی سو سون

کہنہ کعبہ پیشانی کو اپنی گہستا — گاہ مسجد مین سیان مانگتا جا جا کی دعا
انکساری سی کبھی دیر مین ہر دم جا جا — دم بدم آہ کی پونگی سی بجاتا یہہ سدا

تو کبھی کونسی بن پر ہمن ڈہنگی درشتا

دیکہا جو میری سیتی تن کی اوپر گل کہاری — اور کپڑی بھی زنگی گیروا تن پر پایے
دیکھ یہہ حال تعجب سی کا شہر گھبرا سے — کوئی کہتا ہی کہ یہہ جوگی جی کدہر سی آیے

سچ کہو کون سی نگر مین ہمارا ہی وطن

یاد کرتے ہو تو کسی نام اوسکا بیلے — اور زیبا مین بہت آکی تن پر سیلی
واہ جوگی بہی نی خوب ہو تم البیلے — کونسی پنتہہ مین ہو کونسی گرو کی چیلی

کونسی روپ مین ہو کون سا رکہی ہو برن

ہمکو جوگی جی بتا دیجی یہہ احوال اپنا
اور مرشد سی تمہاری ہی تمہین کیا پہنچا
تم جو بیراگی بنی اسمین نفع کیا ہی بھلا
نام کیا جوگ کا من سی تمکو گرو نے بخشا

وہ بیان کیا رکھی ہو کس گیان کا ترغیبی ہو نین

ور شہوار جلا کر جو بنا ئی ہی بہبوت
عشق مین کسکی یہ اب تن پہ رما ئی بہبوت
اور کیون ہمکو بتا ؤ یہہ جو کس کی ہی بہوت
کسکی موہہ سے اور تن پہ رما ئی ہی بہبوت

کسکی الفت مین یہ بیراگ کا ہی ابرت

کسلی جوگ لیا اور رنگا کیرڈ ون کو
کیونکر اوقات بسر ہوتی ہی ہمسی تو کہو
کسی عاشق ہو دیا رنج یہ کسنی تمکو
کیا امل کہتے ہو اور کسکی طلب رکہتی ہو

وہ ہو تی جل بان بہی یا ہو من کر کی لگن

نام سمرن کی لکہی یہ لکہی ساری ہی
تمکو کامل سے نظر آتی ابہی لیکہی
اور گر بیان یہ ہی من تام حذا کی لکہی
ہمنی جوگی تو بہت یون تو ہزارون دیکہی

پر تمہارا تو ہر ایک فن سے نرالا ہی چلن

ہمنی دنیا مین اچھی سیکڑ ون دیکھی جوگی
پر غرض تمسی نہین دیکھی ہین ہمنی جوگی
پر ہرن اور ہر ایک ڈہنگ کی نرالی جوگی
تمتو آتی ہو نظر ہمکو کسی جوگی

سچ کہو جوگ لیا تمنی یہ کسکی کارن

کیا ہوا جوگی جی ہمکو بہلا ہمسی تو کہو
کسکی وحشی سی بہرتی ہو بتا ؤ ہمکو
کیون جنگل جو ارپتی پہرتی ہو ہو بہسکی لو
کسکی ہی یا د تہمین کسکی لیے پہرتی ہو

اب کہین مٹہو گی یا لوہتین پہرو گی بن

کسلی گہر سی تم آتی ہو بہلا اپنی نکل
کیون صبا کیطرح پہرتی ہو دشت و جنگل

تمسی ایک بات کہین اوسپہ اگر کیجیی عمل — گر کرو حکم تو بتوا دین تمہارا استہل

شہر مین یا چمن یا برلب دریا یا دمن

یا کہین اور بتا دو کہ جہان آب زمین — یا کہ جنگل مین جو لگے دل تو یہ ایسی کہین
تا کہ استہل کی بنا دینے کیے تجویز کرین — یا کہ صحرا جو پسند آدی تو وہان جا کہ لین

یا گذرین مین وہ یا بات بہاندراسن

اور اگر یون مین پہرد کی تو یہ ہی مشکل یا سخت — گر ابھی کہیئے تو استہل کو بنا کر ای دوست
اسمین اچھا سا بچھا دیوین ہماری کی تخت — خاصی بہولونکی لگا دین اوسی استہل مین درخت

جیسی آنکھون مین ٹہرا وت رہی اور دل لگن

اب تو جوگی جی کہا مان لو یہہ تم میرا — الکہا بیٹھہ رہو اور رکھو ہم یہ دیا
مت پہرو ایسی جنگل و خوار بدشت و صحرا — جب تو سنکی یہہ ہمنی کہا اوسی بابا

تجکو کیا کام فقیرون سی یہ کرتا ان بن

کیا غرض تجکو جو پوچھا ہی تو احوال مرا — جوگ کی پوچھی تو بس عشق مین یہ جوگ لیا
اور اوسکی ہی جدائی مین پہرین مین جا — اور وطن پوچھی ہمارا تو یہہ سن رکھہ بابا

یا گلی دوست کی یا یار کے گہر کا انگن

مثل عرصہ اوسی کوچہ مین پہرا کرتے ہین — دیکہہ دروازہ کو اوس نشان و ہوا کرتی ہین
خود دل جائی می ناب بپا کرتے ہین — اوسکی کوچہ مین سدا مست رہا کرتی ہین

وہی بستی وہی نگری وہی جنگل وہی بن

گاتی پہرتی ہین سدا مین لئی کاندہی پہ گیت — جو اتیتونکی ہی مدت سی دہی اپنی بہی ریت
مجہہ میتم کی مین جیسی کہ لگی اپنی بیت — بیٹہہ کی پوچھی تو جوگی مین نہ جنگم نہ اتیت

میں سے ہیں کہ جگت استاد ہیں یعنی ذوق شاہ عالم بادشاہ غازی
بھی آج تک قلم اصلاح اونکا جاری ہے اور اس شہر میں اکثر بادشاہزادے
اور اکثر صاحبان ذوق دم شاگردی اونکی کا بھرتے ہیں اور رفا رسے
دوان بھی بڑے رتبے کے باوجودیکہ عمر اونکی قریب عمر طبعی کے پہنچ
چکی ہے مگر یہہ تیزی حواس اور ذہن سے ہی کہ اونکی اصلاح اشعار
بھی دیئے جاتے ہیں اور بعضوں کو کتب فارسی بھی پڑھاتے ہیں اور
ہر ایک لفظ کے تحقیق خوب کرتے ہیں مگر تجنیس اکثر برتتے ہیں اکثر
اشعار سے اونکی واضح ہوتا ہے کہ تجنیس کی جمیع اقسام کو استعمال میں لاتے
ہیں دیوان اونکا دیکھنے میں آیا ایک قصیدہ مدح جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی میں جو اونہوں نے لکھا ہی مع دو چار غزل سے کے
مندرج گلدستہ ہذا واسطے ملاحظہ ناظرین انتخاب ہذا کے کیا جاتا ہے

انتخاب اشعار احسان

سنگ تقدیر کی سے دلکو میری کس نے توڑا
تیری دیوار سے سر اپنا سراسر توڑا

دل صد چاک کی پوچھی جو خبر اوس نے تو
مول اس لعل کا تو نے لب تک جو توڑا

نالہ وآہ بھی اتو ہمیں نکلنے سے کا ہے
نخل الفت سے ثمر ہمیں یہہ دلبر توڑا

ولہ

گل صد برگ میری سامنے لاکر توڑا
خانہ دل یہ لگا تیرا ستمگر توڑا

ق

سینہ تو وقف نشتر مژگان کا ہو چکا
دل جمع تھا وہ زلف پریشان کا ہو چکا

مرجائیگا تو فراق میں کہتا ہی مجکو تو
اس مونہہ یہ فصل اوس مستانہ کا ہو چکا

فی الواقعی یہہ تو نے کہا لیک ناصحا
یہاں گل ہی واقعہ شب ہجران کا ہو چکا

رکھا جو یار بس حال یہ ہوا میرا
کہ دم بھی اوس سے ہی پر وہم رکا رکھا ہوا

کبھی سے گی خاک تو پیغام ای صبا میرا
ہوا ہی یار زمین دم ہی ٹوٹا ٹوٹا میرا.

جو مر بھی جاؤں نہ مجھ سے وفا تو کر
وفا کی نام سے چڑہا ہی. ہو فا میرا

غم دو کون کھلایا تو کیا ہوا ای عشق
ذرا تو اور رکھ پورا ہو نوشتا میرا

یہ سنیاں گر یہ ہی ہرگز نہو گی بید سی بید
لکھا جو ناصح تو دو گنا ہوا لکھا میرا

جو بوسہ دے بھی مزیکا مزا بدل جاوے
کہ اند تو نہیں بہت ہو یہ ہے تیرا میرا

اندہیری راتکو مین روز عیش سمجھا تہا
چراغ تو نے جلایا تو دل بجھا میرا

نہیں تہو خفگی تیرے دلمین فکر ہی یہ
کہ خود وجود سے کچھ شوق بھی خفا میرا

دو چند حسن تیرا فرط خشم سی چمکا
مگر لی کام سن ای ستمگر گیا میرا

قا

نہ درد سر دوانی مدام بیدردو
دوا نہ پہنچی درد بیدوا میرا

تمہاری زلف کا شانہ سمت کتنی ذرا دیکھو تو ہوا
بلای عشق میں دل ناگہاں پھنسا میرا

نہ کیونکہ رووں کہ ہی حال جا لگتی مین
رقیب میرا حسد میرا لاڈلا میرا

کسی نے پوچھا کہ احسان غلام کسکا ہی
لبوں پہ لا کی تبسم کو یہ کہا میرا

وله

جان اپنی چلی جاتی ہی جاتی ہی کسو کی
اور جان میں جان آتی ہی آتی ہی کسو کی

وہ آگ لگی پان چبانی سی کسو کے
اب تک نہیں بجھتی ہی بجھانے سی کسو کی

بجھنی وہی ذرا آتش دل اور نہ بھڑکا
مہندی نہ لگا یار لگاتی ہی کسو کے

کیا سوتی ہی پھر غل ہی در یار پہ شاید
چونکا ہی وہ زنجیر ہلاتی ہی کسو کی

کہدو نہ اوٹھا دی وہ مجھے پاس سے اپنے
جی چھٹا ہی جاتا ہی اوٹھاتی ہی کسو کی

جی میں جو کچھ بات کی ہنسی تو یہ بولی
ہم تو نہیں دینے کے دیا ہی کسو نے

آتا ہی نیند پر پھر بھی کہتا ہی اوداسی
جب مینی کہا آئی من حیا سی بولے
یارو نہ چراغ اور نہ مین شمع ہون لیکن
پایا نہین گھر اوسکا سمجھتا ہی نہین مین
ق
جب اوسنے سی کہا میرے شعار سن مین کسو کی
ایک مطعون سی ہے یہ نیستکی لگا کہنے کہ شک
کہ آسمان نہ کہسکا نہ سپنی کا
کہنے کیا کیون طفل اشک اپنی گلی ہار یلی
جسکی خاطر دشمن جان یار اور اغیار ہین
چھیر تو دیکھو ستا کر مجکو غیرون سے کہا
اپنی ابرو سے جھگڑتا ہی وہ آئینہ کو دیکھ
پانون تک مین کیونکہ پہنچون تیری لغزش عمر سے
جیسم پوشی تیری مذہب مین ہی کیا عین ثواب
عشق مین جو سر دیا اوسے اپنی سر پر سر
یا خدا اپنی کرم سی تو کسی موسی کو بھیج
فایدہ اس سے کچھ اداے کا نہ سمجھا مین کبھی
لاغری کی کچھ نہایت ہی کہ سر سی ہون
کسطرح جیتا مجکو یمن اوسکی دشمن کو دریکا
شیخ جسکی ہم ہی پیچا ایل کہا ہی ایک داناہی بہم

ق ـ
آہتو نہین اینکی بلا ہی سے کسو کی
ہم اور بہی روٹھنیکی مناتی سی کسو کی
ہر شام کو جلتا ہون جلاتی سی کسو کی
اس بیت کی معنی نہ بتاتی سے کسو کی
ق
حاصل یہی رولاتی سی گھر آتی سے کسو کی
ہم رو لیتی ہوتے مین رولاتے سی کسو کی
مطلع یہ کہا مینی کہا نے سی کسو کے
ولہ
اس زمانہ کی تو کچھ اڑکے ہی ناہموار ہین
ہائی رہی حسرت کہ ہمسی وہ بہی اب بیزار ہین
آج عاشق ہمکو صدقی ہی کے سیلی دکار ہین
میری مونہہ پر کیون ہی تو کہنچی ہوسے تلوار ہین
اس تمنا مین کہ ٹک اتنی اپنی یار ہین
ہمسی یون پرہیز تجکو اور ہم بیمار ہین
باندہ کر سر سی کفن دینی کو تیار ہین
سیکڑون مانند فرعون اتو دعویدار ہین
بیہ الف قد راستی کہنی سے کیون بیزار ہین
اور جسکو ڈھونڈتے پہرتے مری غمخوار ہین
دیکھتی میری طرف کو خشمگین گر دلدار ہین
منتخب کی پردہ مین وہ بہتی ہوے تیار ہین

کر نہین تیری ذہن کی فکر مین پیدا کیون سدا / سرکھینچ ہی گل ہزار و بن غنچہ گلزار مین
خوبی قسمت تو دیکھو تجہہ سے سخن گو خستہ تر / گرچہ ہم ہر کار و ہر افعال ہر کردار مین
آتش دوزخ ملک مجبور ہین جیسے کہ ہم / خانہ زاد و دودمان احمد مختار مین
ہی یہی توبہ مین کرون استغفر اللہ غلط / نام توبہ سے سدا ہم ہین ہی استغفار مین
اہل دین سمجہا مگر پہر زیارت تہی گئے / حضرت احسان کو دیکہا ایک دنیادار مین

قصیدہ در نعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

دیار عشق مین عزت ہی ذلت و خواری / لباس برہنگی ہی غذا جگر خواری
سرک نہ وہان سی عجب شہر ہی لطافت ہی / سرک ہی ناگ کی اشکون کی نہر سے جاری
ہجوم غم ہی یہان تک ہر ایک کو ہی چین / گذار عاشق صادق یہی ہی دشواری
خوشی دیار محبت خوشی مقام سرور / خوشی فراغ معیشت رہی علمداری
وہان کا نیچ ہی جنون اور وہان کا عدل ستم / وہانکا دار بیماری ہی علت ساری
یہان ہین داغ کی کمخواب داغ کی چہینٹ / کٹا و لخت جگر سے گلو کی پہلکاری
وہان کا دیدہ پر انتظار ناظر ہی / سرشتہ دار وفا نخچی دل آزاری
جامہ دار جنون قیس زار جوکیدار / ملی ہی حضرت منصور کو نلیس داری
حبیب مدعی و بدعا علیہ دل / جواب دعوی عاشق ہی گریہ و زاری
وکیل درد ہو کل دل خراب فراق / رسوم قیس ہی داغ اور گواہ ناچاری
قضیہ دل بیمار کیون نہ فیصل ہو / جہانکی مفتی و قاضی قضا و بیماری
بہ پیر وشتہ نقصان اضطراب الم / لسان نزع سدا رہی و ملتغاری
جنون عشق ہی سیہ و [illegible] جہی گئی مینا / ہوا ہی کیسا تخیل محبت کی تمنا کہ ہی ساری

خیال نقد و دستار جنکو نہین — وہ تیر ہی ہی سینہ دل پر یہہ ایک چنگاری سے

یہہ سکی نشتر کی یاد ہی دل کو — چہٹی ہی ہر رگ تن سے لہو کی پچکاری سے

اگرچہ شیفتۂ قامت بلند ہون مین — لگی یہ بخت نگون سے کے مرے نگون ساری

نظیر بسمل آمل ہزار حیف سے پئے — مدام خون جگر سے شراب گلناری

ہنر کو عیب سمجہتے ہین اس زمانہ مین — ہوئے یہ جنس ہنر کے کساد بازاری

اودہر تو ملک نصارا نے لیا سارا — اودہر زمین سے سکہون نے کہیر لیے ساری

علاوہ غم و دنیا تفکر دین ہے — زمین ہند مین دنیا ہی اور نہ دینداری

اکیلا ہے چار طرف کس طرف جاؤن — بچار سو ہی بلا مین اور نا چاری ہے

نہ بازاری دل آزاری جفا سی مرے — یہہ چرخ کہنہ و تو دولتان بازاری ہے

گریز گاہ نہین ہے کہین مگر در شاہ — کہ جسکی در کا یاقوت مہر بازاری ہے

فلک جناب رسالت مآب بحر نوال — شفیع امت و مقبول حضرت باری ہے

مقیم حجرۂ قدس منزل کعز و جلال — محیط علم لدنی و امی و قاری ہے

جہان حلم و حیا و نشان رحمت حق — زمین فقر و فنا آسمان سالاری

جو نام احمد مرسل نگین دل پہ لکہین — رہین بہشت مین نا توسیان زناری ہے

تمہاری نعت سنے اے ابر رحمت یزدان — سکہائی نوک قلم کو مرے گہر باری ہے

مدد ہو اس عجمی کا محمد عربی — کہ بخت خفتہ کو ہو دے نصیب بیداری

قطعہ

یہہ چار نام ہین مشہور تیری دشمن کے — سیاہ بخت سیہ رو جہنمی ناری ہے

یہی صدا ہی مہیب آئی کان مین اوسکے — جو کی گریز کے دشمن نے تیری طیاری

کہان تو بہاگ کی جاویگا ہمسے اے دو — قضا قضا سے کیا رہے اجل ہی ہی للکاری

تمہارے خاک کف پا جو ہاتھ آ جاوے
کرے سر سبز بھی خجل بہار مشک تاتار ہے

بہشت میں کہ وہ تربت سرشت ہے جا کر
نسیم خلد نے کھولی دکان عطار ہے

تبرو شہد و شکر جسطرح ہوں مور و مگس
گرے ہیں حور و ملائک یوں ہی خریدار ہے

مرا وجہہ وجہ ان ہماں صلہ ہی اولی سا
یہہ راہ نعت ہی چل اے قلم ہشیار ہے

مری یہہ کثرت عصیاں ہے اے مری ممدوح
کہ مجھسی نفس نے شیطان نے کی ہی سیار ہے

کئی ہیں اگر ہو سر سفینہ نوح
یہاں تنک ہی گنہ کی میرے گرانبار ہے

وہ ڈوب جائے ہو وہی شفیع گر تجا
اور اوس غفور کی غفار تیا اور ستار ہے

غلام آپکا احسان ہے یا رسول اللہ
سدا ہے تمکو بانعام حضرت بار ہے

ستمکو قصر رسالت تمکو تخت مراد
علو شان شفاعت تمکو غمخوار ہے

بحال نزع و بزیر مزار و روز حساب
خدا کی واسطی کیجو شہا خبردار ہے

غزل

وہی بگڑی ہیں جو بنی بات بنانی والی
میری قسمت نہ لڑی آنکھ لڑانی والی

ذکر اغیار کو نہتا ہو بنا کہ ابس تب نگا
پہر وہی بات ہی او جیکی جلانی والی

تیرا ایما ہو تو دل کیا ہی میں ایمان بہی دوں
تیری صدقی مجھی ایسا ہی لبہانی والی

سحر تیری ہی میری ہیں بانو کی بہولی بہیات
یہہ مجھی کون تہی آنکھو کی دکہانی والی

خواب میں بہی مجھی اوس دولت بیدار کی سات
بخت کم بخت نہیں آہ سلانی والی

کہدو عیسی سی کوئی دل وہ جا ہی حضرت
چہوکری بہانکی میں مردونکی جلانی والی

تیری صدقی مجھی بہتر کہہ او سی انداز سی تو
تجکو صدقی کروں الفت کی جتانی والی

آشنا کسکی ہیں نہ دید ہیں یہہ دیدہ و دل
ہیں بہی دیدہ و دانستہ دبانی والی

انکی رونی په هنسی آتی هی مجکو احسان
دوڑی پانی کو مین آگ لگانی والی

حاتم تخلص شیخ ظهور الدین نام کا هی یهه شاعر قدما مین سی هی عنفوان جوانی مین سپاهی پیشه تها اخیر مین دامن توکل اور قناعت کا اختیار کر کی آزادانه شاهجهان آباد مین عمر بسر کرتا تها اکثر صاحبان اس فن نی ان سی تحصیل فن شاعری کی کی بڑی عمر پائی اسی معموره مین وفات پائی مگر سنتی مین که یهه شاعر شاگرد شمس ولی الله کی مین سی هی یهه چند اشعار بطور نمونه اوسکی لکهی جاتی هین ؎

کعبه و دیر مین حاتم بجز خدا غیر جدا — کوئی کافر کو کهی کوئی مسلمان دیکها
هجر کی رنج سی موت بهلی — که یهه کهوی جهان وصال هوا
جانا آب اوسکی سبهی موهنه کی طرف تکتی هین — نشسته مجلس مین یهان پهر جهان سی گیا
فقیر و نسی سنا هی همنی حاتم — مزاجی نی کام جانی مین دیکها
نی حسرت گلگشت نه پرواز کی طاقت — صدقی مین تیری کیا مجهی آزاد کریگا
پوچها هی تو حاتم کو کبهو دیکهه کی اونی — هی کون کهان کا هی کهان تها کدهر آیا
حاتم بیکس کا تجهه بن کون هی — کون سو وی جو هووی تو میرا
قاصد کی زبان سی اوسکی آ گی — پیغام و سلام کچهه نه نکلا
خبر آنی کی قاصد کی سنتی هی جی نکلتا هی — خدا جانی کی اوس ظالم کا اب پیغام کیا هوگا
دور آتی جیسی بزم مین تیری شراب کا — بارا گرم هی میری دل کی کباب کا
بڑا احسان کیا جو دل کو میری کهینچ کر لیا — که مدت سی میری سینه مین جو کانٹا کهٹکتا تها
وهی هوتا هی حاتم سب مین نامی بعد مرنی کی — جو جیتی جی اوٹها دی آپ سی نام و نشان اپنا

سکو دیکھا سو یہاں دشمن جان ہی اپنا
عصیان کی سوا کام نہیں اوسکو کسو سی
بچھی ہوئی ہی خلش یہ دری کی بستر ہی تمام
شوق اوسکا انگ لگیار کی سب لی گیا
ہم سی تجکو نسبت تہا کیا ہی ناحق پیچ وتاب
مو نسی باریک تر ہوا ہوں ضعیف
دل کہاں ہی کہ ہو سبے دیو انہ
حاتم اوسکی قد سی کر دعوی کرے گلشن بیچ سرو
خال دانہ زلف دام ابرو کمان مژگان ہی تیر
زلف چشم خال و خط چاروں سیتی شیخ محتسب
رات دن (بیچ) جاری ہی عالم بیچ اوسکا فیض
چھوڑ کر کعبہ دل تو ڈھایا ہے مسجد
ہاتھ سیتی کہینچ جیوں تجکو میری سر کی قسم
لب تیری کان ملاحت ہیں سخن آب حیات
میں پایا ہی خیال زلف کی شب میں وصال
یار نکلا ہی آفتاب کے طرح
چشم مست سیہ کی یاد مدام
سالار قافلہ ہوں میں اہل جنوں کا آج
مارا ہی سنگ دل نی دکہا تجکو رنگ سرخ

دلکو جالی تھی ہم اپنا سو کہاں ہی اپنا
حاتم سا گنہگار نہ کیجو نا امید یہ دیکھا
کہ ہم محروم ہیں تم جانی ہو مشتہر یری میان محتسب
جان سی آرام دل سی ہو تھا رونق شیتی سی خواب
نام سوں تم زلف کا شانہ سن کی دل کو ہی پیچ وتاب
تیری زلفوں کی دیکھ کر لٹ لٹ
کیوں ادہر آتی ہی بہار عبث
چیر ڈالی فاختہ ارہ تیا شہپر سی آج
دل ہمارا اسہم اب کہا تا ہی ان جاروں سی آج
حق رکہی ایمان سلامت ایسی کفرستان کی بیچ
گو کہ ہوں محتاج پر حاتم ہوں مقدوران کی بیچ
کیا کہوں سب پیچ تہا کل اوس اوقات کی بیچ
ایک جب تک بہی رہی تار گریبان کی بیچ
یہ تعجب ہے کہ بسر ہی ہی نمکدان سکے بیچ
حشر تک ہوئی نہ دون گا اپنا معقود رنج
کونسی اب رہی ہی خواب کی طرح
شیشہ دل میں ہی شراب کی طرح
خالی ہیں اشک چشم میری کاروان کی طرح
تعویذ میری گور کا لازم ہی سنگ سرخ

تو سنے دیتا نہیں ہے داد بیداد
اے فلک اسقدر تغافل کیا
چاہتا ہوں کہ درد دل میں کہوں اوسکے روبرو
آج نرگس کو قلم کرکے میں لکھتا ہوں
بس ہیں اوس سنگدل کا نقش قدم
سب طرح حکم کے ہم تابع ہیں
کثرت آہ و فغان سے تو گلا بیٹھ گیا
سیکڑے کے در پہ حاتم گر پڑا
دور میں چشم گلابی کی تیری ہے بادہ نوش
یہی ہوتی ہے دوستی کی شرط
حاتم تمام عمر تو رونے سی ہوتی نہ مور
ابھی آغاز ہے اے دلربا خط
پیٹھ پیچھے لگائی ہے کوئی ایسا ہی درد مند
پہلوا دے سیر کو اے گل رخان باغ
حاتم اوس ظالم کی ابرو کو نہ چھیڑ
داغوں سے ہو رہا ہے میرا سینہ آج باغ
مت لگا دل کو عبث بیہودہ عالم کی طرف
بلبلو جیسی مبارک ہو تمہیں
کسو کو آپ سے گر آشنا کرے معشوق

کوئی سنتا نہیں فریاد فریاد
ہو گئی چشم انتظار سفید
ہو گیا ہے زبان میری بے اختیار بند
وصف چشم انکا میری کاغذ بادام ہے
میر سے لوح مزار سے خاطر
جو تم اشارہ کرو دیدہ انوار
تو نے ہوتا ہے مزا نازک گل کہیں شور
ہے کسو ہی اوٹھا لانے کا ہوش
بزم میں کرتا ہے دوستوں کی طرح پیمانہ فیض
وہ چہ خوش واہ وا بھلا اخلاص
تا ہم ہی دوستوں کو شکر نالہ کا فرض
خدا کے واسطے تو مت منڈا خط
مدت سے ہو رہی ہیں پھولوں میں خار جمع
کہ پھر ہم تم کہاں اور پھر کہاں باغ
ہات لگتا جاؤ لگا اے نادان ہے تیغ
کسکو رہا ہے سیر چمن کا دل و دماغ
عمر غفلت میں نہ کھو ٹک جہاں کی دم کی طرف
وہ گل آیا ہے گلستان کے طرف
تو پہلی اوسکو پھولوں سے جدا کرے معشوق

نکہت

تخلص میاں نیاز علی بیگ صاحب باشندہ خاص شاہجہان آباد کے صاحب فکر اور ذہن میں شعر خوب سمجھتے ہیں اور مضمون مرغوب باندھتے ہیں انہوں نے ایک کتاب اردو مصطلحات کی لکھی ہے حق یہ ہے کہ خوب لکھی ہے اور سند میں اشعار اساتذہ ڈھونڈ کر لانا بڑا کام ہے لیکن انہوں نے اپنے اوپر یہ محنت گوارا کر کے سب اصطلاحوں کی مثالیں لکھی ہیں صاحب ذوق

ہیں یہ چند اشعار جو انہوں نے

انتخاب اشعار نکہت

آپ انتخاب کر کے دئے تھے لکھے گئے

قطعہ

کہکشاں مانگ ہے ہلال سہرے ہیں
مہر طلعت ہے ماہ سیما سے

لب مسیحا ہے لب یہ رنگ مسی
سایۂ قامت مسیحا ہے

آتش یاقوت لب پر ہے مسی کی سیر دھواں
شعلہ رو جاتا کہاں ہے آج تو نکہت دھواں

ولہ

کچھ نہیں جز اہ حاجت مرہم زنگار کی
زخم دل کو سینکتی ہیں آنچ سے تلوار کی

ولہ

نہ ہو نگی بخیہ رشتے سے جراحت سینہ چاکوں کی
رفو کر جائینگے ہم صبح دوڑ کے اسکی آہ کھیرنے کے

ولہ

مثال شمع زبان پر شرار لاتی ہے
حرارت تپ فرقت حرارے لاتی ہے

ولہ

لگا رہی ہیں دو تیغ ابرو وہ زخم کاری نشان دل و جگر کو
جلد سہجا ہیں نگاہ قزاق کا چھری کٹاری دل و جگر کو

ولہ

ناتوانی ہے کا مضمون سنگ کوہ گران
جو کوئی پڑھنے کو بیٹھے حسرت اٹھنا نہیں

ولہ

سخن آہستہ کر کہ ہے شب وصل
چاربائی بھی کان رکھتی ہے

ولہ

شعلہ زن وہ تپ فرقت ہے کہ نبض طبیب
گر رکھے نبض پہ انگلی تو چھالے نکلے

ولہ

تجھے کیا محتسب یہ بزم رندانہ لاوبالی ہے
شکست توبہ پر تا حق کی تو نے گردن لی ہے

ولہ

صبح روز حشر اسکے پاس کی بنا پائی کیا
دن لگے ہیں مدتوں سے اب شب ہجر انکو گیا

شاد ہیں وصل سے جانانکے بہت دیکھے بعد	وله	دن پھرے ہیں شب [illegible] بعد
دل پھٹے تو سوزن عیسی بھی بخیہ زن نہو	وله	چاک ہو دست ازل سے جو وہ پیراہن نہو
دم بدم قاتل کا دم بھرتے رہے	وله	جب تلک جیتے رہے مرتے رہے
نہ کہے سے یقین اسکو نہ سمجھایا سمجھتا ہے	وله	کہ دم دینے کو وہ دم باز دم دینا سمجھتا ہے
عزم بالجزم ہے پھر جانب صحرا تیرا	وله	سر کھجایا ہے مگر آبلہ پا تیرا
رکھے ہے جان بلب حسرت لب نوشین جانانکی	وله	کوئی کیا کیا جھکا ہے چاہ سے چاہ زنخدانکے
غیر کے ہمراہ جاتا ہے یہ مرجانیکی جا	وله	صاحب غیرت ہوں کچھ کہا جاونگا کہانکی جا
کوکب سبز زمرد لعل پر موجود ہے	وله	بوسۂ شیرین لبان پر جلوۂ بے دود ہے
دلکو دو پارہ مژہ نے کیا کر دیا	وله	تیغ دو دم نے دو دلا کر دیا
کیا دل لگے جو انکھ کسی بت سے جا لگے	وله	ناصح خدا کے واسطے کہیو خدا لگی
غیر میں اور وفا کی باتیں ہیں	وله	یہ بھی اے بت خدا کی باتیں ہیں
ہو طوفان بپا جب چشم تر نے اشکباری کی	وله	فلک پر گرد جھاڑی خوب ہی ابر بہاری کی
بوسہ لب میں ہے شکر لب کے شکر کا مزا	وله	بوسے مکرر تو اُٹھے قند مکرر کا مزا
خط میرا ز شوق کے اس کو میں کبوتر بن گیا	وله	خط کا ہر پرزہ کبوتر کا ہر ایک پر بن گیا
شبکو جو سویا گلے لگ کر بت خورشید وش	وله	صاف ہر تار گریبان تار محور بن گیا
بل دیکھے جو وہ زلف پریشان اینٹھے	وله	ہم گلے گیسون باد صبا کان اینٹھے
کس دن تری یاد قد قامت نہیں ہوتی	وله	کس رات بپا سر پہ قیامت نہیں ہوتی
نافہ میں جو ہے مشک تو بے بہرہ ہے بو سے	وله	انسان جو وطن میں ہے تو شہرت نہیں ہوتی
وہ کونسی شب ہے کہ سحر جسکی نہووے	وله	لیکن میری صبح شب فرقت نہیں ہوتی

لطف جب ہی پھیر گرون سر اپا تن بنے | زیر خنجر جو بڑ رگ تن ہی رگ گردن بنے

ہی یہ فانوس خیالی قفس پروانہ | شمع کا صید ہی مرغ ہوس پروانہ

ڈہی یہ تاج بذا لودہ کو کیچا بحور | شمع سے گرد پہر ہی عبس پروانہ

کس سوا خواہی سے ای شمع ہی نکلا
گرمی اندوہ رفت ہوس پروانہ

ایم

تخلص نام محمد علی رہنے والے گورکھپور کے صاحب طبع رسا اور ذہن سلیم ہین چند اشعار انکے جو رسیل ڈاک سے آئے تھے درج کتاب ہذا کیے گئے دیوان انکا دیکھنے مین نہین آیا

انتخاب اشعار ایم

غزل

جو کہ دریاے محبت کا شناور ہوگا | بے بہا خلق کی انکہو مین وہ گوہر ہوگا

وصل مہ رو مین کب دیکہیے میسر ہوگا | کب میرا خانہ تاریک منور ہوگا

چشم نرگس سے تو رخسارہ گل تر ہوگا | رشک سنبل تیرا گیسوے معنبر ہوگا

دم خنجر مین اگر اسکے دم عیسی ہے | خضر کیونکر نہ بہلا کشتہ خنجر ہوگا

یاد مین ماہ رخونکی دل سوزان سے مرے | جو شرر آہ کا نکلیگا سو اختر ہوگا

یا محبت سے نہ اٹھا سر تو ہوا انکو یقین | کسی محبوب کی چوکہٹ کا یہہ پتھر ہوگا

دیکہہ اس دست حنائی کو منجم نے کہا | خون عشاق کا ان ہاتھون سے اکثر ہوگا

دیکہنے اسکو رگ جان مین لگا کرنے فساد | خون سے میرے نہ کبھی تر تیرا نشتر ہوگا

یار کے ہاتھ سے جو جام نہ پیا بھیجا لگا | مجہہ پر احسان بہت تیرا نہ کیونکر ہوگا

تیغ ابرو سے کیا ہے مجھے کافر نے شہید | یہی کہتا ہوا اٹھونگا جو محشر ہوگا

طالع خفتہ نے پھرایا ہی اثیم اب اُس سے
پھر بھی مل لینگے اگر وصل مقدر ہوگا

ولہ

پھر ہمارے آہ و نالہ مین اثر پیدا ہوا | پھر نہال سرو سے گویا ثمر پیدا ہوا

پھر کسی کے کان کے موتی ہمین یاد آگئے | پھر ہمارا اشک مانند گہر پیدا ہوا

بنکے اختر آسمان پر جلوہ آرا ہوگیا | سینہ سوزان سے میرے جو شرر پیدا ہوا

ہوگا دل مائل کسی کی صندلی پوشاک پر | بے طرح پھر اندنون کچھ درد سر پیدا ہوا

لے پر بھی بھاگتا تھا دیکھکر صیاد کو | طائر دل پھنسگیا عجب بال پر پیدا ہوا

پھر در دندان کا ان آنکھون مین عکس انکے لگا | قطرہ اشکون سے پھر سلک گہر پیدا ہوا

سرو نے دعوی ترے قد سے کیا کیا پھل ملا | گلشن ہستی مین آکر بے ثمر پیدا ہوا

کان لگنے کو اثیم اب اُس در بانات کے
اندنون پھر ایک رقیب بدگہر پیدا ہوا

ولہ

رخ پرنور کو اسکے جو دیکھا ہار سحاب مین | نظر آیا ہمین مہر درخشان برج میزان مین

حسد آجانے سے منظور کسکی ہی بربادی | بنایا ہی جو گھر صیاد نے باغ گلستان مین

جو دل پروانہ مین میرے تو کیا جالی کوئی انکو | حسد دیتا ہی اکثر مفلسون کو گنج ویرانہ مین

مسافر کشتہ تیغ نگاہ گلعذاران ہی | عزیزو دفن کرنا اسکا لازم ہی گلستان مین

ڈبو دیوے زمین و آسمان اک پل مین گرچاہین | پھر اسی موج کا طوفان ہماری چشم گریان مین

صدائے شیون زنجیر سے معلوم ہوتا ہی
تڑپ کر مر گیا شاید کوئی محبوس زندان مین

طیبہ

واضح ہو کہ ہندوستان مین جونکہ بعضی بعضی عورتین بہی شاعرہ گذری ہین اسلئے مناسب ہوا کہ بعد تمام ہونے اشعار شعراء مذکورہ کے کچھ حال انکا بہی درج گلدستہ ہذا کیا جاوے چنانچہ اس مقام سے ہم اولاً نام ہر ایک عورت شاعرہ کا لکہتے ہین بعد ازان اوسکے شعر لکہین گے

دولہن بیگم

مشہور نواب بہو صاحبہ صبیہ نواب غفران مآب انتظام الدولہ خانخانان مغفور خلف الصدق نواب معلی القاب وزیر الممالک اعتماد الدولہ شہید مرحوم کی زوجہ خاصہ نواب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر کی یہہ ایک عورت تہی نہایت پارسا غایت باتقوےٰ باوجود اس حشمت وجاہ اور ملک اور دولت کی شبانہ روز اپنے معبود کے سامنے لونڈیون کی مانند حاضر اور اکثر اوقات تلاوت قران اور اوراد مین مشغول رہتی تہی یہہ دو شعر اسی جناب عفت مآب کی ہین جو اپنے خاوند کے دو شعر کے جواب مین کہے تہے

اسکے خاوند کے یہہ دو شعر ہین

شعر — ساقیا مے سی جہکا دی کہ بہکتی جاوین
برق کیطرح جدہر جاوین چمکتی جاوین

جہانتک جہان تک جگہہ پاسئے
عمارت بنانے چلے جاسئے

اس شاعرہ نے یہہ دو شعر اپنی اول شعرون کے جواب مین کہے

شعر — اتنی کم ظرف نہین ہم جو بہکتی جاوین
مثل گل جاوین جدہر جاوین مہکتی جاوین

مت کرو فکر عمارت کے لئے کرئیے
خانۂ دل جو گرا ہو اوسی تعمیر کرو

یہہ دو شعر ... مغفور ...

بہا ہی پہوٹ پہوٹ کے اکہو نسی ابہ دل کا
جہا کی باغ مین نسیم بہی بہار رکہتی ہین

تیری پیکے راہ سی جاتا ہی قافلہ دل کا
نہال لالہ پیکے دل داغدار رکہتا ہی

جینا بیگم

دختر نیک اختر مرزا بابر مغفور کی محل خاص شاہزادہ والا تبار مرزا جہاندار شاہ بہادر سی کے ہین کبہی کبہی بسبب موزونی طبیعت کے فکر شعر و سخن کرتی تہین یہہ اشعار انکی ہین

روٹہنی کا عبث بہانا تہا
دیدہ پیسی انکہہ آنسو نہم رہی
یہ دلکو صبر نہ جی کو قرار رہتا ہی
کہسکی اتش غم نے جگر جلایا ہی

مدعا تم کو یہان تک آنا تہا
کانسہ نرگس مین جون شبنم رہی
تمہاری ملنی کا نت انتظار رہتا ہی
کہ تا فلک دریی شعلہ سی سراوٹہا یا ہی

جانی

جانی تخلص بیگم جان نام بیٹی نواب قمرالدین خان مرحوم کے ہی سنتی ہین بیگم ہمہ بہت شدت سے علل و امراض سے دلریش اور خستہ خاطر تہین کہ ہمدم نام خواجہ سرا مزاج کے خبر پوچہنی آیا بیگم جان سوتی تہی لذکر سنکے یہہ مطلع فی البدیہہ پڑہا

کیا پوچہتا ہی ہمدم اس جسم ناتوان کی
سر رگ مین نیش غم ہی کہنی کہان کہان کی

یہہ شعر بہی اسی شاعرہ کا ہی

دل جسسی لگایا وہ ہوا دشمن جانی
کچہہ دلکا لگانا ہی نہین راس نہین ہی

گنا بیگم

بعضی بیان کرتی ہین کہ تخلص اسکا منظری ہی لیکن یہ بات پایہ تحقیق کو نہین پہنچی بہرکیف یہ دختر روشن اختر مرد بہشتی علیقلیخان ششانگشتی کی ہی اور محل خاص

وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خان بہادر کی ہی یہ عورت نہایت جمیلہ
شکیلہ اور شوخ مزاج تیز ذہن زیرک الطبع خوش فکر لطیف الوضع حاضر جواب
بدیہہ گو حسن الخطاب کشادہ رو صاحب جمال امور دنیاوی مین بڑی دانا صاحب
کمال تھی - اکثر اصلاح اشعار محمد میر سوز اور کبھی کبھی مرزا محمد رفیع السودا سے بوساطت ملا دیا
کی لیتی تھی

نیم بسمل نہ چھوڑ جانا تھا
زخم ایک اور تھی لگانا تھا

ہماری خاک پہ جب یار نے گذار کیا
دم مسیح نے سر سے انکار کیا

یا الہی یہ کس سے کام پڑا
دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا

شمع کو چہرہ دلدار سے کیا ہی نسبت
کیونکہ ہی یہہ رخ خنداں وہ ہی سوختہ صورت

جسکو میاں طلب مین تری ہم بھٹک بھٹک
جون حلقہ در پہ رہ گئے سر کو پٹک پٹک

میری بھی مشت خاک کا لگ پاس ہی ضرور
ای جامہ زیب جھٹکیو نہ دامن جھٹک جھٹک

اپنا کبھی خواب مین بھی وصل میسر
کیا جانیے کس ساعت بد آنکھ لگی تھی

ابر چھایا ہی منہہ برستا ہی
چاند آجا کہ جی ترستا ہی

جسطرح لگی دلکو مرے چاہ کسو کی
اسطرح نہ لگیو مرے اللہ کسو کی

اس زلف دراز اپنی کو ظالم نہ گرہ دے
کیا نا دیدہ ہو عمر بھی کوتاہ کسو کے

نی نامہ نہ پیغام زبانی نہ نشانی
حالت ہی کوئی کیونکہ ہوا آگاہ کسو کی

عندلیبوں کو دیدہ گلزار مبارک ہووی
ہمکو یہہ سایہ دیوار مبارک ہووے

رات دن جسکی ترے رونے ہو سوا اللہ کرکا
انکھڑیو تمکو وہ دیدار مبارک ہووے

جھوٹ کہتا ہی تو قاصد یہہ زبانی پیغام
مجکو باور نہین جب تک نہ نشانی آوے

مجھسے لڑنے ہی تیری زلف کجی کیا کیجے ۔ دل مرا لیتی ہے یہہ کہتی ہے بچی کیا کیجے

دیکھی تیرے بغیر اتو نہین رہتی چشم ۔ اوسکی تدبیر کہو اپنی ارے کیا کیجے

جی تک بہی اگر چاہو تو مجکو سخن نہین ہے ۔ کچھہ اور جو ڈھونڈو تو مرے پاس نہین ہے

اب خواب مین ہی وصل ترا ہووے تو ہووے ۔ ظاہر مین تو ملنے کے ہین اسباب نہین ہے

یار پردہ مین ہے اور عشق سے مایوسی ۔ نقش پا تک بہی مرے در سے جا لوسی

مقابل ہو اگر لب کے ترے مصری حیا جانت ۔ تری انکھون سے ہمچشمی کری بادام کہا جانت

تری مونہہ کی تجلی دیکھہ کر کل رات حسرت سے ۔ زمین پر لوٹتی تہی چاندنی اور شمع جلتی تہی

شمع کیطرح کون رو جانے ۔ جسکے جی کو لگے ہو سو جانے

زینت

تخلص ایک معشوقہ بازاری کا ہی اس شہر مین رہتی تہی مگر چونکہ مرزا ابراہیم بیگ پر کہ وہ بہی اوسکی ناز کا مقتول اور مجروح تہا ازبس عاشق تہی اسلیے بیت شہر چہوڑ کر اور حب وطن اور احباب اور خویش و بیگانہ کو ترک کرکے لکھنو کو چلے گئے یہہ ایک شعر اوسکا بطور یادگار لکھا گیا

شب مہتاب میں تا صبح زینت ۔ خیال اوس رو سے اور ہم ہین

صاحب

تخلص نام اوسکا امۃ الفاطمہ بیگم مشہور صاحب جی شوخ مزاج آفتاب صفت بتقریب مداوا حکیم محمد مومن خان سے اتفاقا ملاقات کا اسکے ہوا چند مہینے ملاقات اوس سے رہی کئی برس گذر چکے کہ لکھنو کو چلے گئے مثنوی جسکا نام قول غمین ہے خان معز الیہ نے

اسکی محبوبہ سیکے حق مین لکھی ہی۔ القصہ فیض صحبت اونکی سے طبیعت آپکی مایل شعر و سخن ہوگئی تھی اور شعر کہنے لگی تہی یہہ بہی ایک کمال خان موصوف کا ہی کہ اونکی صحبت نی یہہ اثر کیا یہہ اشعار اوس طلعت آپکے بطور یادگار لکھے جاتے ہین

فسون کا جلنا کہان دیکھتا تو	سمان یہہ مری چشم مین آیا تو دیکھا
نگہ کیا عشق تم نظارہ مین زار	یہہ جلوہ خدا نے دیکھایا تو دیکھا
کبہو لی مین اوسکی پیرہن یوسفی کی بو	یہہ گر کبہو نسیم سی کہہ دو قبا کی گل
نظر ہی جانب غبار دیکھی کیا ہو	پہر ہی کچہہ نگہ یار دیکھی کیا ہو
جو خط جبین کا مرے کاتب نے اوسکو	دکھلا تو مرا نامۂ اعمال الٰہی
صاحب جو بنایا ہی تو مانند زلیخا	یوسف سا غلام ایک مجھی دیجیو الٰہی

راکب

تخلص یہہ جمال مہر تمثال اور حسن بے مثال جاموار دلارام رنجو نام اصل اونکی بلدہ نارنول ہی بچپن سے جلوہ فرمای شاہجہان آباد اور رونق افزا اس شہر فرخندہ بنیاد کے ہی عجب معشوق ہی شیرین اور دلبر ہی تمکین طبیع لطیف اونکی بمقتضای فطرت اور حدت ذہن شایستہ فنون کمال کو مایل اور بسبب سرشت اور جبلت نیکی اوضاع ناپسندیدہ سی متنفر یہہ چند شعر بطور یادگار لکھے جاتے ہین

بسکہ رہتا ہی یار آنکھون مین	ہی نظر بسکہ یار آنکھون مین
منفعل گل رخان ہین وہ عیار	لی گیا دل ہزار آنکھون مین

سب مرے حال پہ کیا عتاب ہو
کبھی جو دشمنوں سے بڑا ہی تو کبھی رہ
پڑا ہی خود دل سے ادھر تک جا بجا میری
کہتا ہی الٹی بھی ہے کیا عاشقی غلط
کیا کیا عذاب اوٹھا ہی ہم نے اندوہ عشق کی
ہوں نزاکت دلی کو ہے کیا ذکر
کیوں نہ میں قربان ہوں جب وہ کبھی مارے
مری شوق نہاں سے لے تاثیر دیکھو
نزاکت ہوں مرنا تو ان محبت
نا منصفی اور ایسی بیداد گر ایسا
جو مان بھی اگر چاہے تقدیر تو ظالم
ہم پر بھی دشمن کو جیسا نا ہی تھا قاصد

کیا ہی غبار آنکھوں میں
تھا وہ ہی وفادار جو اس سے نباہی
نباہا تہا مجھے گویا کہ خاک کوئی شامل ہے
اگر کبھی تیرے عہد میں الفت نہیں رہے
خیر تمام اتنو کچھ بھی نزاکت نہیں رہی
دم رخصت تری سنبھال سکے
ہمکو جفا کا ہی شوق اہل وفا کو تہا ہے
دلدار بھی دلربا جانتا ہے
لطیفہ مرے نام کا جانتا ہے
چاہت تری غیروں کو بھی ہوسکے گی مگر ایسا
تقصیر نہو گی کبھی بار دگر ایسی
لکھتا ہی کسی سے کوئی نادان خبر ایسا

دلبر

تخلص ایک معشوقہ جاں نواز سراپا ناز پر انداز سیمتن دم از فرغم خورشید رو ماہ طلعت سیمیں تن بلورین ذقن نازک اندام خوش خرام زیبا کلام چھوٹی بیگم نام ہے — قلم میں یہ طاقت کہاں جو ایک شمہ حسن و جمال اور فصاحت قیل و قال دلبر مذکورہ سی لکھی مگر ان چند اشعار میر حسن پر اکتفا کیا جاتا ہے

سراپا اگر ہو زبان پھیرا تن
سراپا میں اوسکے لکھوں کیا سخن
سب اعضا بدن کی ہو فق و رنگت

لفظ حصہ زبان پہ لا لیے ہو	جان کو میری تم کہڑا لیے ہو
رات کو گاہ گاہ جو آتے ہو	اپنی شستہ کو آ جلا دیتے ہو

جان

تخلص عشیقہ جان نواز رقص ساز خورشید تمثال نادر الحسن بدیع الجمال خوب رو خوشنما کلام حسن التیام صاحب جان نام کا ہی یہہ معشوقہ اصل باشندہ عزیز آباد نیک بنیاد کی ہی ایام صبا سی شوق حفظ اشعار ساتذہ اور گانے بجانے کا رکہتی ہی اور بلکہ طبیعت اس معشوقہ کی اکثر اہل بصحبت وہمدمی اہل نوشت وخواند اور اہل سلیقہ سے رہتی ہی اور گلستان اور بوستان بلکہ بہار دانش تک تحصیل فارسی بہی اپنی سلیقہ سی کی چنانچہ ایکدوست اس عاجز کے ہین کہ وہ ہمدم صبح ومسا اوسکی رہتی ہین اور وہ بہی عاشق زار اونکے دم کی ہی اونکی فیض صحبت سی وہ اشعار بہی کہنی لگی مگر اصلاح بجز اونکی اور کسی سی نہین لیے یہہ چند اشعار اوسکی جو حسب حال اوسی معشوقہ کے ہین معرض تحریر مین آئے

جان جاتی ہی دل ترستا ہی	ایسی مین آجا منہہ برستا ہی
حال جانبازی کا میں کس سے کہون	جسکی کہتی ہون وہی ہنستا ہی
جان و دل تجہی ہین ہم ایسا	ایک بوسہ کو لا لیے سستا ہی

ماہ

تخلص ماہ وش خورمنش معشوقہ شہر آشوب فتنہ گر رشک افزا لیعبت چین وچاد ونیکو خورشید تمثال ماہ کمال ابرو ہلال زلیخا خصال حسین یوسف جمال

چرکین

تخلص نام اس شاعر کا معلوم نہین ہوا ہر چند کہ اشعار اسکے صرف محتوی فحش اور واہیات پر ہوتے ہین لیکن اوسکے گندگی کے ضلع بولنے اور مضامین واہیات کے پابند ہونے مین شک نہین واسطے نزہت اور طرب اور خندیدگی ملاحظین کلام کے مقام مناسب مین یعنے اخیر کتاب مین لکھے جاتے ہین

اشعار چرکین

دید پر بھی گر نصیب اے مہ لقا ہوجائیگی — گوہ راکھا رہین میری حاجت روا ہوجائیگی

گوہ تونے مین منہہ بنا دیکھا جو وہ بت ناز سے — ایک ادا ہگنے مین بھی اس سے ادا ہوجائیگی

ہگنے کوڑی پر جسے گا مکھے دیوانونکی شکل — وہ پری عاشق سے اپنے گر خفا ہوجائیگی

شیخ جیو صاحب کرینگے تجھ سے بھٹیارے نکاح — دختر صوفی اگر تو پارسا ہوجائیگی

وصل کی شب بستر جانان پہ مینگنے ہگ دیا — کیا سمجھتا تھا کہ یہ مجھ سے خطا ہوجائیگی

قبض کی شدت اگر چرکین رہی عالم مین
کہات بھی نایاب مثل کیمیا ہوجائیگی

تھا گرفتار ہمین خطرہ جو مجھے بیداد کا — کر دیا بیت الخلا تنگ ہگ کے صیاد کا

یار کے قد کا مجھے آیا جو ہگتے مین دہیان — لینڈی استادہ پہ ہوتا ہی گمان شمشاد کا

مجھ سے رہتا تھا خفا مہتر بسر ملوا دیا — کیا کرون شکر گوگا پیر کی امداد کا

روبرو ایسے کہے اسفل سرکشی کرتا نہین — سامنا ٹہکی سے ہوسکتا نہین ہی باد کا

بسکہ شدت درد جدائی سے مین کیون جان بلب — وہیان ہی اسحال [illegible]

گاند پھٹ جائے گر عوض ہووے رستم و سہراب کی — خنجر براں اگر دیکھے [illegible] جلاد کا

جرکین گو گا پیر کے گانڈ کا نر یہی

لڑتی تھیں انکھیں ایسی اب اس شوخ سنگ سے / رستم کی گانڈ جرتی ہی اس خانہ جنگ سے

سفر بکی غیر کے نہی یو اسیر سے یہ شکل / بندر کی گانڈ سرخ نہیں جیسے رنگ سے

ڈنڈی سی نکل رہی ہی زبس کو نیو نکی طرح / کم گانڈ شیخ جیو کی نہیں ہی تفنگ سے

افسوس آج انکو نہیں گانڈ کی خبر / کل تک خراج لیتے تھے جو روم و زنگ سے

منہ تک ہوا نہ غیر کو اس گل کے دست رس / برسون ہی گرچہ گانڈ کہسے در کے سنگ سے

جرکین ہر ایک بیت مین آئے ہزار بار / مضمون خون حیض ہندی لاکھہ ڈھنگ سے

مجکو اب استحال پر کیا سیر گلشن چاہیئے / مین ہوا جب سے جرکین میرا ایک گھوڑ بیسکن چاہیئے

تبعض سے دہوبی کے سفر میں آ لپنڈ ہی آنگی ہی / کہتا پھرتا ہی مجھے شافی کو صابن چاہیئے

مین پڑورا ہون میری ہی صحت جان یاد نا / بائی صاحب انکو اسکا تہ قدغن چاہیئے

لگتے لگتے اس پری نے مجکو دیوانہ کیا / گو بھرے دامن سے اب صحرا کا دامن چاہیئے

پیٹ سے نکلے تکیو نرگاند کی ہی زرا تنگ / یہ وہ سدے ہین کہ ان کو جھکو روزن چاہیئے

ڈھیرا ہذ میری را تجیت کر رکہتا ہوں نہیں لشیدمان / مہتر و نہیں نام میرا گر روشن ہو تو چاہیئے

میری اس بت کے سینے لگنے مین یہ عمری گر / شیخ پاوے چون سے مکہ پوسے برہمن چاہیئے

گر سنے شدت رہی دستو نکی بحر یار مین / موت سا بہجا ہی سارا رنگ و روغن چاہیئے

گو اٹھا لے اٹھا لے موت آج مجھے / پائے خانہ مین مرا جرکین مدفن چاہیئے

تیغ اسے لگائی جب کمر سے / مریخ نے گدا ہی ڈر سے

گر بات نہ غیر سے نگر سے — گو وا اُچھلے گا خوب ادہر اودہر سے
ٹل جاویگی بات آو نینگے دشت — تلوار نہ تو لگا کمر سے
رکھتے ہیں بندہا جو زلف کا دہیان — بیچین رہی شام تک سحر سے
مت یار گنہ اٹھا تو نادان — یہ ٹوکرا گو کا بہیک سر سے
ایک موت کے رطلے میں پہادون — گر سامنے آئے ابر برسے
کہنے لگے بچہ سے ہنسکے سر سے — بیٹہا جو میں لگ کے اسکے در سے

قسمت کی برائی دیکہو حسرت کین
گہوڑے پہ چڑھے نکل کے گہر سے

قبض سے اب یہ حال ہے صاحب — یاد نا بہی محال ہے صاحب
روتے انکو ہنسا تا ہے — گو زمین یہ کمال ہے صاحب
جون کرے سامنے ہمارے غیر — کب یہ اسکی مجال ہے صاحب
پاس سے دور اجک کے جا بیٹھے — یہ کوئی گنڈا اچہال ہے صاحب
غیر نے یاد آیا واخوب کیا — تمکو کیون انفعال ہے صاحب
ضعف سے چہانٹ اگہتے نہیں بنتی — ذلیت بہی اب وبال ہے صاحب
گابڑکی طرح منہہ چہپاتے ہو — شرم تمکو کمال ہے صاحب
ہے وہ اسیر غیر کو شاید — زرد منہہ کا ند لال ہے صاحب
قطعہ
شیخ صاحب سر مبارک پر — یہ سری کا بہی خوش حال ہے صاحب
رند کہتے ہیں ہمیشہ اسیر — لینڈی کتی کی کہال ہے صاحب

پیو جو کین شراب کہا و کباب

ایک حرام ایک حلال ایسی ہی جماعت

موت تو ہی گوزیار آیا — باد کی گھوڑی پر سوار آیا

لعابات پڑنے لگی چمن مین پہار — بلبلو موسم بہار آیا

جب بڑھا اپنے موت کا دریا — وار آیا نظر نہ پار آیا

ایک نہ ایک عارضہ رہا ہمکو — تھم گئے دست تو بخار آیا

ہگ دیا ڈر کے سوچ کر انجام — زیر پا جب کوئی مزار آیا

ہوا صاف گانڈ تک رگڑی — یار سکے دل مین جب غبار آیا

گرگ شیر و پلنگ کو ونک — لینڈی کتے کی موت نار آیا

طفل ہنر کو دل دیا جسپر کین
کیسے کھیل کا تجکو پیار آیا

کپڑے جو کین جو ہم بدلتے ہین — عطر کے بدلے موت ملتے ہین

کون کرتا ہی گانڈ مین انگلی — آپ کیون ہر گھڑی اچھلتے ہین

نہین کہتے ہین ہمکو غیر برا — اپنے منہد سے یہ گو اگلتے ہین

کس ستمگر کے ثمر مین سیب زقن — نہ تو سڑتے ہین نہ گلتے ہین

جلتی ہی قیس کو ہگن کی گانڈ — جب ہمارے وہ ساتھ چلتے ہین

بزم جانا مین یاد تا ہی جو غیر — ہر طرف سے اشارے چلتے ہین

جنبع جرکین بہی طرفہ نکالا ہی
گو کی مضمون جسمین ڈھلتے ہین

کم نہین ہی موت اس گلکا گلاب ناب سے — خشک لینڈی تر و تازہ گل شاداب سے

ہو وسے اے جرکین اگر بارش سے سر پتیا — بہتروں کی کشتیان بہتی ہین سیلاب سے

بال کا سیلے ہین خس و خاشاک سے اسیر ہوا — گانڈ کا حلقہ نہین کم حلقۂ گرداب سے

گانڈ کھوسلے سوستے ہین وہ خاک زیر زمین — پوتڑے سے بیتے تہے جسکے قاقم و سنجاب سے

کانچ کے نکلنے مین جو اسکی نظر آئی مجھے — مینے جانا ہی کہ بہرا شیشہ شراب ناب سے

بوسہ لینے کا کرین اسکا وہ رونے گر خیال — پہلے ڈاڑہی کو منڈاوین شیخ جی پیتاب سے

دیکھتے کیسے گر اسکی بچانہ مین پیر فلک — گانڈ پوچھے بچۂ خورشید عالم تاب سے

ہگنے مین بہی ہی جو اسکی آئے نظر — جو کی منڈ ہوئی ہی اسنے چادر مہتاب سے

خوش دماغی کا کرون اسکی گلی کیا تحریر وصف — گانڈ بہی ڈہک کر نہین دہوتا گلاب ناب سے

ناتوانی نے مجھے جسپر کیا ہو ضعیف
موت کا ریلا بہی مجہکو کم نہین سیلاب سے

بوسہ عزیز انکا جو یہہ خورد کرین — سیب ذقن وہ ہے کہ وہ بہی سے ڈہانپو لپو کرین

دیوانہ اسکے چاک گریبان سے جکے — پہٹ جائین گانڈ بہی تو نہ ہرگز رفو کرین

ایک پشم جا پہ اسکو سمجھتے ہین یہ صنم — کیا وصف انکی یا تو نکا ہم ہو بہو کرین

لائی ہی رنگ گردش ایام سے بہار — لبریز جون حیض سے ساقی سبو کرین

ٹک ہگ دے یا دبادی وہ مابر بوجہہ اسکے — مہرا جو طوق قیس کے طوق گلو کرین

جو لوگ شیفتہ ہین تیرے سرو قد کے یار — پیشاب بہی نکا نہ کے لب آب جو کرین

سایل کو شہد لب کی وہ کہتا ہی گو کہا — کس منہہ سے بوسہ لینے کی ہم آرزو کرین

عاشق جو ہی تو ناصحو کی منہہ کو گانڈ جان — گوز شتر سمجہہ تو جو یہہ گفتگو کرین

پانی جو آبدست کا اسکے ہاتہہ اگہ

خیر کین سے سرے ہوئے شیخ جیو سے اوضو کرین

وہ مضمون گو کہ پیدا کیجے زور طبع گرامی سے
حسینی اُٹھ یا جیسر کین کا غل ہو گو رجامی سے

عطر عنبر کے بو کا وصف ہے ہم مین تو کہان حاصل
رہی پہر گو گو بار آئے ایسی نیک نامی سے

سمند گوز بہی صاحب عجب منہ زور گہوڑا ہے
یہ بیٹھے ہین نہ سوار و نکی بہی جسکی نہ لگامی سے

ہوا ہے شوق آرائش یہان تک اس پری رو کو
سنڈ بہی جاتی ہے جو کی پائیجانہ کی تمامی سے

جو اپنے لب پہ میٹھے آتے ہین کہ باتین سنتے
بہی حاصل ہوا ہمکو فقط شیرین کلامی سے

انکہا رسے دیکھے چہرہ مہتر و تنین زرد کیا ہوگا
خدا ای جیسر کین ہو تا دست بردار اس الہی سے

تاریخ اختتام طبع

از تاریخ نگار حضرت حکیم محمد مومن خان سلمہ الرحمن

اسکے کہ جسکا نام بہی اور ذات بہی کریم
تالیف ایک بیاض معانی نثار کی

وقت پسند طبع کے یہ موتیونکا فیان
جانی ہے عقل سنتے نہ گیسوے یار کی

وہ سکہ ہے جو اسکی آب مین الفاظ گرم گرم
شمع زبان دراز نے جب اختیار کی

اشعار عیش و وصل کے آئی مین جب نظر
حالت بدل گئی ہے دل بیقرار کی

مضمون جو اسمین طعنہ گردون کے آگئے
عزت بڑہی زمانہ نے اعتبار کی

مختصر اگر اے کوچۂ اشعار ابدار
ہستی خراب ہے گہر شاہوار کی

کوئی تو لیگا تہا یہ گلدستہ باغ مین
بلبل کی وہ نوا ہے ... و نق بہار کی

رنگینی سخن ہی کا چرچا ہے ہر کہین
یہہ وجہ زردی رخ ہے عذار کی کیا

از تنگ نقش علم سنی ہے سروش سے
سنہ ۱۲۹۱

تاریخ اس صحیفۂ معجز نگار کی

تاریخ ثانی از نتایج خان معزی الیہ

زیب واد طرفہ بیاضے کریم دین — بنوشت شاعران سخن راز ہر کرم

بگرفت خامہ در کف و یکبارہ برکشید — بر کار نامہاے دبیر فلک قلم

وانگہ فزا بیاض چو خوش بود سال او — کلک مرا بہ سنجہ ہر باب زور قسم

تاریخ

از نتایج افکار حضرت نواب زین العابدین خان المتخلص عارف

چون بزرگے کہ ہست بہ کریم الدین — این چنین تذکرہ نغز و دل آویز نوشت

گفت عارف کہ ہمین سال سخن سنجی او

کہ زہی گوی و گوی کہ بود رشک بہشت

تاریخ دیگر از نتایج افکار نواب ممدوح

۱۲۲۹ ۲۲

یہ وہ گلدستۂ رنگین ہے عارف — کہ جیسے اس سے ہین آثار جنت

انہین بہی دیکہکر ہوا اسکو اقرار — جنہین بالفرض ہے انکار جنت

کریم الدین کی یہ صنعت گری ہے — کہ یون عالم مین ہوا اظہار جنت

کہین ہمسایہ جسکے رہتے ہین ہم — بزیر سایۂ دیوار جنت

جو خلق اس کا موثر کاہ پر ہو — تو ہون اس سے خجل اشجار جنت

جو برگ نخل لطف اسکے ہین ایسے — نہ ہوویگے کبہو اثمار جنت

لکہا ہے خلق کچہ اسکے ازل مین — کہ ہے یہ دولت بیدار جنت

نہ ہوا سکا جو اس پر لطف پنہان — کری پہر دیکہے حال زار جنت

جو دیکھیں اس کا کوچہ حور و غلمان | تو کیں سرو ہو بازار جنت
وہ اس گلدستہ کا ہے جیسے مالک | اسے ہم کہتے ہیں مختار جنت
جو اس گلدستہ کو دیکھیں تو بیشک | تماگو ہون لب اظہار جنت

یہی مصراع ہے تاریخ اتمام
کہو گلدستہ گلزار جنت

تمت تمام شد ۱۲۶۱ ہجری مقدسہ

تمام شد گلدستہ نازنینان تاریخ بیست سیوم
ماہ رجب المرجب سنہ ۱۲۶۱ ہجری مطابق
بیست و نہم شہر جولائی سنہ ۱۸۴۵ عیسوی
کو تالیفات مولوی کریم الدین صاحب سے
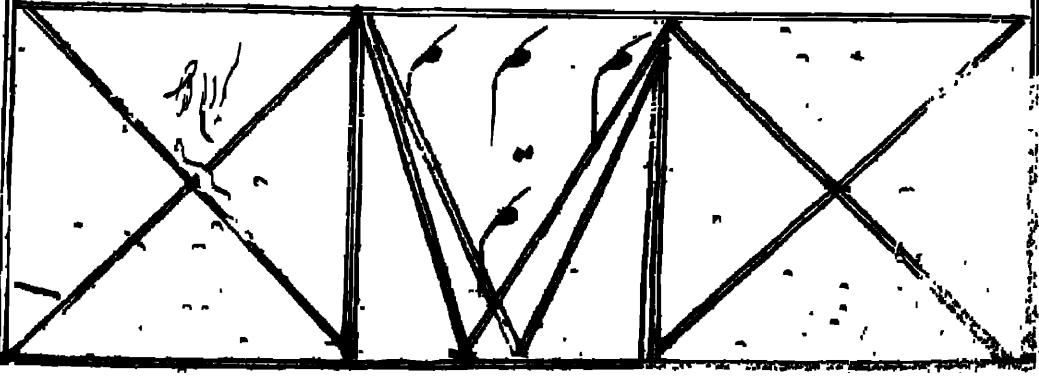
صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۸	نہ تہا فخر عالم	نہ تہا وہ فخر عالم	۲۵	۱۰	ویسی تری	ویسی ہی تیری
۴	۳	گلچین کا	گلچین کو	۲۸	۹	سب گلچین عیش تمہارا	ست گلچین عیش تمہارا
ایضاً	۱۵	اودہر مایل	ادہر مایل	۳۴	۲	کی وہ ہوئی	کی وہ ہی ہوئی
ایضاً	۱۶	ادوہر تہا	ادہر تہا	ایضاً	۹	بجتی	نہ بجتی
ایضاً	ایضاً	اودہر مخلوق	ادہر مخلوق	۳۶	۱۰	شاعر کی	شاعر
۵	۴	سی ہی	سی بہی ہی	۳۷	۶	معطر ہوئی لکہا ہی تہا ویسی کیا کیا	معطر ہوئی کیا ویسی ہی لکہا
ایضاً	۹	جب ہی	جب سی	۳۹	۱۵	ای برگ	ایک برگ
۶	۹	را	تیرا	ایضاً	۱۶	رونی چشم	رونی سی چشم
۷	۵	کہ خالق درود	کہ خالق پی درود	۴۱	۱۹	تڑپہنا	تڑپہنا ہی
۹	۸	ناتوانی کی	ناتوانی پی	۴۲	۲	باری سعی	باری ہی سعی
ایضاً	۱۶	محظوظ	محظوظ ہوا	ایضاً	۱۹	فرہاد	نہ فرہاد
ایضاً	۱۷	جہت جانی	جہت جانی سی	۴۳	۱۴	کری	کری ہی
۱۰	۵	ابن حاجت	ابن حاجب	۴۴	۱	افسردہ ہو	افسردہ ہوا
ایضاً	۱۱	وار	وارد	۴۴	۱۰	سرمہ دینہ کی اور نظر	سر شہ آئینہ کی اور نظر
ایضاً	۱۴	بطور	بطور مثال	ایضاً	۱۹	رہتی	رہتی ہی تہی
۱۲	۸	چناپہ	چنانچہ یہ	۴۷	۲	خودرای	خودرای کا
۱۴	۱۵	گویا کو	گویا کان گرکون بی	۴۸	۱۲	ڈہب زبان	ڈہب سی زبان
۱۷	۱۰	آشنا بہی پنا	آشنا اپنا بہی وان	ایضاً	۱۸	ہر حرف چشم	ہی چشم
۱۹	۱۵	اگی تو ستور	اگی تو یہہ دستور تہا	۵۳	۱	ہدایت ہی	ہدایت کو
۲۱	۱	[illegible]	ورہ پہ رکہیو	ایضاً	۷	کیا قبلہ	کب قبلہ
۲۱	۱۳	اور جہیر	اور ہی جہیر	۵۵	۹	پہلی تہا	پہلی ہی تو
ایضاً	۱۴	دین سی	دین سی ہی	ایضاً	۱۷	پتہر ای	پتہر ہی ای
۲۰	۱۹	جیا سی	جیا سی بہی	۵۶	۱۱	اور جانا	اور آجانا
۲۴	۱	جہان نشین	جہان آرا نشین	۶۰	۱۸	جہوکا باد	جہوکا باد